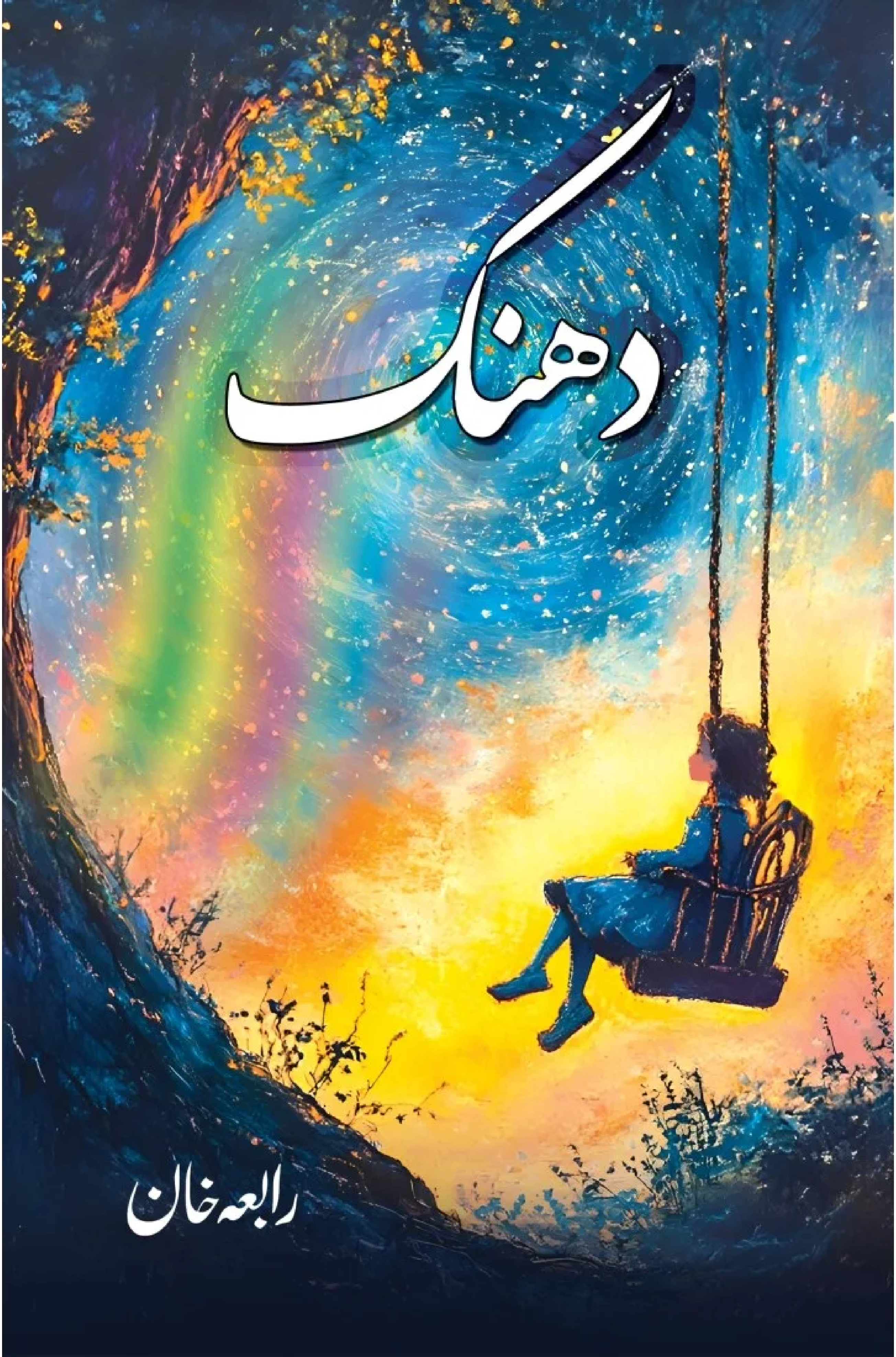

دھنک
رابعہ خان

دھنک

از قلم: رابعہ خان

بھیگی بھیگی سی صبح میں گرم لچھے دار پراٹھوں کی مہک رچی بسی تھی۔خان ہاؤس میں معمول کی گہما گہمی تھی۔خوش گپیوں کے دوران ناشتے کے ساتھ انصاف کیا جارہا تھا۔وہ ماتھے پر بل ڈالے بے دلی سے ناشتہ کررہا تھا۔

"کیوں برخوردار! یہ ماتھے پر آٹھ بل کس سوگ میں ہیں۔۔؟"

شیر افگن اپنے ازلی شوخ و دبنگ لہجے میں گویا ہوئے تھے۔

"اپنی شادی کے سوگ میں۔۔"

ارسل نے چڑ کر کہا تھا۔رمشہ نے ابلتے قہقہے کو ابلنے سے باز رکھا نہیں تو بھائی نے اسے پھر بازار سے کوئی چیز جو نہیں لا کر دینی تھی۔لیکن افسوس کہ شیر افگن کو ایسی کسی بھی چیز کی ضرورت نہیں تھی۔بڑے ٹھنڈے انداز میں گویا ہوئے۔۔

"آخری اطلاعات کے مطابق شادی کوئی ایسے سوگ کا نام نہیں جس پر سوگ منایا جائے۔"

"میرے لیۓ تو کسی سوگ سے کم بھی نہیں ہے۔غضب خدا کا۔۔اتنی زبردستی تو لڑکی والوں نے لڑکی کے ساتھ نہیں کی ہوگی، جتنی آپ لوگ میرے ساتھ کررہے ہیں۔۔"

اس کا موڈ سخت خراب تھا۔اب کہ رمشہ زور سے ہنس پڑی تھی۔

"باااااس۔۔ہم نے جو کہہ دیا وہ ہو کر رہے گا سمجھے میاں۔۔!شادی تو تمہاری وہیں ہوگی جدھر ہم چاہیں گے۔اور یہ جو دماغ میں خناس بھرا ہے ناں کہ میں نے اپنے مطابق لڑکی سے شادی کرنی ہے۔۔اس زہر کو نکال دو اپنے دماغ سے۔ہمارے پٹھان گھرانوں میں زبردستی صرف لڑکیوں کے ہی نہیں بلکہ لڑکوں کے ساتھ بھی کی جاتی ہے اور تمہارے ساتھ بھی ہم زبردستی ہی کررہے ہیں۔۔سمجھے تم۔۔؟"

بڑا ہی وہ کیا کہتے ہیں۔۔مردانگی پر کاری وار جیسا سوال کیا تھا شیر افگن نے۔اس نے لب بھینچ کر اپنے دبنگ والد کی جانب دیکھا تھا۔وہ خوب گرجنے کے بعد ٹیبل سے اٹھ رہے تھے۔

"اللہ کا واسطہ غصہ نہ کریں۔۔بچہ اب بڑا ہوگیا ہے۔۔"

سمیرا بیگم نے دہل کر اپنے شوہر کی جانب دیکھا تھا۔

"بچہ بڑا نہیں۔۔ گدھا ہو گیا ہے۔۔"

وہ کہہ کر کچن سے نکل گ ئے تھے۔دادی اور رمشہ اب مل کر ہنس رہی تھیں۔سمیرا بیگم نے بمشکل اپنی مسکراہٹ دبائی۔

"ہنس لیں۔۔ہنس لیں۔۔کھل کر ہنسیں۔یہ گھٹ کر ہنسنے میں کیا مزا آئے گا۔۔؟"

وہ اب لال بھبھوکا چہرہ لیئے ٹیبل سے اٹھ رہا تھا۔گھر کی تینوں خواتین نے اس کے اٹھتے ہی گہرا سانس بھرا تھا۔۔

☆☆☆☆☆☆

جس طرح شیر افگن اپنے پختون گھرانے کے ایک ہی چشم و چراغ تھے، اسی طرح ارسل بھی انکا ایک ہی لختِ جگر تھا۔اس سے چھوٹی بیٹی رمشہ تھی۔گھر کا ماحول انتہائی خوشگوار تھا۔شیر افگن کے برعکس ارسل کا مزاج خاموش اور خاصہ سنجیدہ تھا۔شیر افگن تو عمر کے اس حصے میں بھی شوخ و شرارتی تھے۔اور یہ شرارت وہ اتنے ٹھنڈے انداز میں کرتے کہ آگے والا اپنی بے عزتی محسوس کرتے کرتے رہ جاتا۔

اس سارے عرصے میں ارسل اپنی پڑھائی مکمل کر کے شیر افگن کے ساتھ بزنس سنبھالے ہوئے تھا۔اب مسئلہ اسکی شادی کا تھا۔وہ وہاں شادی نہیں کرنا چاہتا تھا جہاں اس کے گھر والے چاہتے

تھے۔بلکہ وہ اپنی کلاس میٹ آمنہ کو پسند کرتا تھا۔ اور اس کا یہ حوصلہ اسی لیۓ اتنا بڑھا تھا کیونکہ اس یک طرفہ پسند کی بات صرف اسی تک محدود نہیں تھی۔آمنہ بھی اسے پسند کرتی تھی اور بارہا وہ اپنی پسند کا اظہار بھی کرچکی تھی۔وہ ایک ماڈرن گھرانے سے تعلق رکھنے والی لڑکی تھی۔ ارسل کے پختون گھرانے میں خاصی "مس فٹ " سی۔۔مگر وہ پھر بھی بضد تھا کہ اسے ہی بیاہ کر لائے گا۔سارا گھرانہ سلطان راہی بنا، ہاتھ میں یہ بڑا سا گنڈاسہ لیۓ اس کے بھونڈے سے فیصلے کے خلاف تھا۔اور چلو وہ باقی سب کو تو منا ہی لیتا لیکن شیر افگن جیسی بڑی سی چٹان کو سر کرنا اس کے بس کی بات نہیں تھی۔

وہ اپنی پختون برادری میں اس کے لیۓ رشتہ بھی دیکھ چکے تھے، جسے وہ قبولنے کے لیۓ ہرگز بھی تیار نہیں تھا۔مگر پھر بھی سب گھر والوں کے سامنے مجبور ہو کر اس نے ہتھیار ڈال ہی دیۓ تھے۔اور اسی زور زبردستی کے رشتے کے باعث وہ بے حد چڑچڑا رہنے لگا تھا ، مگر وہاں پرواہ کسے تھی۔۔؟ جو ہونا تھا وہ تو ویسے بھی ہو کر رہنا تھا۔۔اس نے چار و ناچار اپنے گھر والوں کے سامنے گھٹنے ٹیک ہی دیۓ تھے۔۔

"ارسل وہ ایک سلجھی ہوئ اور بہت پیاری سی بچی ہے بیٹا۔تمہارے بابا تمہارے لیۓ بنا سوچے سمجھے کوئ فیصلہ نہیں کرسکتے۔تم یوں چڑچڑے مت رہو بچے۔۔تم اس کے ساتھ بہت خوش رہوگے۔۔"

وہ ایک رات عشاء پڑھنے کے بعد ماں کے ساتھ آ بیٹھا تو وہ اسکی اتری شکل دیکھ کر آہستہ سے بولیں۔اگر جو ان کی یہ آواز شیر کے کانوں میں پڑ جاتی تو ارسل کی وہ درگت بنتی کہ سارا شہر سنتا۔

اس نے تنگ ہوتے دل کے ساتھ آہستہ سے سر اثبات میں ہلایا تھا۔وہ مسکرائیں پھر اس کے بالوں سے بھرے سر پر ہاتھ پھیرا۔۔

"میں نے خود دیکھا ہے بچے اسے۔۔وہ بہت بردبار اور دھیمے مزاج کی لڑکی ہے۔۔وہ ضرور تمہاری عمر بھر کا بہترین ساتھی ثابت ہوگی۔۔"

اور اس نے ایک بار پھر سے بھاری دل لیۓ سر ہلادیا تھا۔۔

☆☆☆☆☆☆

دوسری جانب اس بردبار اور دھیمے مزاج کی لڑکی نے اپنے سیاہ بالوں کو ایک انداز سے کندھے کے اس طرف جھٹکا تھا۔اس نے سیاہ لباس کی ہتھیلیوں تک کو چھوتی آستینیں سپاٹ چہرے کے ساتھ اوپر چڑھائ تھیں۔اس کے سفید رنگ میں گھلی ہلکی سی سرخی اس پر بات پر گواہ تھی کہ وہ سخت طیش میں کسی ایک نہ ایک کی تو ہڈی پسلی آج برابر کرنے ہی والی تھی۔برف ہوئ راہداری سے گزرتے اس نے سیاہ پرکشش آنکھوں کو پلکوں کی جنبش سے جھپکایا اور بابا کے کمرے کو جاتے راستے پر مڑ گئ۔

"اسے روکو۔۔ارے کوئ تو روکو اس سر پھری لڑکی کو۔۔یہ میرا رشتہ تڑوائے گی آج۔۔"

منگنی کے سرخ جوڑے میں ملبوس ایک آنکھ کا مٹا لائنر لیۓ وہ فکر مندی سے ساتھ چلتی گل لالہ سے بولی تھی۔جواباً گل لالہ نے مزے سے کندھے اچکائے تھے۔۔

"آج تو تمہارے وہ ڈرپوک منگیتر اور انکی ماں گئیں۔۔لالہ رخ کا غصہ جانتی نہیں ہو کیا تم۔۔ لفظوں کی ایسی مار مارے گی کہ اگلا سانس نہ آئے گا تمہاری ساس صاحبہ کو۔۔"

سرخ جوڑے والی لڑکی نے جھنجھلا کر گل کو دیکھا تھا۔پھر تقریباً بھاگتے ہوئے وہ راہداری سے گزر کر اسی طرف کو مڑی جدھر ابھی لالہ رخ مڑی تھی۔

"کوئ گڑبڑ نہیں ہونی چاہیۓ۔۔بہت مشکل سے بابا نے یہ رشتہ طے کیا تھا۔اب اگر لالہ رخ نے کچھ کباڑا کیا تو میری شادی کبھی نہیں ہوگی۔۔پلیز تم روکو ناں اسے گل لالہ۔۔"

اس نے ساتھ ساتھ تیز قدم اٹھاتی لڑکی سے کہا تو وہ جھرجھری لے کر تیزی سے چلنے لگی۔۔

خدا سے معافی مانگو رامین آپی۔غصے میں تو وہ پہاڑ، پتھر یہاں تک کہ انسانوں کو نہیں چھوڑتی۔۔" اور تمہیں لگتا ہے کہ وہ میری بات مانے گی۔۔!چہ کبھی نہیں۔۔ویسے اگر اتنی ہی فکر تھی اپنے رشتے کی تو لالہ رخ کو بتانے کی کیا ضرورت تھی کہ تمہاری ساس نے ایک دفعہ پھر تمہارے سانولے رنگ پر چوٹ کرنے کے ساتھ ساتھ اس بار بھرے مجمعے میں تمہاری بے عزتی بھی کی تھی۔۔"

اچھا۔۔اور اگر میں نہ بتاتی تو جیسے اسے کبھی پتا ہی نہ چلتا۔۔کیا زبردست بات کی ہے ویسے تم "
"نے گل لالہ

"ابھی بس یہ دعا کریں کہ بابا کی کلاشن میں کہیں گولیاں لوڈ نہ ہوں۔۔نہیں تو آج لالہ رُخ ان کو آتش بازی کے وہ منظر دکھائے گی کہ اللہ کی پناہ۔۔"

اس کی بات سن کر رامین نے واضح طور پر سر سے پیر تک جھرجھری لی تھی۔ایک تو یہ افغان چچا اور ان کی کلاشن۔جب پتا ہے کہ ایسی طوفانی بیٹی اللہ نے تحفے میں دی ہے تو کیوں یہ منحوس کلاشن کوف چوبیس گھنٹے لوڈ کیۓ رہتے ہیں۔۔؟ ادھر ذرا اس کا دماغ گھومے اور ادھر وہ کسی کی سیدھی کھوپڑی گھمادے۔وہ جیسے ہی لاؤنج کی جانب مڑی تو اپنی جگہ ہی ساکت ہوگئ۔ادھر موجود بہت سے نفوس سانس روکے، سینے پر ہاتھ باندھے ، تنے نقوش کے ساتھ تڑاتڑ بولتی لڑکی کو دیکھ رہے تھے۔صد شکر کہ اس وقت رامین کی ساس موجود نہیں تھی۔۔صرف ان کا سپوت موجود تھا۔۔رامین کا نام نہاد منگیتر۔۔

" سمجھتی کیا ہیں آپکی والدہ محترمہ خود کو۔۔؟ کہ ہماری لڑکی کے رنگ روپ پر وہ اس طرح بکواس کریں گی اور ہم چپ چاپ سن کر سب کچھ پی جائنگے۔۔!مطلب کہ واؤ۔۔کونسی دنیا میں رہتی ہیں وہ بھئ۔۔کس خیالی دنیا کی ملکہ ہیں وہ۔۔؟ اگر اتنا ہی رنگ روپ سے مسئلہ تھا تو نہ آتیں رشتہ لے کر۔۔ہماری بہن کونسا مری جارہی تھی ان کے گھونسلے جیسے گھر میں رخصت ہونے کے

لی ئے۔۔ویسے آپ ذرا مجھے ایک بات بتائیں جاوید بھائی۔۔کبھی آپکی امی نے خود کو۔۔چلیں خود کو تو چھوڑیں۔۔آپکو نظر بھر کر دیکھا ہے۔۔؟ کیا کبھی انہیں احساس ہوا ہے کہ وہ کس شگوفے کی شادی کرنے جارہی ہیں!"

فاطمہ بیگم نے بے اختیار بہت سا تھوک نگلا تھا۔دوسری جانب افغان نے بے اختیار ابھرتی مسکراہٹ دبائی تھی۔۔باقی سب تو ٹھیک تھا مگر "شگوفہ"۔۔اف۔۔اس ایک لفظ نے لمحے بھر کو ان کے پیٹ میں گدگدی سی کی تھی۔فاطمہ نے بے یقین نگاہوں سے افغان کی ابھرتی ہنسی کو دیکھا تھا۔۔حد ہے مطلب کے۔۔

"ش۔۔شگوفہ۔۔؟"

بچارہ جاوید صدمے میں گھرا بس یہی بول پایا تھا۔

"لو جی۔۔آپ کو تو ذرا سے شگوفے پر اعتراض ہوگیا اور ادھر آپکی والدہ محترمہ ہماری بہن کو جانے کیا کیا ناگوار بول کر گئی ہیں۔ایک بات میری آپ ذرا دھیان سے سنیں اور اسے اپنی وہ کھاتی پیتی سی امی کے بھی گوش گزار کردیجیئے گا۔۔اگر شادی کرنی ہے اور ہماری لڑکی کو عزت سے رکھنا ہے تو ہی اسے بیاہ کر لے کر جائیں لیکن اگر شادی کے بعد بھی کالی صورت اور کھوٹے نصیب جیسی بکواس کرنی ہے تو مہربانی کریں۔۔چھوڑ جائیں ہماری بہن کو یہیں۔۔"

وہ جو اس کی شعلہ بیانی پر سن ہوا کھڑا تھا لمحے بھر کو لب کھول کر دوبارہ بند کر گیا۔۔پھر ماتھے پر آتا پسینہ آستین سے صاف کر کے بہت سا تھوک نگلا۔اس کی سیاہ چبھتی آنکھوں کے سامنے بات مکمل کرنا محال تھا۔ادھر آپ ذرا سا چوکیں۔۔ادھر وہ آپکو آپکے اپنے ہی لفظوں کی موت مار دے۔۔

"لیکن مجھے اس بارے میں کچھ نہیں پتا لالہ رُخ۔۔شاید تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔۔بہت بڑی غلط فہمی۔۔میری امی ایسے کبھی نہیں کہہ سکتیں۔۔وہ تو بہت۔۔"

"وہ تو خیر سے بہت کچھ اور بھی کہہ سکتی ہیں لیکن انہیں موقع نہیں ملا۔یہی کہنا چاہ رہے ہیں ناں آپ۔۔بس اب زیادہ ان کی طرفداری کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔پورا خاندان بلکہ پوری دنیا جانتی ہے کہ وہ کتنی میٹھی زبان استعمال کرنے والی وضع دار سی خاتون ہیں۔۔لیکن معذرت۔۔مجھ سے مزید ان کی کوئی عزت افزائی سنی نہیں جائے گی۔۔بہتر یہی ہے کہ آپ اپنی امی کو سمجھائیں۔۔اور یہ گردن ہر بات پر "ہاں جی ہاں جی" میں ہلانے کے بجائے کبھی نفی میں بھی ہلا لیا کریں۔۔اس سے گھر کے علاوہ باہر بھی تھوڑی بہت عزت بڑھ ہی جائے گی آپکی۔۔"

خدایا۔۔فاطمہ نے تو اپنی بیٹی کی ڈستی زبان پر اپنا دل ہی تھام لیا تھا۔ان کے برعکس افغان نے لب دبا کر جاوید کے بھڑکتے سے سرخ رنگ کو دیکھا تھا۔اگر بات غلط ہوتی تو وہ ضرور اسے ٹوکتے لیکن پھر بھی وہ اسے ٹوکنے سے پہلے سو دفعہ سوچتے کیونکہ وہ لالہ رُخ تھی۔اسے آگے والے کو لفظوں سے "سریہ سے زمیں پر دے مارنے" کا ہنر آتا تھا۔

"کہنا تو نہیں چاہیۓ لیکن چلیں کہہ دیتی ہوں۔۔بس ایک دفعہ اللہ کی طرف سے دی گئ شکل و صورت پر زہر اگلنے سے پہلے اگر آپکی وہ پیاری امی جان۔۔شادیوں میں۔۔اپنے کتھئ چہرے پر چمکتے سلور بیس کو قریب سے دیکھ لیں تو کبھی کسی کی رنگت پر چوٹ کرنے کا موقع نہ ملے انہیں۔ بھوت نات کا فیمیل ورژن لگتی ہیں آپکی امی۔۔"

اور یہ تھا بالکل آخری جھٹکا۔کیا اسے کسی کا سر کھولنے کے لیۓ کلاشن کی ضرورت تھی۔۔؟ اوں ہوں۔۔

ایک آخری سخت نگاہ جاوید کے سراپے پر ڈالتے اس نے سر جھٹک کر رخ موڑا تھا۔پیچھے کھڑی آنکھوں میں ڈھیروں آنسو لیۓ، رامین بے ساختہ مسکرائ تھی۔رُخ بھی لمحے بھر کو اس سارے عرصے میں پہلی دفعہ مسکرائ تھی۔پھر اس کے ساتھ سے گزر کر پیچھے کھڑے ساکت لاؤنج کو زہر آلود نگاہ سے دیکھا اور آگے بڑھ گئ۔۔اب اس لاؤنج میں محض سانسوں کی آوازیں آرہی تھی۔

تو یہ تھی ہماری انتہائ سلجھی ہوئ اور بردبار سی لڑکی۔۔خاموش طبع اور وہ کیا کہتے ہیں معصوم۔۔ ہاں جی معصوم سی۔۔پتا نہیں کیوں لیکن فاطمہ کو لمحے بھر کو ارسل پر ترس آیا تھا۔۔اور ترس تو مجھے بھی آرہا ہے۔۔چچ۔۔بیچارہ ارسل۔۔

☆☆☆☆☆☆

شادی کی گہما گہمی اپنے عروج پر تھی۔۔اگلے ہفتے بارات تھی سو یہ چہل پہل یقینی سی بات تھی۔وہ پہلے ہی بیزار تھا اور اب تو طبیعت اور ہی سست ہونے لگی تھی۔رمشہ نے بھی اسے بے حد تنگ کر رکھا تھا۔وہ آتے جاتے اسے "بچہ بڑا ہوگیا ہے" کہہ کر چھیڑتی اور جھپاک سے غائب ہوجاتی۔اس وقت بھی وہ لاؤنج کے صوفے پر بیٹھا بیزاری سے ٹی وی دیکھ رہا تھا۔

"برخوردار۔۔ایسے کیا فارغ بیٹھے ہو۔۔؟ جاؤ جا کر بازار سے مٹھائی لے کر آؤ۔۔"

شیر افگن گرجتے برستے لاؤنج میں داخل ہوئے تھے۔ایک تو ان کی انٹری کسی خطرے سے خالی نہیں ہوا کرتی۔ارسل نے جل کر سوچا تھا۔۔چار و ناچار اٹھنا ہی پڑا۔

"یہ شکل پر بارہ کیوں بج رہے ہیں۔۔؟"

دادی نے اپنے لختِ جگر کا چہرہ بوڑھی نگاہوں کی گرفت میں لے کر پوچھا تھا۔

"ابھی بارہ بج رہے ہیں۔شادی میں اسکی شکل پر پورا ایک بجے گا اماں جی۔۔"

وہ مزے سے بول کر چینل سرچ کررہے تھے۔

"توبہ۔۔چہرہ ہے یا گھڑیال۔۔"

رمشہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑی تھی۔ساتھ خالہ کی بیٹیاں بھی ہنس پڑیں۔خفت سے ارسل کے کان سرخ ہوئے تھے۔۔

"ماشااللہ۔۔کتنا نور آرہا ہے ارسل کے چہرے پر۔۔"

سمیرا بیگم سارے قصے سے بے خبر لاؤنج میں آتے ہی بولی تھیں۔اشارہ ارسل کے سرخ پڑتے چہرے کی جانب تھا۔

"جی۔۔اور اکثر یہ نور انکے چہرے پر ٹھیک ٹھاک بے عزتی کے بعد برستا ہے۔"

شیر افگن کی زبان ایک بار پھر چٹخارہ سا جملہ بول کر خشک میوہ جات کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔

" بہت شکریہ اس نور کے لیئے۔۔"

وہ جل کر کہتا باہر نکل گیا تھا۔پیچھے لڑکیوں کے قہقہے سے لمحے بھر کو لاؤنج نہا گیا تھا۔

**

بمشکل اپنی خفت چھپاتا جاوید سرخ چہرہ لیئے، افغان سے معذرت کرتا باہر کی جانب بڑھ گیا تھا۔اگلے چند لمحوں کے لیئے ، لاؤنج کی فضا کسی بھی قسم کی آواز سے ساکت رہی۔ فاطمہ نے لمحے بھر کو سر ہاتھوں میں تھام لیا تھا۔پھر وہ بے یقینی سے صوفے پر بیٹھیں۔گل اور رامین دونوں اپنی جگہ ہی ساکت تھیں۔پھر وہ اپنا سرخ لچکتا فراک سنبھالتی آگے بڑھ آئی۔۔

"چچا اگر میں وقت پر نہ پہنچ سکی تو کم از کم آپکو تو رُخ کو یہ سب کرنے سے روکنا چاہیئے تھا۔وہ تو۔۔وہ تو صد شکر کے شمیم آنٹی موجود نہیں تھیں۔۔نہیں تو وہ۔۔وہ طوفان برپا کرتیں کہ الامان۔۔۔!!"

اس نے چشم تصور میں شمیم بیگم کا غصے سے بگڑا چہرہ دیکھا تو لمحے بھر کو سارا جسم سنسنا اٹھا۔اسکی ساس کی کڑوی زبان اور بگڑے تیور، اس جیسی معصوم اور نازک دل رکھنے والی لڑکی کے لیے بہت بڑی بات تھی۔گل بھی اب اس کے ساتھ ہی صوفے کی پشت پر آکھڑی ہوئی تھی۔افغان نے لمحے بھر کو نرم نگاہوں سے اپنی سلونی سی بھتیجی کو دیکھا تھا۔پھر وہ ہلکا سا مسکرائے۔۔

"تم کیوں فکر مند ہوتی ہو۔۔؟ جو انہوں نے کیا وہ بالکل غلط تھا۔غلط اور ناقابلِ قبول۔۔مجھے تو ان باتوں کا پہلے اندازہ ہی نہیں تھا۔مگر جب مجھے گل نے بتایا تو بہت تکلیف ہوئی مجھے۔وہ ہماری بچی کو اسکے رنگ روپ پر اتنی باتیں سنا کر جائیں اور ہم جواباً کوئی حق کی بات بھی نہ کریں۔۔کہاں کا انصاف ہے بھلا یہ۔۔۔؟"

انکے نرم لب و لہجے اور بے حد ریشم سے تاثر نے رامین کو پل بھر کے لیے خاموش کر دیا تھا۔بے ساختہ ہی اپنی ذات کے ارزاں کیے جانے پر اس کی آنکھیں بھیگنے لگی تھیں۔کیا کرے وہ اپنے اس رنگ روپ کا۔۔کہاں لے کر جائے وہ اپنی اس سانولی رنگت کو۔۔؟

"اچھا ادھر آؤ میرے پاس۔۔"

رامین کو انگلیوں کے پوروں سے آنکھیں رگڑتا دیکھ کر فاطمہ نے گہرا سانس لے کر کہا۔وہ خاموشی سے انکے پاس چلی آئ۔۔

"دفعہ کرو اپنی ساس کو۔توجہ مت دیا کرو ان کی باتوں کی جانب۔خوش رہا کرو ہوں۔۔ایسے روتی رہو گی تو کیسے مقابلہ کرو گی دنیا کا۔۔؟ اور بھائ صاحب بھی تو ہیں پھر۔۔انہیں کون دیکھے گا اگر یوں تم ہمت ہار جاؤ گی تو۔۔؟ جانتی ہو ناں۔۔بھابھی کے جانے کے بعد کتنے ڈھل گ‍ئے ہیں وہ۔۔ تمہاری خوشی دیکھ کر ہی تو جیتے ہیں۔۔اب تم ہی یوں کرو گی تو ان کا خیال کون رکھے گا۔۔؟"

فربہہ سی فاطمہ نے رامین کو اپنے ساتھ لگایا تو وہ یکدم رو پڑی۔افغان اور گل نے بے بس سی نگاہوں کا تبادلہ کیا تھا۔جب سے بڑی تائ کا انتقال ہوا تھا رامین کچھ اور ہی حساس ہو گئ تھی۔ سونے پر سہاگہ اسے ایک ایسی ساس مل گئ تھی جو اس کی حساس طبیعت کے پرخچے اڑانے کے لی‍ئے کافی تھی۔

نرم سی تھپکی کے باعث وہ کچھ حد تک سنبھل گئ تھی۔پھر آہستہ سے اٹھ کر اپنے پورشن کی جانب بڑھ گئ۔اس میں ابھی ہمت نہیں تھی مزید کوئ بات کرنے کی۔

"میری پیاری بچی۔۔کیسے غلیظ سسرالی مل گ‍ئے ہیں اسے، جو اس کا سونے سا دل نہیں دیکھ رہے اور محض رنگ و روپ پر طنز و حقارت کے تیر برسا رہے ہیں۔۔"

فاطمہ نے دکھتے دل سے کہا تھا۔افغان نے بھی گہرا سانس لیا۔۔پھر سیدھے ہو بیٹھے۔

"اور آپ افغان۔۔لالہ رُخ کو منع کرنے کے بجائے اس کی باتوں پر ہنس رہے تھے۔۔!حد ہوتی ہے۔۔بیٹی کے سسرال کا معاملہ ہے۔یوں تھوڑی منہ بھر کر ہم کچھ بھی بول دیں گے انہیں۔۔ اور پھر۔۔پھر اسکی بھی تو شادی ہونے والی ہے کچھ ہی دنوں میں۔۔بھلا اگر یہ کارنامہ رُخ کے سسرالیوں کو پتہ چل گیا تو جانتے ہیں کیسا تاثر پڑے گا ان پر ہماری بچی کا۔۔؟"

ان کے پچھلے ٹھنڈے سے رویے پر فاطمہ انہیں احساس دلا رہی تھیں۔مگر مجال ہے کہ وہ ذرا بھی اثر لے لیتے۔آخر تھے جو رُخ کے والد۔۔!گل بھی اب کے صوفے پر آ بیٹھی تھی۔پھر پیر اوپر چڑھا کر رازداری سے بولی۔۔

سوچیں چچا۔۔اگر جو رُخ کو ارسل بھائی نے کبھی کچھ الٹا سیدھا بول دیا تو وہ ان کا کیا کرے " گی۔۔"

اس نے بے اختیار ہی جھرجھری لی تھی۔اور جھرجھری تو فاطمہ نے بھی لی تھی۔

"پتہ ہے پچھلے دنوں فاخرہ خالہ بھی شکایت کررہی تھیں رُخ کی۔ان کے بیٹے نے لالہ رُخ کو کہہ دیا تھا کہ وہ ایک منہ پھٹ لڑکی ہے۔۔ایسی لڑکیاں سسرالوں میں نہیں چلتیں۔۔پھر کیا تھا جی۔۔۔"

اس نے آنکھیں پھیلا کر سنتی فاطمہ کے آگے ہاتھ نچایا تھا۔

"رُخ نے ان کی ایسی درگت بنائی کے اگلے کئ مہینوں تک انہیں چین کی نیند نہیں آنی۔۔"

افغان اور فاطمہ نے بے ساختہ ہی سہمی سی نگاہوں کا تبادلہ کیا تھا۔

"کیا کہا تھا اس نے۔۔؟"

بہت ڈری ڈری سی آواز نکلی تھی فاطمہ کی۔

"کہنا کیا تھا۔۔وہ تو جو ان کے سر کے اڑے بالوں سے شروع ہوئ تو سسر سے لیۓ گۓ بھاری جہیز پر ہی ختم ہوئ۔ایسے بھگو بھگو کر مارا کہ زاہد بھائ کو کاٹتے تو خون نہ نکلتا۔میں نے اسکا ہاتھ ہلایا کہ بہن اب بس کرجا لیکن نہ بھئ۔۔رُخ کی شعلے اگلتی زبان نہ خاموش ہوئ۔سر سے لے کر پیر تک ہر عیب نہ گنوادیا تب تک جان نہیں چھوڑی زاہد بھائ کی۔وہ تو اچھا تھا میں وہاں تھی۔۔اسے وقت پر گھسیٹ کر لے آئ نہیں تو زاہد بھائ کی روح اب تک آسمانِ دنیا میں پرواز کررہی ہوتی۔۔"

یااللہ۔۔اور اب کہ تو فاطمہ نے اپنا دل ہی تھام لیا تھا۔افغان نے اپنی ہنسی روکنے کے لیۓ چہرہ موڑ لیا تھا اور گل۔۔گل اب تک زاہد بھائ کا سفید چہرہ اپنی نگاہوں کے سامنے دیکھ رہی تھی۔

"مجھے لگتا ہے مجھے اب اس سے بات کرنی ہی پڑے گی۔۔"

"ہاں۔۔اور تمہیں لگتا ہے کہ تم اسکے سامنے بات کرلوگی۔۔جاؤ۔۔کرلو اپنا شوق پورا۔۔"

مزے سے پلکیں جھپکا کر بہت پیار سے بولے تھے افغان۔۔فاطمہ نے ان کے اس قدر بے نیاز انداز پر دانت پیسے تھے۔کیا کریں وہ ان باپ بیٹی کا۔۔!

"آپ کے اس پیار اور بے جا حمایت نے بگاڑا ہے اسے۔"

"چلو جی۔۔اب وہ تمہاری بات نہیں سنتی تو اس میں بھی میرا قصور نکل آیا۔مطلب ہر وہ چیز جو اپنے محور سے ہٹ کر کام کرے اس کا قصور شوہر کے کھاتے میں ہے۔۔آپ تو ہمارے موجودہ وزیرِ اعظم سے بھی آگے نکل جاتی ہیں کبھی کبھی ۔۔"

ان کے لطیف سے جملے نے جہاں فاطمہ کو جھنجھلایا تھا وہیں گل کو ہنسایا بھی تھا۔اسے ہنستا دیکھ کر افغان نے بمشکل اپنی ہنسی روکی تھی۔

"آپ سے تو کچھ بولنا ہی بیکار ہے افغان۔کسی بات کی شکایت کیا کرے انسان آپ سے۔جانتے بھی ہیں کیسی جنگجو طبیعت پائی ہے آپکی بیٹی نے۔۔لوگ چھری سے سبزیاں کاٹتے ہیں اور وہ محترمہ اسی چھری کو جنید اور رامش پر تان کر ان سے برتن دھلواتی ہیں۔اف توبہ۔۔جانے کیا کرے گی یہ لڑکی سسرال میں جا کر۔۔"

اور اب کہ افغان اور گل بے ساختہ ہی قہقہہ لگا کر ہنس پڑے تھے۔رامش اور جنید، لالہ رخ کے چھوٹے جڑواں بھائی تھے۔اور یہ تو اللہ ہی جانتا تھا کہ وہ ان دو معصوم جانوں پر کیسے کیسے ظلم ڈھایا کرتی تھی۔

"اچھا ہے ناں کہ وہ دونوں اسکی صحبت میں رہ کر ذرا شیر بنیں گے۔۔نہیں تو وہ دونوں بیچارے آپکی طرح صدا ڈرپوک ہی رہیں۔۔"

گل کو دیکھ کر فاطمہ کی ڈری سہمی سی طبیعت پر چوٹ کرتے وہ ایک بار پھر سے ان کی گھوری کا شکار ہورہے تھے۔۔

"افغان۔۔آپ۔۔اف ہے آپ سے۔۔اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ سر پھری لڑکی آپ ہی کی بیٹی ہے۔بس فرق اتنا ہے کہ آپ ذرا ٹھنڈے انداز میں وار کرتے ہیں اور وہ محترمہ تو منہ میں ہی آگ لیئے پھرتی ہیں۔۔جلا کر خاکستر کردیتی ہے آگے والے کو۔۔"

وہ اب کانوں کی لو کو چھوتی اٹھ رہی تھیں۔ان دونوں باپ بیٹی سے بات کرنا ان کے لیئے ہمیشہ سے ہی بہت مشکل رہا تھا۔وہ اٹھ کر جا چکیں تو افغان نے معصومیت سے کندھے اچکائے۔گل لمحے بھر کو ان کے ایسے انداز پر کھکھلائی تھی۔

"جاؤ رامین کو دیکھو جا کر۔۔روتی ہوئی گئی ہے یہاں سے۔۔سنبھالو جا کر بہن کو۔۔"

ان کے آہستہ سے کہنے پر وہ سر ہلاتی اٹھی اور دروازے کے اس پار بنے پورشن کی جانب بڑھ گئی۔افغان اور ارمغان دو بھائی تھے۔ارمغان لالہ کی بیوی کا انتقال ہوا تو رامین اور گل لالہ کا ان کے گھر آنا جانا بڑھ گیا۔وہ دونوں فاطمہ میں اپنی ماں کی نرم سی آغوش ڈھونڈنے لگی تھیں۔اور خدا گواہ تھا کہ فاطمہ نے بھی ماں سے بڑھ کر ان دونوں کو پالا تھا۔جیسے ان کے لیئے لالہ رُخ تھی ویسے ہی ان کے لیئے گل لالہ اور رامین تھیں۔جبھی تو رامین کے دل دکھ جانے پر وہ سب بھی اتنا ہی متاثر ہوئے تھے جتنا کوئی گھر والا اس سب سے متاثر ہوسکتا تھا۔

گہرا سانس لیتے افغان لاؤنج سے اٹھ گ ئے تو خالی پڑا لاؤنج زرد سے سناٹوں میں ڈوب گیا۔

☆☆☆☆☆

"کیا طریقہ تھا یہ جاوید سے بات کرنے کا۔۔؟"

وہ رامش اور جنید کے ساتھ بیٹھی کسی بات پر ہنس رہی تھی جب امی نے دھاڑ سے دروازہ کھول کر ان تینوں کی ہنسی گُل کردی۔رامش تو باقائدہ، دروازہ دھاڑ سے کھلنے پر سہم کر پیچھے ہٹا تھا۔

"کیا کیا ہے میں نے۔۔؟"

اس نے انجان سی سیاہ آنکھیں اٹھائیں۔وہ اس کی معصومیت پر دانت کچکچاتی آگے بڑھ آئ تھیں۔

"ابھی جو تم نے نیچے کیا وہ کیا تھا۔۔؟"

"کیا تھا۔۔کیا آپکو نہیں پتہ۔۔؟"

اور اب وہ مزاق نہیں کررہی تھی۔اب وہ بے حد سنجیدہ تھی۔

"نہیں مجھے نہیں پتہ۔۔ذرا بتانا کیا کیا ہے تم نے نیچے۔۔"

اماں جان نے تو اب کہ ہاتھ باقائدہ سینے پر باندھ لیۓ تھے۔بالکل اسی کے انداز میں۔لیکن وہ ایسے کرتے ہوئے بہت مضحکہ خیز لگ رہی تھیں۔فربہہ جسم پر چھوٹے اور ذرا موٹے ہاتھ باندھے، انکو اندازہ نہیں تھا کہ وہ غصے کے بجائے کیوٹ لگ رہی ہیں۔انکے ایسے انداز پر رامش اور جنید کی کھی کھی کمرے میں گونجی تھی۔

"لگتا ہے آپی نے پھر سے کسی کو اٹھا اٹھا کر پٹخا ہے۔کہیں جاوید بھائی کو یہ تو نہیں کہہ دیا کہ وہ عمر شریف میں ملتے ہیں۔۔؟"

"وہ تو چھوڑو۔بس یہ دعا کرو کہ وہ آپی کے عتاب کے بعد بھی عمر شریف ہی رہے ہوں۔۔عمر غریب نہ ہوگ ئے ہوں۔۔

جنید کے دماغ سے نکلی دھیمی سی پھلجڑی نے رامش کے اندر گدگدی کردی تھی۔ منہ پر ہاتھ رکھ کر ہنستے ہوئے اس نے لمحے بھر کو جو فاطمہ کو دیکھا تو تیر کی طرح سیدھا ہو بیٹھا۔۔

وہ دونوں سترہ سال کے تھے۔فرسٹ ایئر کے نو عمر جوان۔۔رامش بالکل رُخ جیسا تھا۔سیاہ بال اور خوبصورت سیاہ آنکھوں والا۔۔جبکہ جنید۔۔ان کے برعکس فاطمہ جیسا تھا۔۔کانچ سی سبز رنگ آنکھیں اور اٹھے سے نقوش کا حامل۔۔

انہوں نے اپنی گھوری ان دونوں سے ہٹا کر اب کہ بڑی فرصت سے رُخ کو دیکھا تھا۔

"اماں۔۔انہوں نے بے عزتی کی تھی رامین کی۔بے عزتی۔۔!!اور بے عزتی پر کبھی خاموش نہیں رہتے۔یہ انسان کے اپنے حق میں کمی کرنے کے مترادف ہے۔یہ انسان کا اپنے ساتھ ظلم ہے۔ میں نے وہ ہی کیا جو رامین کو کرنا چاہیۓ تھا۔۔مجھے تو غصہ اس پر ہے کہ بُت کی طرح ان کی باتیں سن کر آگئ۔۔مطلب کچھ بھی نہیں کہا۔۔"

اسکے بہت سنجیدہ سے جواب پر فاطمہ لمحے بھر کو تھمی تھیں۔پھر ذرا سنبھل کر آگے آئیں۔۔

"بات بیٹھ کر بھی تو کی جاسکتی تھی ناں رُخ۔۔"

"مجھے بیٹھنے اور لیٹنے کا نہیں پتہ۔مجھے بات کرنی تھی سو میں نے کرلی۔۔اور ویسے بھی میرا کوئی موڈ نہیں تھا اس گھٹیا آدمی کو اپنے لاؤنج میں بٹھانے کا۔۔"

"یااللہ۔۔میں کیا کروں تمہارا رُخ۔۔"

"آپ اپنا بلڈ پریشر ہائی نہ کریں۔میں نے انہیں وہی کہا ہے جو کہا جانا چاہیئے تھا۔میرا دماغ خراب نہیں ہے کہ کسی کو بھی جا کر کچھ بھی بول دونگی۔۔"

اس نے ہاتھ جھلا کر اس قدر بے نیازی سے کہا تھا کہ فاطمہ نے ماتھے پر ہاتھ ہی رکھ لیا۔۔

"کچھ غلط نہیں کہا تم نے۔۔اور وہ جو اسکی ماں کو تم نے بھوت نات کہا ہے۔۔وہ کس کھاتے میں آئے گا۔۔"

اب کہ رامش اور جنید کا بہت زوردار قہقہہ ابلا تھا۔لیکن رخ ویسے ہی بیٹھی رہی۔

"شکر کریں میں نے انہیں عینک والے جن کی چڑیل میں نہیں ملایا۔ورنہ مزاج اور انداز میں وہ اس کردار پر پورا اترتی ہیں۔۔"

"لالہ رخ یہ بہت بری بات ہے۔۔"

"بری ہے یا اچھی۔۔میرے نزدیک یہی بات ہے۔۔"

"لڑکیاں ایسے باتیں کرتے ہوئے اچھی لڑکیاں نہیں لگتی ہیں بیٹا۔۔"

"اچھا۔۔"وہ لمحے بھر کو سیدھی ہو بیٹھی تھی۔پھر پلکیں جھپکا کر ایک انداز سے فاطمہ کو دیکھا۔

"کیسی ہوتی ہیں پھر اچھی لڑکیاں۔۔؟ رامین جیسی۔۔؟ جن پر کوئی بھی، کہیں سے بھی آکر بکواس کرجائے اور وہ انہیں جواب دینے کے بجائے، چپ چاپ کمرے کے کسی کونے میں بیٹھ کر روتی رہیں۔کیا ایسی ہوتی ہیں اماں اچھی لڑکیاں۔۔؟ اگر ایسی ہوتی ہیں تب تو میں بالکل بھی اچھی نہیں ہوں۔۔کوئی کچھ الٹا سیدھا نکال کر تو دیکھے اپنے منہ سے میرے بارے میں۔ٹھیک ٹھاک بے عزتی کرنے کے بعد ایسا نظر انداز کرونگی کہ لوگوں سے پوچھتے پھریں گے۔۔"میں نظر آرہا ہوں۔۔"

اس کی روانی سے ادا ہوئے مضبوط جملوں نے جہاں رامش اور جنید کو داد دینے پر مجبور کیا تھا وہیں فاطمہ کو ایک پل کے لیے خاموش بھی کردیا تھا۔ان کی بیٹی حق میں کمی برداشت کرنے والوں میں سے نہیں تھی۔پھر چاہے وہ کمی اسکے حق میں ہو یا کسی دوسرے کے حق میں۔۔یہ طے تھا کہ وہ غلط بات پر کبھی خاموش نہیں رہے گی۔

"بیٹا صبر و برداشت بھی کسی چیز کا نام ہے۔۔"

"بالکل اماں۔۔میں رامین کے سسرالیوں کو پہلے دن سے برداشت ہی تو کررہی ہوں۔۔ کیا اس سارے عرصے میں، میں نے کبھی انہیں کچھ کہا۔۔؟ نہیں ناں۔۔ لیکن آج میری برداشت جواب

دے گئ تھی۔شکر میرے سامنے نہیں کہا انہوں نے۔۔وہیں تین چار عورتوں کے درمیان ذرا آئینہ دکھادیتی ناں میں۔۔تو پھر کبھی کسی اور کے چہرے پر بات کرنے سے پہلے سو دفعہ سوچتیں۔۔کسی نے دراصل ان کی کڑوی زبان کا ذائقہ انہیں چکھایا نہیں ہے۔۔"

اسے ایک بار پھر سے غصہ آنے لگا تھا۔دل کیا شمیم آنٹی کو تو بس اف۔۔یعنی کے بس اف۔۔ اف ہی اف۔۔

"آگے سسرال میں کوئ ذرا سی بات کردے گا تو کیا تم یوں محاذ کھڑے کرلیا کروگی، رُخ۔۔؟"

وہ واقعتاً اسکے خوفناک خیالات کا پرچار سن کر پریشان ہوگئ تھیں۔ان کی خوفزدہ سی آواز پر وہ ہنس پڑی۔۔

"نہیں اماں۔۔کیوں پریشان ہوتی ہیں آپ۔۔؟ آپکو لگتا ہے میں بیوقوف ہوں۔۔؟"

"بیوقوف ہی تو نہیں ہو تم۔۔"

ان کا جواب سمجھ کر اس نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا تھا۔۔

"وہاں تو میرے شوہر مجھ سے بہت محبت کریں گے ناں اماں۔وہاں تو وہ میرے لیۓ ہر ایک سے بات کریں گے۔۔پھر مجھے وہاں محاذ کھڑا کرنے کی کیا ضرورت ہوگی۔۔؟"

اسکی اتنی صاف گوئ پر فاطمہ کا چہرہ لمحے بھر کو سرخ ہوا تھا۔یہ لڑکی۔۔اللہ کی پناہ اس سے۔۔ دوسری طرف جنید اور رامش کو ہنس ہنس کر پھندا لگ چکا تھا۔

میرے شوہر۔۔اتنی عزت آپی۔۔زبان نہیں دکھے گی آپکی اتنی عزت سے بات کرتے "
"ہوئے۔۔؟

رامش کے جملے پر اسے ایک زوردار دھپ پڑی تھی رُخ کی جانب سے۔پھر وہ ارسل کا خیال آتے ہی مسکرائی۔۔

"پاگل۔اتنے اچھے ہیں وہ۔ایسے ہی انہیں کچھ بولونگی میں۔۔وہ بیچارے تو شکل سے ہی اتنے معصوم لگتے ہیں کہ حد نہیں۔۔ایسا لگتا ہے کہ انہوں نے تو کبھی اونچی آواز میں بات نہیں کی ہوگی کسی سے۔۔"

جھانسی کی رانی سے مشرقی دوشیزہ بنتے ذرا وقت نہیں لگتا تھا اسے۔ابھی بھی میٹھی سی مسکان لبوں پر سجائے اس نے خود ہی کچھ سوچ کر نفی میں سر ہلایا تھا۔فاطمہ تو کمرے سے سر پیٹتی ہوئی نکلی تھیں۔رامش اور جنید البتہ اسکے بدلتے رنگ روپ کو دیکھ رہے تھے۔

"اور اگر کبھی انہوں نے آپکا یہ چنگیز خان والا روپ دیکھ لیا تو کیا ہوگا۔۔؟"

"کوئی نہیں میں چنگیز خان۔۔وہ تو بس مجھے کبھی کبھی ذرا سا غصہ۔۔"

وہ جو ارسل کے خیال میں کھوئی ہلکی سی میٹھی آواز میں بول رہی تھی یکدم جنید کے چلانے پر ڈر کر چپ ہوئی۔۔

"ذرا سا۔۔او مائی گاڈ آپی۔۔ذرا سا غصہ۔۔"

"ہاں تو بس ذرا سا ہی تو آتا ہے۔۔"

اب کہ اس نے بھی چڑ کر کہا تھا۔رامش ڈر کر پیچھے ہٹا ، مبادہ ساتھ رکھی کتاب اسکے سر پر آ پڑتی۔جنید کی تو مانو آنکھوں میں آنسو آگ ئے تھے۔۔

"ساری زندگی ہم پر ہٹلر کی طرح حکومت کرتی رہی ہیں آپ اور اب جب وہ ارسل آپکی زندگی میں آنے والے ہیں تو کتنی میٹھی بننے کی تیاری کرلی ہے آپ نے۔۔!ہم نے کونسا بابا سے آپ کی جائیداد کا مطالبہ کرلیا تھا آپی۔۔!"

جنید کو تو اپنے ہی غم لگ گ ئے تھے۔اس نے دونوں کو دیکھا (گھورا) تھا۔

"اب تم لوگ جارہے ہو یا ابھی ہلاکو خان کی آخری بیوی بن کر دکھاؤں۔۔؟"

اور اس سے پہلے کے وہ ہلاکو خان کی آخری بیوی بن جاتی، رامش ناک پر ڈھلکتا نظر کا چشمہ اور جنید اپنی آنکھوں پر گرتے بالوں کو پیچھے جھٹکتے اسکے حجرے سے بھاگ آئے۔رُخ کا کیا بھروسہ تھا۔۔سزا کے طور پر شادی کا لہنگا بھی ان دونوں سے ہی استری کروالیتی۔

☆☆☆☆☆

ارسل نہا کر فریش ہوتا باہر نکلا تو یکلخت ہی ڈر کر پیچھے ہٹا۔ تین چار لڑکیاں اپنے رنگ برنگے سے آنچل سنبھالتی، اسکے ہی سنگھار آئینے کے سامنے کھڑیں اپنی زلفیں سنوار رہی تھیں۔اس نے لحظہ بھر کو رک کر ان کے کھنکتے سے انداز کو دیکھا۔

"محترمہ۔۔کہاں آگئ ہیں آپ لوگ۔۔؟"

اس نے کھنکھار کر لڑکیوں کو اپنی جانب متوجہ کیا تو وہ اس سے زیادہ گھبرا کر پیچھے ہٹیں۔

"یہ رمشہ کا کمرہ نہیں ہے۔۔؟"

اچھا تو وہ رمشہ کی دوستیں تھیں۔۔جو غلطی سے اسکے کمرے میں گھس آئ تھیں۔ اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"رمشہ کا کمرہ ساتھ والا ہے۔آپ لوگ وہاں جائیں۔۔"

اس نے انہیں بتا کر جیسے ہی رخ پھیرا تو وہ جلدی جلدی باہر نکلیں۔۔اسی اثناء میں کمرے کے دروازے سے کوئ اندر داخل ہوا تھا۔اس نے چوڑیوں کی کھنکھار پر، ہاتھ پر گھڑی باندھتے ہوئے کہا۔

"رمشہ کا کمرہ ساتھ والا ہے۔۔"

"لیکن میں تو آپ سے ملنے آئ ہوں۔۔"

اور لمحے کے ہزارویں حصے میں وہ کرنٹ کھا کر دوسری جانب پلٹا تھا۔اسکے سامنے زرتاج کھڑی تھی۔وہی زرتاج جس نے پچھلے کئ مہینوں سے اسکی ناک میں دم کر رکھا تھا۔وہ اس کی امی کی طرف سے دور کی خالہ زاد لگتی تھی۔لیکن وہ جانتا تھا کہ وہ کیا چاہتی ہے۔اسکی آنکھوں میں واضح طور پر اپنے لیۓ پسندیدگی وہ دیکھ چکا تھا۔وہ بچہ ہرگز نہیں تھا کہ اسے اسکا یہ انداز سمجھ نہ آتا۔۔

"جی فرمائیں۔۔"

اس نے حتی الامکان لہجہ ہموار رکھا تھا۔اسے جلدی کسی بات پر غصہ نہیں آتا تھا۔ مزاج کے اعتبار سے وہ خاصہ ٹھنڈا اور پرسکون تھا۔لیکن اس لڑکی کو دیکھتے ہی جانے اسے کیوں ہر دفعہ نۓ سرے سے کوفت ہوتی تھی۔

وہ مسکرا کر بڑی بے باکی سے پاس چلی آئ تو وہ لمحوں ہی میں پیچھے ہوا۔شہر میں پڑھ کر بڑے ہونے کا مطلب یہ نہیں تھا کہ وہ اپنی پختون روایات کو بھول جاتا۔اسے یہی سکھایا گیا تھا کہ کبھی کسی عورت کے فاصلے کا خاص دائرہ عبور نہیں کرنا۔اور اس نے آج تک اس بات کو اپنی ذات کے ساتھ باندھے رکھا تھا۔یہاں تک کہ وہ آمنہ کے ساتھ بھی آج تک ایک فاصلے سے آگے نہیں بڑھا تھا۔شاید یہی وہ بات تھی جو اسے عمر کے اس حصے میں بھی معصوم بناتی تھی۔

"ارے۔۔آپ تو ڈر رہے ہیں مجھ سے۔۔میں تو صرف بات کرنے آئ ہوں۔۔"

"میں نے کہا میں سن رہا ہوں۔"

اسکے جانے کان کیوں سرخ ہوئے تھے۔

"کہاں سنتے ہیں آپ۔۔؟"

اسکے نروٹھے سے انداز پر ارسل نے آنکھیں گھمائی تھیں۔پھر ایک گہرا سانس خارج کرکے اسے دیکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔

"اَلسَلامُ عَلَيْكُم احباب۔۔۔۔

"ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید ۔۔۔۔

ناولز کی دنیا" ویب سائیٹ / گروپ / پیج دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کرسکتے ہیں ۔۔۔ اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں ۔۔۔ ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے ۔۔۔

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں ۔۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کرکے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہوسکا آپکی تحریر پوسٹ ہوجائے گی ۔۔۔

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیئے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں۔۔

Email address :- Novelskiduniya77@gmail.com

Facebook page :- Novels ki duniya

(user name @zoyatalib77)

Facebook group :- Novels ki duniya

Instagram Page:- **Zoya Talib** (UserName: **Novelskiduniya77)**

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو)

اور باقی کے رابطے کے لیئے ہر پیج کے نیچے

"novels ki duniya "

اور

"website"

لکھا ہے ان دونوں کو وزٹ کرنے کے لیئے لکھے ہوئے پر ہی کلک کریں اور اوپن کرلیں ---

شکریہ-----

"جو آپ کررہی ہیں وہ درست نہیں ہے۔آپ میری شادی میں آئی ہیں۔شادی ہورہی ہے میری۔۔مہربانی کریں اپنے طریقہ کار کو بدلیں۔ایک لڑکی ہو کر آپ کو یہ سب زیب نہیں دیتا۔۔"

اسے اپنی شادی میں کوئی دلچسپی نہیں تھی لیکن فی الحال زرتاج سے پیچھا چھڑانے کا یہی ایک راستہ تھا۔کہتے کے ساتھ ہی اس نے قدم کمرے سے باہر کی جانب بڑھائے اور زرتاج کو اس کمرے میں تنہا چھوڑ دیا۔زینے اترتے اسے رمشہ مل گئی تھی۔اسکے چہرے کے بگڑے زاویے دیکھ کر وہ پوچھے بغیر نہیں رہ سکی۔۔

"شادی کل ہے آپکی۔۔اور بارہ ابھی سے بج رہے ہیں چہرے پر۔۔؟"

اس نے کوفت زدہ سی سانس خارج کی تھی۔

"یار یہ کیا مخلوق پیچھے پڑ گئ ہے میرے۔"

اسکا اشارہ سمجھ کر رمشہ نے ہنستے ہوئے کندھے اچکائے تھے۔پھر ذرا رازداری سے بولی۔

"بھابھی آ کر خود ٹھیک کردینگی انہیں بھائ۔۔آپ فکر ہی نہ کریں۔۔"

چلو جی۔۔

"کیا خاک ٹھیک کرے گی۔۔!ماں نے تو کہا ہے کہ وہ انتہائ سوبر، خاموش طبع اور معصوم سی دبّو لڑکی ہے۔ایسی لڑکیوں کو بات تو کرنے آتی نہیں ہے۔۔وہ کیا یہاں آکر ان مخلوقات سے میرا پیچھا چھڑائے گی۔۔!!"

اسے اب ہر چیز پر غصہ آرہا تھا۔ان چاہا ہمسفر اور اوپر سے زبردستی کی شادی۔۔!کچھ بھی تو اسکے حق میں نہیں جارہا تھا۔

"ہاں۔۔سب کہہ تو رہے ہیں کہ وہ اچھی پیاری سی ہیں۔اور آپ کو بھی تو ایسی ہی لڑکیان پسند ہیں ارسل بھائ۔اچھی پیاری اور چپ چاپ سی۔۔پھر مسئلہ کیا ہے۔۔۔؟"

اسکے پاس رمشہ کی بات کا کوئ جواب نہیں تھا اسی لیۓ خاموشی سے زینے اتر آیا۔دوسری جانب کھڑکی کے پار اترتی شام کے اندھیرے میں وقت نے اسے دیکھتے اپنی ہنسی دبائ تھی۔اب یہ تو قدرت ہی جانتی تھی کہ اسکے نصیب میں کتنی اچھی پیاری اور خاموش سی لڑکی لکھی گئ تھی۔۔

****

وہ بہت دلگرفتگی سے آمنہ کے سامنے بیٹھا تھا۔ریسٹورینٹ کے قدآور گلاس ڈور سے، چمکتی دھوپ اندر کو گررہی تھی۔لیکن وہ اس سردی میں گھلتی نرم دھوپ کی جانب متوجہ نہیں تھا۔وہ تو اپنے سامنے بیٹھی، ایک پیاری سی لڑکی کی برستی آنکھوں کے سامنے براجمان،خود کو بے حد بے بس محسوس کررہا تھا۔

"آ۔۔آمنہ۔۔"

"کوئ لفظ مت کہیں آپ ارسل۔۔!وہ سب وعدے، وہ سارے خواب، وہ زندگی بھر ساتھ نبھانے کے پختہ عزائم۔۔!وہ سب کیا ہوئے ارسل۔۔!میں نے اپنے گھر والوں کو روکے رکھا۔۔ کتنے ہی اچھے رشتے ٹھکرائے میں نے آپکے آسرے پر ارسل۔۔اور آپ۔۔آپ اب مجھے کہہ رہے ہیں کہ آپ مجھ سے شادی نہیں کرسکتے۔۔!"

اسکی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر گرا تھا۔ارسل نے بے اختیار ہی لب آپس میں مس کیۓ تھے۔

"آپ نے تو کہا تھا کہ پٹھان اپنی زبان کے بہت پکے ہوتے ہیں۔وہ اپنا سر تو کٹوا سکتے ہیں لیکن کبھی اپنی زبان سے نہیں مکر سکتے۔پھر اب یہ سب کیا ہے۔۔؟ یا تو آپ پٹھان نہیں ہیں یا پھر آپکی زبان شروع دن سے ہی سچی نہیں تھی۔۔!"

ہک ہاہ۔۔!یہ والا طعنہ بہت زور سے لگا تھا ارسل کو۔اب وہ اسے کیا بتاتا کہ اسکے والد صاحب اس سے کہیں زیادہ پٹھان تھے۔وہ زبان دے دیں تو دوبارہ انحراف کی جانب کبھی نہیں پلٹتے۔نہیں مطلب کبھی کبھی انسان سے غلطی بھی ہوجاتی ہے۔۔ کبھی اسکے منہ سے کچھ جذباتیت میں بھی نکل جاتا ہے۔۔پتہ نہیں یہ پٹھان لوگ ہر چیز کو زندگی اور موت کا مسئلہ کیوں بنالیتے ہیں۔۔؟ اسے ہمیشہ سے ہی اپنے باپ کی اٹل زبان اور چٹان سے عزائم پر غصہ آیا تھا۔۔کیا کرے اب وہ اپنے باپ کا۔۔!

بلکہ باپ کو تو چھوڑو، اب وہ اپنا کیا کرے۔!

"آمنہ میری بات۔۔"

"ارسل مجھے اب آپکی کوئی بات نہیں سننی! مجھے اب آپکی کسی بھی بات پر اعتبار نہیں ہے۔مجھے لگا تھا کہ آپ باقی مردوں سے الگ ہیں۔آپ اپنی بات کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے کسی بھی حد تک جائیں گے۔۔لیکن ارسل آپ۔۔آپ نے میری ہر امید پر پانی پھیر دیا۔انسانوں سے رشتے جوڑتے اب سو سو بار سوچونگی میں۔رشتے بناتے وقت ہزار خدشات ڈسیں گے مجھے اور اسکے ذمہ دار۔۔صرف اور صرف آپ ہونگے ارسل۔۔!"

اگلی کوئی بھی بات سنے بغیر، اس نے سامنے رکھا بیگ جھپٹا اور آنکھیں رگڑتی باہر نکلتی چلی گئی۔ ارسل نے بھاری سی سانس لی۔پھر آنکھیں لمحے بھر کو موند کر سر کرسی کی پشت سے ٹکادیا۔کھڑکی سے گرتی دھوپ، اب تک اپنی بھر پور تمازت سے جگمگا رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

سرِ شام ہی اسے سنگھار آئینے کے سامنے بٹھایا گیا۔اسکا دھلا دھلایا سا چہرہ بھی جگمگا رہا تھا۔اگلے کئی لمحات بیوٹیشن اسے سنوارتی رہی۔لیکن اس سے مزید اب بیٹھا نہیں جارہا تھا۔بار بار ہلنے کی وجہ سے دو تین دفعہ اسے بیوٹیشن سے جھاڑ بھی پڑ چکی تھی۔ابھی بھی ذرا سی جنبش کی وجہ سے، احتیاط سے اسکی آنکھوں کو سجاتی بیوٹیشن نے ہاتھ روکا۔پھر اسے گھورا۔۔اس نے پورے دانت نکال کر ہلکا سا "سوری" کہا تھا۔آج کے دن غصے میں نہیں آنا۔۔آج تو شادی ہے ناں بھئی۔۔

وہ خود کی سوچ پر ابھی بیوقوفوں کی طرح مسکرا ہی رہی تھی کہ کمرے کے بند دروازے کے پار سے بہت سی آوازیں ابھریں۔اسی وقت کمرے کا دروازہ کھول کر رامین اور گل لالہ اندر آئی تھیں۔

"آپ مجھے اس ٹانگ جتنی لڑکی سے بات تو کرنے دیں ایک دفعہ۔۔میرے بیٹے کو میری شکایتیں لگاتی پھرتی ہے یہ۔۔ہمت کیسے ہوئی اسکی۔۔!"

!اور یہ لیں جی۔۔سارے غصے میں نہ آنے کے عزائم گ ۓ تیل لینے۔۔

رامین کی ساس اب زور زور سے بول رہی تھیں اور ساتھ فاطمہ انہیں ٹھنڈا کرنے کی بھرپور کوشش کررہی تھیں۔۔

"بچی ہے بھابھی۔۔ غلطی ہوگئ۔۔"

اور اس بچی نے دانت پیستے ہوئے، سر پر سجا سرخ دوپٹہ دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور اٹھنے ہی لگی تھی کی رامین نے اسکے کندھوں پر زور ڈال کر اسے دوبارہ بٹھایا۔۔

"شادی ہے تمہاری آج۔بلاوجہ کیوں موڈ خواب کرنے لگی ہو اپنا۔۔؟"

رامین کے پچکارنے پر بیوٹیشن اب ذرا حیرت سے لالہ رُخ کو تک رہی تھی۔اور لالہ رُخ رامین کے آئینے میں نظر آتے عکس کو گھور رہی تھی۔

"شادی ہے تو کیا مطلب۔۔؟ ان محترمہ سے میں نے ویسے بھی دو دو ہاتھ کرنے تھے۔ مجھے تو ابھی تک افسوس ہورہا ہے کہ اس دن لاؤنج میں تمہارے شگوفے کے ساتھ ان کی ماں کیوں موجود نہیں تھیں۔۔"

اور میٹھی سی مسکان والی لڑکی کی زبان اب شعلے اگل رہی تھی۔رامین نے برا سا منہ بنا کر اسے دیکھا۔۔

"منگیتر ہیں میرے وہ اور عنقریب شوہر بھی ہو ہی جائیں گے۔۔لیکن تمہیں دیکھو۔۔کیسے منہ بھر کر شگوفہ کہہ رہی ہو انہیں۔"

"ہاں تو تم بھی کہہ لیا کرو۔اس میں کیا ہے۔۔بلکہ ایک کام کرنا۔۔انہیں تو پشتو کا ایک لفظ بھی چھو کر نہیں گزرا۔اپنی بھڑاس تم ان پر پشتو میں نکال لینا۔۔"

"اور اگر انہوں نے پوچھ لیا کہ میں کیا کیا نیک کلمات ان کے لیے اپنے منہ سے نکال رہی ہوں۔۔تو کیا ہو گا پھر میرا۔۔"

"لو۔تمہیں اتنی سی بات سنبھالنے نہیں آتی۔کہہ دینا عربی میں جوش و خروش والی شاعری پڑھ رہی تھی میں۔"

پیچھے کھڑی گل لالہ کی ہنسی بے ساختہ نکلی تھی۔بیوٹیشن نے بھی بمشکل لبوں پر ابھرتی مسکراہٹ روکی تھی اور رامین۔۔رامین کھکھلا کر ہنس پڑی تھی۔پھر پیار سے اپنی دلہن بنی کزن کو دیکھا۔وہ اسے اس سمے اور بھی پیاری لگی۔وہ اسکے حق کے لیۓ خود کا موڈ خراب کررہی تھی۔ وہ اسے بدتمیز لوگوں سے عتاب سے بچانے کے لیۓ کسی بھی حد تک جاسکتی تھی۔۔ہاں۔۔ایسا لالہ رُخ

ہی کر سکتی تھی۔زبان بھلے ہی تیز دھار جیسی تھی اس کی۔۔لیکن دل۔۔بقول۔۔ ارمغان کے۔۔ سونے کا پایا تھا اس نے۔

"اچھا اب پلیز مسکرادو رُخ۔ارسل بھائی کے سامنے یہ تنے نقوش اور بھنچے جبڑے لے کر جاؤگی تو کیا بنے گا ان کا۔۔؟"

"ان کا جو بھی بننا ہوگا وہ بن جائے گا، فی الحال تم اپنی فکر کرو۔اگر تم نے ان لوگوں کو آزادی دی ناں رامین تو وہ عنقریب تمہارے سر پر چڑھ کر ناچیں گے۔تم کامپرومائز کرو۔۔ضرور کرو۔۔ہر لڑکی اپنا گھر بچانے کے لیے ایسا کرتی ہے لیکن۔۔"

وہ لمحے بھر کو ٹھہری تھی۔سنجیدہ اور بے حد زیرک سیاہ آنکھیں رامین کو ہی تک رہی تھیں۔

"اگر تم نے انہیں اپنی ذات پر بات کرنے سے نہیں روکا۔۔یا انہیں بلاوجہ کے رعب سے باز نہیں رکھا تو یاد رکھنا پھر۔ساری زندگی ان کی غلامی کرتے گزارنی پڑے گی تمہیں۔کبھی بھی خود پر کسی کو مت بولنے دیا کرو رامین۔لوگ آپکی خاموشی کی قدر نہیں کرتے۔لوگ اس خاموشی کو آپکی بزدلی پر محمول کر کے ہمیشہ اپنے خراب موڈ کی بھڑاس آپ پر اتارتے رہیں گے۔ان کے لیے وہ سب آسان مت کرو۔انہیں اپنی بے عزتی کرتے رہنے کو "نارمل" مت ہونے دو۔۔"

وہ اس کی کڑوی لیکن کڑی باتوں پر پھیکا سا مسکرا کر رہ گئ تھی۔اب وہ اسے کیا بتاتی کہ ہر کوئ لالہ رُخ نہیں ہوتا۔۔بہت سی رامین بھی ہوا کرتی ہیں۔ڈرپوک اور بزدل۔۔ہلکا سا جھک کر اپنے تخ ہاتھ سے اسکا رخسار تھپتپا کر وہ سیدھی ہوئ تھی۔اسی اثناء میں دروازہ کھول کر افغان داخل ہوئے تو سب لڑکیاں کمرے سے باہر نکل گئیں۔وہ بنا پلکیں جھپکائے اس تک آئے تھے۔ابھی کل ہی کی تو بات تھی جب چھوٹی سی لالہ رُخ ان سے کسی بات پر ضد کررہی تھی۔۔اور آج۔۔آج وہ دلہن بن کر کسی اور کے گھر رخصت ہورہی تھی۔وقت اتنی جلدی کیسے گزر سکتا تھا!

"موڈ کیوں آف ہے۔۔؟"

انہیں دیکھتے ہی اس کے بگڑے تیوروں کا اندازہ ہوگیا تھا۔

"بھوت نات کی باتیں کانوں میں پڑ چکی ہیں میرے۔۔"

اس نے آنکھیں گھما کر اپنی بیزاریت چھپانے کی کوشش ہرگز نہیں کی تھی۔اس نے خود کے اصل جذبات کو چھپانے کی سعی کبھی کی ہی نہیں تھی۔اسے یہ سب نہیں آتا تھا۔جو ہوں۔۔جیسی ہوں۔۔قبول کریں۔۔اور اگر قبول نہیں کرنا تو بھاڑ میں جائیں۔۔

"رُخ۔۔بیٹے آج تو موڈ ٹھیک کرلو۔۔"

"آپکو پتہ ہے میں صبح سے مسکرا رہی تھی۔۔ہنس رہی تھی۔۔میں نے وعدہ کیا تھا خود سے۔۔کہ آج کسی بھی بات پر غصہ نہیں کرنا۔لیکن نہیں۔۔کچھ لوگوں کا وجود ہی آپکا پارہ گھمانے کے لی ئے کافی ہوتا ہے۔۔"

"اللہ ارسل کا محافظ ہوگا۔۔"

"کیا کہا آپ نے۔۔؟"

انکی بہت دھیمی سی برجستہ سرگوشی اسکے کانوں سے بچ نہیں سکی تھی۔انہوں نے مسکرا کر کان کی لو کھجائی۔

"ارسل کو دعا دی ہے۔۔"

"بالکل۔۔میرے عتاب سے حفاظت کی دعا۔۔سب سمجھتی ہوں میں بابا۔۔"

" سمجھتی ہو تو غصہ ذرا کم کیا کرو۔وہ بچارہ اگر کمزور دل کا ہوا تو کیا بنے گا اسکا۔۔؟"

"کمزور دل۔۔؟ لڑکے بھی کمزور دل ہوتے ہیں کیا۔۔؟"

اس نے اپنے پختون گھرانے میں شاز ہی کسی لڑکے کو کمزور دل کا دیکھا تھا۔اب اسے کون بتاتا کہ اس جہان کے پار بھی ایک اور جہاں آباد ہے۔۔

"بالکل۔۔لڑکے بھی انسان ہوتے ہیں۔ان کا دل بھی کمزور ہوسکتا ہے۔تم نے صرف فرقان لالہ اور اسفندیار جیسے لوگوں کو ہی آس پاس دیکھا ہے۔ہر جگہ ایسا نہیں ہوتا بچے۔۔بعض لوگ بہت حساس ہوتے ہیں۔۔نازک طبیعت رکھتے ہیں۔۔لڑکے بھی نازک ہوسکتے ہیں۔۔"

بابا کی باتوں پر وہ لمحے بھر کو حیران ہوئی تھی۔حیران آنکھیں ان پر جمائے وہ پل بھر کو لاجواب بھی ہوئی تھی۔

"لڑکے اور نازک۔۔ارسل کو دیکھ کر لگتا تو نہیں ہے بابا۔وہ تو اتنے مضبوط قد کاٹھ کے، اونچے سے مرد ہیں۔بالکل اسفند لالہ اور فرقان لالہ جیسے۔۔ پھر وہ نازک کیسے ہوسکتے ہیں۔۔؟"

اسکی بات سن کر افغان بے ساختہ ہی مسکرادی ئے تھے۔

"ہوسکتے ہیں بچے۔۔وہ جسمانی طور پر مضبوط ہوں تب بھی وہ عادت و اطوار میں نزاکت سے کام لے سکتے ہیں۔اور یہ وہ کوئی جان بوجھ کر نہیں کرتے۔۔بلکہ وہ پیدا ہی ایسے کی ئے جاتے ہیں۔۔"

انکی عجیب و غریب سی باتوں پر کندھے اچکا کر اس نے اپنا سراپا ان کی جانب پھیرا تھا۔

"اچھا بتائیں۔۔میں پیاری لگ رہی ہوں ناں۔۔؟"

وہی بیٹیوں کا باپ سے تعریفیں کروانے کا آزمودہ نسخہ۔۔

"ہاں۔۔بہت بہت پیاری لگ رہی ہو تم۔۔ہمیشہ ہی پیاری لگتی ہو۔۔"

وہ آگے بڑھ کر ان کے سینے سے آلگی تھی۔رخصتی کا وقت قریب آرہا تھا۔اور جیسے جیسے اس وقت کی قربت بڑھتی جارہی تھی، رُخ کا دل بھی ساتھ ہی رکتا جارہا تھا۔بابا کو چھوڑ کر جانا۔۔اس جیسی شیرنی کے لی ئے بھی بہر حال بہت کٹھن تھا۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

ارسل نے سفید کرتا شلوار پر سیاہ واسکٹ زیب تن کر رکھی تھی۔اگرچہ وہ اس شادی سے خوش نہیں تھا لیکن وہ پھر بھی، ماں اور دادی کے لیۓ خوش دکھ تو سکتا تھا ناں۔۔شیر افگن کے لیے اسکے دل میں کو رنجش نہیں تھی۔۔بس وہاں خاموشی چھا گئ تھی۔۔وہ اب ان سے گلہ تک نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔

رات۔۔شادی کی رسمومات سے فارغ ہو کر وہ کمرے کی جانب پلٹا تو دیکھا وہ لڑکی گردن جھکاۓ، گھونگٹ نکالے۔۔اس کے بیڈ پر بیٹھی، اسکی منتظر تھی۔لمحوں ہی میں اسکے اندر غصہ ابلا تھا۔اگر جو یہ لڑکی اس جگہ نہ ہوتی تو۔۔آج اس جگہ آمنہ ہوتی۔۔طیش کی ایک تیز لہر نے اسکے جسم کا احاطہ ساعتوں میں کیا تھا۔بمشکل گہرا سانس لے کر اس نے محض اتنا ہی کہا۔۔

"مہربانی کریں۔۔آپ میرے بستر سے ہٹ جایئے۔۔مجھے نیند آرہی ہے۔۔"

ابھی اس کے لفظوں نے ساکت فضا میں اپنی جگہ بھی نہ بنائ تھی کہ اس لڑکی نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ساتھ اس نے گھونگھٹ بھی اٹھالیا تھا۔ارسل اب اپنی کلائ پر بندھی گھڑی اتار رہا تھا۔

"کیا کہا آپ نے۔۔؟"

اور اس کی توقع کے برعکس اس لڑکی نے جلدی سے بستر چھوڑنے کے بجائے ، حیران سا سوال کیا تھا۔

"میں نے کہا مجھے نیند آرہی ہے۔۔میرے بیڈ سے اتریں۔۔"

"پھر کس کے بیڈ پر جاؤں۔۔"

اور اب کہ سر جھکا کر گھڑی اتارتا وہ چونکا تھا۔ایک لمحے کے لیۓ چہرہ اٹھا کر سنگھار آئینے میں اس جھلملاتے عکس کو دیکھا تو دنگ رہ گیا۔اسے پتہ تھا کہ وہ خوبصورت ہوگی۔۔وہ پٹھان تھی۔۔ اسکا خوبصورت ہونا بنتا تھا۔۔لیکن وہ اتنی خوبصورت ہوگی۔۔اسکا اسے اندازہ نہیں تھا۔

"کہیں بھی جائیں لیکن یہاں سے ہٹیں۔۔"

"میں آپکے رویے کو سمجھ نہیں پارہی ارسل۔۔کیا کہنا چاہ رہے ہیں آپ۔۔؟"

وہ واقعی اسکے بے تکے سے مطالبے پر جزبز ہوئ تھی۔ارسل ٹھنڈے تاثرات لیۓ پلٹا۔

"میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں مس لالہ رُخ۔۔کہ مجھے نیند آرہی ہے۔۔میں تھکا ہوا ہوں اور مجھے سونا ہے۔اسی لیۓ بغیر کسی مزید بحث کے۔۔آپ اپنا بھاری لباس سنبھالیں اور میرے سونے کی جگہ خالی کریں۔۔"

آن کی آن میں، رُخ کی آنکھیں جھلملا اٹھی تھیں۔وہ آنکھیں جو نا سمجھی سے سکڑی ہوئ تھیں لمحے بھر میں سپاٹ ہوگئیں۔پھر وہ اپنا فرشی لہنگا سنبھالتی بستر سے اتری اور ڈریسنگ روم میں داخل ہونے کے بعد دروازہ "ٹھاہ" کی آواز سے بند کیا۔ارسل بے اختیار ہی اسکے دروازہ زور سے بند کرنے پر چونکا تھا۔اسے ایسے "ٹھاہ" دروازہ دے مارنے کی توقع نہیں تھی۔پھر اس نے دیکھا کہ کچھ ہی لمحوں بعد وہ ڈریسنگ روم سے نکلی، کامدار لباس اس نے لا کر صوفے پر ڈال دیا تھا اور زیورات سنگھار آئینے پر رکھ دیۓ تھے۔ارسل پر ایک بھی نگاہِ غلط ڈالے بغیر وہ بھنچے لب لیۓ بیڈ تک آئ اور کمبل منہ تک اوڑھ لیا۔وہ اسکی ساری کارروائ نا سمجھی سے دیکھتا رہا۔پھر سر کھجاتا خالی صوفے کو دیکھنے لگا۔اصولاً تو رُخ کو اس صوفے پر سونا چاہیۓ تھا۔

"میں نے آپ سے کہا کہ میرے بیڈ سے ہٹیں اور آپ الٹا آکر یہاں سو رہی ہیں۔اٹھیں یہاں سے۔۔"

وہ اس کے سر پر پہنچ کر جھنجھلایا تھا۔رُخ نے ایک جھٹکے سے کمبل ہٹایا۔

"مجھے بھی نیند آرہی ہے اور میں بھی تھک چکی ہوں۔اسی لیۓ میں بھی سو رہی ہوں۔ اور یہ صرف آپکا بستر نہیں ہے۔۔یہ اب میرا بھی بستر ہے۔ سمجھے آپ۔اگر اتنا ہی شوق ہے آپکو تو اس صوفے پر سوجائیں۔۔"

"میں اس صوفے پر سوؤں۔۔؟"

"نہیں تو کیا پھر میں وہاں سوؤنگی۔۔؟"

اس نے ایسے غرّا کر سوال کیا تھا کہ وہ جھرجھری لے کر پیچھے ہٹا۔یہ کونسی مخلوق سے شادی ہو گئ تھی اس کی۔۔؟ اس نے تو سنا تھا کہ رُخ بڑی معصوم اور خاموش سی ہے۔۔لیکن اس کے بیڈ پر قبضہ جما کر لیٹی یہ لڑکی تو کہیں سے بھی اس کردار پر پورا نہیں اتر رہی تھی۔۔کہیں وہ کسی اور کی بیوی تو نہیں اٹھا لایا۔۔!

خیال اگرچہ بھونڈا تھا مگر ارسل نے کنفرم کرنا ضروری سمجھا۔

"سنیں آپ۔۔لالہ رُخ ہی ہیں ناں۔۔؟"

اور اس کے اس قدر احمقانہ سوال پر رُخ اتنے غصے میں بھی اپنی حیرت نہیں چھپا پائ تھی۔

"یہ کس قسم کا گھٹیا سوال آپ رات کے دو بجے کر رہے ہیں مجھ سے۔۔؟"

ائیں۔۔!اس نے ایک بار پھر سر کھجایا۔۔ایسا کیا پوچھ لیا تھا اس نے۔۔؟

جو بھی ہے۔۔میں آپکے ساتھ اپنا بستر شیئر نہیں کر سکتا۔۔آپ ابھی کہ ابھی میری جگہ سے " ہٹیں۔۔"

وہ بھی ٹین ایجرز کی طرح ضد کرنے لگا تھا۔رُخ نے پہلے اسے گھورا پھر سمجھ کر سر ہلاتی بستر سے نکلی۔

"ٹھیک ہے۔۔آپ کھلے ہو کر سو جائیں اپنے بستر پر۔۔میں ایسا کرتی ہوں رمشہ کے کمرے میں جا کر سو جاتی ہوں۔۔"

اور جھانسی کی رانی نے بیڈ پر رکھا تکیہ جھپٹا تھا۔پھر جیسے ہی دروازے کی جانب بڑھی، ایک جھٹکے سے ارسل نے اسے اپنی جانب کھینچ لیا۔پہلی دفعہ دیکھا تھا اس نے ارسل کی بھوری آنکھوں کو اتنے قریب سے۔۔اور اسے داد دینی چاہیئے تھی۔۔وہ آنکھیں معصوم تھیں۔۔معصوم اور ذرا گھبرائی ہوئیں۔اس نے کبھی کسی لڑکے کی ایسی آنکھیں نہیں دیکھی تھیں۔

اسکے محو سے تاثر کو محسوس کر کے وہ بے اختیار ہی کھنکھارا تھا۔رُخ چونکی۔۔پھر اسکے ہاتھ میں قید اپنی کلائی دیکھی۔لمحوں ہی میں وہ لطیف سا احساس کمرے کی فضا میں عنقا ہوگیا تھا۔اس نے ایک جھٹکے اپنا ہاتھ چھڑایا تھا۔پھر سپاٹ نگاہیں ارسل کے حیران چہرے پر جمائیں۔

"یہ میری زندگی ہے ارسل افگن!کسی ناول یا ڈرامے کا سین نہیں کہ میں جا کر صوفے پر سوجاؤں اور آپ خوابِ خرگوش کے مزے اپنے بستر پر لیتے رہیں۔میں نے جب ایک دفعہ کہہ دیا کہ میں اس غیر آرام دہ سے صوفے پر نہیں سوؤنگی تو اسکا مطلب ہے میں نہیں سوؤنگی۔اور اگر آپکو اتنا ہی مسئلہ ہے میری موجودگی سے تو آپ جا کر اپنے ابو کے کمرے میں سو سکتے ہیں۔میں بزدلوں کی طرح آپکو نہیں روکونگی۔۔کیونکہ میں اپنے فیصلوں پر ڈٹ کر کھڑی ہونے والی لڑکی ہوں۔۔آپکی طرح اپنے کیئے گیئے فیصلوں پر پچھتانے والی نہیں۔۔!"

اوئے ہوئے۔۔کیا کبھی تم نے کسی پٹھانی کو غصے میں آتے دیکھا ہے۔۔؟ دیکھنا بھی مت۔۔اپنی زندگی بھر کی ریاضت پر لات مارنے کو دل چاہے گا۔ارسل کا دل بھی یہی چاہ رہا تھا۔ پھر اس نے ایک نگاہ سر سے لے کر پیر تک اس پر ڈالی تھی۔

"سوجائیں آپ یہاں پر۔۔کوئی تماشہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔مجھے بخوبی پتہ ہے کہ میں کیا کررہا ہوں اور مجھے کیا کرنا چاہیئے۔بنا کسی بات کو جانے، اتنے بڑے بڑے تاثرات آپ نہ ہی قائم کریں تو بہتر ہو گا۔۔"

اس نے اسکے ہاتھ سے تکیہ لے کر بیڈ پر پھینکا اور پھر جا کر بے بسی سے صوفے پر لیٹ گیا۔بے دھیانی میں صوفے پر لیٹتے وقت اسے اس کا کامدار سا لباس بری طرئ چبھ گیا تھا۔ائی۔۔وہ بمشکل اپنی پشت سہلاتا سیدھا ہو بیٹھا۔پھر دانت پیس کر کمبل سر تک تان کر لیٹی لالہ رُخ کو دیکھا۔اگلے ہی لمحے بے حد بردبار سے ارسل نے اسکا لباس صوفے سے جھپٹا اور ابھی وہ اسے ڈریسنگ روم میں رکھنے کے لیئے اٹھا ہی تھا کہ زمین پر جھولتے دوپٹے میں الجھ کر دھم سے زمین پر آگرا۔ دھڑام کی آواز پر رُخ نے بے ساختہ ہی کمبل چہرے سے ہٹایا تھا۔پھر زمین بوس ہوئے ارسل کو دیکھا۔۔

"بہت اچھا ہوا۔۔"

اتنا کہا اور غڑاپ سے چہرہ کمبل کے اندر کرلیا۔ارسل نے گہرا سانس لیا اور آنکھیں بند کرکے زور زور سے سر نفی میں ہلانے لگا۔اسکے کان ہتک کی وجہ سے بے طرح سرخ ہورہے تھے۔پتہ نہیں کس گناہ کی سزا مل رہی تھی اسے۔۔ماں نے تو کہا تھا کہ بیویاں اللہ کی جانب سے تحفہ ہوتی ہیں۔۔پھر یہ کس طرز کا تحفہ دیا گیا تھا آخر اسے۔۔؟

تھکن کے باعث دکھتا سر لیۓ وہ اٹھا اور پھر اسکا لباس صوفے کی پشت پر ہی ڈال کر لیٹ گیا۔ گہرا سانس لے کر آنکھیں موندنا چاہیں لیکن ایک طویل اور تھکا دینے والا سفر نگاہوں کے سامنے گردش کرنے لگا۔۔!جانے وہ اس لڑکی کے ساتھ زندہ کیسے رہے گا۔۔؟

وہ ٹھہرا ایک دھیمے مزاج کا شریف سا انسان اور رُخ۔۔رُخ ٹھہری چنگیز خان کے لشکر کا آخری سپاہی۔۔!پتہ نہیں آگے اسکی زندگی اسے کون کون سے رنگ دکھانے والی تھی۔۔!!!

****

صبح کی نرم سی دھوپ اس کے چہرے پر پڑی تو وہ لمحوں ہی میں جاگ گیا۔مندی مندی سی آنکھیں کھول کر دیکھتا وہ کمرہ پہچاننے کی سعی کررہا تھا۔بیشتر دفعہ آنکھیں جھپکنے کے باوجود بھی اس کے سامنے کا منظر سرخ ہی رہا۔کہیں رُخ نے اسے نیند میں قتل تو نہیں کردیا تھا۔۔؟ اور اب وہ جوابی طور پر سرخ رنگ کی بستی میں پہنچ گیا تھا۔۔؟ وہ گھبرا کر سیدھا ہو بیٹھا۔۔وہ کسی سرخ بستی میں نہیں پہنچا تھا۔بلکہ اس کے چہرے پر رُخ کا سرخ دوپٹہ تھا۔اس کے جالی دار سے اثر کے باعث اسے ساری دنیا پل بھر کو سرخ نظر آرہی تھی۔

بے اختیار ہی اسکی نگاہ رُخ کے بستر کی جانب اُٹھی تھی۔بیڈ پر کمبل سلیقے سے لپٹا ہوا رکھا تھا اور صاف ستھرا سا بستر اسے منہ چڑا رہا تھا۔آنکھیں مسل کر اس نے گھڑی کی جانب نگاہ گھمائی اور پھر بھک سے اڑا۔صبح کے دس بج رہے تھے۔دس۔۔!!وہ اتنی دیر کیسے سوتا رہا۔۔؟ سر کھجا کر اس نے اپنا رُخ ڈریسنگ روم کی جانب پھیرا تھا۔جب وہ فریش ہو کر باہر نکلا تو دیکھا رُخ سبز رنگ کے لباس میں ملبوس اپنے سیاہ ہاف بندھے بالوں پر دوپٹہ ڈال رہی تھی۔دروازہ کھلنے کی آواز پر اس نے پل بھر کو چہرہ اسکی جانب پھیرا تھا۔پھر بڑی بے باکی سے نزدیک چلی آئی۔اپنی سپاٹ آنکھیں اسکی آنکھوں میں گاڑیں۔جانے کیوں۔۔لیکن ارسل کو ہر گزرتے لمحے اس لڑکی سے خوف آتا جارہا تھا۔

"جو رات کو آپ نے میرے ساتھ کیا ارسل، وہ کسی بھی طرح قابلِ فراموش نہیں ہے۔یہ مت سمجھیۓ گا کہ میں وہ سب بھول گئ ہوں۔میں کچھ بھی نہیں بھولی ہوں۔اور جو رات آپکا رویہ تھا، اسکی وضاحت آپ پر ادھار رہی۔ابھی پوچھ کر میں آپکے چہرے کا یہ رنگ نہیں اُڑانا چاہتی۔اسی لیۓ آپ مجھے اپنے اس عمل کی کیا وضاحت دینگے، یہ آپ نے طے کرنا ہے۔۔"

اسکی دھیمی سی آواز بہت سرد تھی۔ایسے جیسے رنگ برنگی سی کہانی میں کوئی بے حد چھبتا تھا پہلو ہو۔لیکن اب کہ ارسل نے بھی لمحے بھر کو اسکی آنکھوں میں دیکھا تھا۔

"میں آپکو۔۔کسی بھی قسم کی۔۔وضاحت دینے کا پابند نہیں ہوں مس لالہ رُخ۔۔!"

اسکا لہجہ اور اسکے لہجے کا کٹیلا سا تاثر رُخ کے حلق تک کو کڑوا کر گیا تھا۔ اس نے دانت جما کر ارسل افگن کو گھورا تھا۔

"اچھا۔۔"

اس نے سمجھ کر سر ہلایا۔ پھر چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔

"میں کون ہوں آپکی۔۔؟ بتائیں۔۔ کیا ہوں میں۔۔؟ مجھ سے کیوں رشتہ گانٹھا جب اس رشتے کو نبھانے کی جرأت نہیں تھی آپ میں۔۔؟ پٹھان کہتے ہیں آپ خود کو۔۔! ذرا سا بھی احساس نہیں ہوتا بزدلوں کی طرح غلط بیانی کرتے ہوئے۔۔؟ میں نے تو اپنے آس پاس بستے ہر مرد کو ہمیشہ ڈٹ کر اپنے فیصلوں پر کھڑے ہوتے دیکھا ہے ارسل۔ فرقان لالہ نے ایک بیوہ سے شادی کی تھی۔۔ لوگوں نے بہت مخالفت کی لیکن وہ ڈٹے رہے۔ اسفند لالہ نے اپنے دوست کا قصاص لینے کے اپنی جان لگادی تھی، ارمغان تایا نے ہمیشہ خود کو، بیوی کی موت کے بعد سینت سینت کر رکھا اور میرے بابا نے۔۔ میرے بابا نے کبھی اپنے فیصلوں کی وضاحت سے صرفِ نظر نہیں کیا۔۔ پھر آپ کونسی قسم سے ہیں مردوں کی۔۔؟"

لمحے بھر کو ارسل کا رنگ تپتے تانبے کی مانند سرخ ہوگیا تھا۔ وہ باتیں ہی ایسی تھیں۔۔ ایسی چبھتی ہوئیں۔۔ اسکی مردانگی پر واضح سا تمانچہ۔۔ کچھ شک نہیں تھا کہ یہ لڑکی جنگجوؤں کے خاندان سے تھی۔۔ اب کہ اس نے بھی اپنی بھوری آنکھوں کو اسکے سرخ و سپید چہرے پر جمایا تھا۔ پھر دھیمی سی آواز میں بولا۔۔

"وضاحت چاہیۓ آپکو۔۔؟ کیا برداشت کرپائینگی میری وضاحت کو آپ..؟"

اسکی ٹھنڈی سی سرگوشی پر رُخ لمحے بھر کو لاجواب ہوئ تھی۔

"مجھے آپ پسند نہیں ہیں لالہ رُخ۔کسی اور کو پسند کرتا ہوں میں۔زندگی گزارنے کے خواب تک اسکے ساتھ سجاۓ تھے میں نے۔اب جسم آپکے ساتھ اور روح سے وابستہ رشتہ کسی اور کے ساتھ رکھ کر میں آپکو اور خود کو شرمندہ نہیں کرنا چاہتا۔میں آپکو اور خود کو کسی بھی قسم کی شرمندگی سے بچا رہا ہوں۔کیا آپ اس شرمندگی سے بچنا نہیں چاہتیں۔۔؟ اگر نہیں بچنا چاہتیں تو مجھے آگاہ کردیجیے گا۔آپکے سارے شکوے دور کردونگا میں۔۔"

اسکی بات کا مطلب سمجھ کر رُخ کی نگاہیں پتھرا گئ تھیں۔ایک ہی لمحے میں اس نے اسے لفظوں سے کھوکھلا کردیا تھا۔وہ چاہ کر بھی اس قدر واضح بات پر نا سمجھی کا تاثر نہیں دے سکتی تھی۔اسے زندگی میں پہلی بار، بات کرتے ہوۓ دشواری ہوئ تھی۔

"کس قدر گھٹیا ہیں آپ ارسل۔۔!"

بے بسی سے یہی نکلا تھا اس کے منہ سے۔ارسل مسکرایا۔پھر اسکے سامنے ہلکا سا جھکا۔بھوری آنکھیں اپنی تمام تر خوبصورتی کے ساتھ جگمگا رہی تھیں۔

"یہ گھٹیا پن نہیں ہے لالہ رُخ۔یہ میرے عمل کی وضاحت ہے۔جسے سننے کی آپکی دیرینہ خواہش میں پوری کرچکا ہوں۔اب آپکا کوئ اور سوال ہے یا میں جاؤں۔۔؟"

سفید کرتا شلوار میں اس اونچے سے بندے نے بڑے ٹھنڈے انداز میں استفسار کیا تھا۔وہ اس کے اس قدر اعصابی تغیرات پر دنگ رہ گئ تھی۔بابا نے بجا فرمایا تھا۔دنیا فرقان لالہ اور اسفند لالہ کے گرد نہیں گھومتی تھی۔

"نفرت کرتا ہوں میں آپ سے۔۔"

اور اسکی اس آخری سرگوشی نے تو رُخ کا دل ہی توڑ دیا تھا۔لیکن اگلی کوئ بھی بات سوچے بغیر وہ دانت پیستی آگے بڑھی اور اس کی دائیں کلائ تیزی سے پکڑی۔پھر بے حد پھرتی سے اس نے اسے الماری کے دروازے کے ساتھ جمایا تھا۔وہ اسکی ایسی حرکت پر بھونچکا رہ گیا تھا۔اسے اس سے ایسے کسی ردعمل کی توقع نہیں تھی۔چہرہ اٹھا کر اس نے اپنے ہاتھ کو دیکھا جو رُخ کی گرفت میں دبا الماری کے اوپر سختی سے جما تھا۔اس نے حیران سی بھوری آنکھیں رُخ کی جانب پھیریں۔

"اگر میرے سامنے۔۔کسی لڑکی کے ساتھ۔۔فلرٹ کرنے کی کوشش بھی کی آپ نے ارسل۔۔تو زندہ نہیں چھوڑونگی آپکو میں۔۔ابھی مجھے جانتے نہیں ہیں آپ۔۔میں تباہ کردونگی آپکی زندگی۔۔اس لڑکی کی زندگی اور خود کی زندگی۔۔لالہ رُخ کی زبان یاد رکھیۓ گا آپ۔۔کیونکہ اسکی زبان ارسل جیسی نہیں ہے۔۔!"

کیا تم نے کبھی کسی لڑکی کو اس قدر جرأت مند اور بے خوف دیکھا ہے۔۔؟ نہیں ناں۔۔ارسل نے بھی نہیں دیکھا تھا۔اسی لیۓ اسکے بے حد جارہانہ سے رویے پر وہ آنکھیں پھیلاۓ اسکے تپتی سیاہ آنکھوں کو تک رہا تھا۔

اگلے ہی لمحے اس نے رُخ کو اپنا ہاتھ جھٹکتے دیکھا تھا۔وہ پیچھے ہٹی، سر پر جما دوپٹہ درست کیا اور پلٹ کر دروازہ پار کرتی کمرے سے نکل گئ۔ارسل نے بے یقینی سے اپنی سرخ کلائ دیکھی۔اس دھان پان سی لڑکی کی گرفت بہت پروفیشنل اور منجھی ہوئ تھی۔تو کیا وہ لڑنا بھی جانتی تھی۔۔! اور اگلے ہی پل وہ سر دونوں ہاتھوں میں گراتا بیڈ پر دھم سے بیٹھا تھا۔اسے اب اندازہ ہوا تھا کہ اسکے مقابلے پر کون تھا۔۔!وہ لالہ رُخ تھی۔۔ وہ آمنہ نہیں تھی جو رو دھو کر اسے دو چار کوسنے دیتی بھول جاتی۔۔اسے اب پتہ چلا تھا کہ وہ شیر افگن کو کیوں پسند آئ تھی۔۔

☆☆☆☆☆

"ہمیں آپی کو مارشل آرٹس نہیں سکھانا چاہیۓ تھا۔۔"

آئینے کے سامنے کھڑے رامش نے فکر مندی سے کہا تھا۔پیچھے بیٹھا جنید، اسکی بات پر البتہ جھنجھلایا تھا۔

"تم تیار ہورہے ہو یا پھر مزید کوئ فضول بات کرنی ہے تم نے۔۔؟"

"جنید میں سیریس ہوں یار۔۔"

اب کہ وہ واقعی ماتھے پر فکر کی بہت سی لکیریں لیئے اسکی جانب پلٹا تھا۔جنید نے گہرا سانس لے کر ٹائی کی گرہ گردن کے گرد باندھی تھی۔پھر اٹھ کر خود کو آئینے میں دیکھنے لگا۔ساتھ ساتھ لاپرواہی سے تیز تیز بولنے بھی لگا تھا وہ۔۔

"تمہیں لگتا ہے کہ آپی کوئی چھوٹی بچی ہیں۔۔!انہیں پتہ ہے کہ انہیں کیا کرنا ہے اور کیا نہیں۔تم اپنے چھوٹے سے دماغ پر زیادہ بوجھ مت ڈالو اور جلدی سے تیار ہوجاؤ۔آپی بہت سمجھدار ہیں۔۔ سب اچھے سے ہینڈل کرلیں گی۔اور انہوں نے مارشل آرٹس اسی لیئے نہیں سیکھا تھا کہ وہ ہر کسی کو مارتی، ڈراتی پھریں۔وہ انہوں نے اپنی حفاظت کے لیئے سیکھا تھا۔مجھے یقین ہے کہ وہ خود کو اچھے سے پروٹیکٹ کرنا جانتی ہیں۔۔"

اسکی بات پر اگرچہ رامش کو تسلی نہیں ہوئی تھی لیکن وہ پھر بھی نیم رضا مند سا سر ہلا گیا تھا۔ اسے ارسل کا تو نہیں پتہ تھا لیکن اسے اپنی بہن کے مزاج کا بخوبی اندازہ تھا۔ اور یہ اسکا اندازہ ہی تھا جو اسے رُخ کی جانب سے خوفزدہ کررہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆

ولیمے کی تقریب کے بعد وہ لاؤنج ہی میں شیر افگن، دادی اور سمیرا بیگم کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔شیر اس سے چھوٹے موٹے سوالات کررہے تھے، جن کا وہ مختصر لیکن تسلی بخش جواب دے رہی تھی۔

"آگے پڑھائی کیوں جاری نہیں رکھی تم نے۔۔؟"

سمیرا بیگم نے اسکا پیارا سا چہرہ نظروں کی گرفت میں لے کر پوچھا تھا۔وہ ہلکا سا مسکرائی۔۔

"بس آنٹی۔۔مجھے پڑھائی کا شوق نہیں تھا تو بابا نے بھی زیادہ زور دینا ضروری نہیں سمجھا۔۔"

اسکی بات پر دادی مسکرائی تھیں۔اسکے خالص پشتو لہجے پر بے حد پیار آیا تھا انہیں۔

"پڑھائی کے علاوہ کن چیزوں میں دلچسپی ہے تمہیں۔۔؟"

"کسی خاص چیز میں تو نہیں آنٹی لیکن میں پڑھائی چھوڑنے کے بعد بھی کافی عرصے تک اپنے مارشل آرٹس اسکول کے ساتھ منسلک رہی ہوں۔بچپن سے بابا کے ساتھ چینی فلمیں دیکھ دیکھ کر یہی شوق تھا میرا۔۔کہ کسی دن مارشل آرٹسٹ بن کر خود کا خواب پورا کرسکوں۔۔پھر بابا کو بھی اس بات پر اعتراض نہیں تھا سو میں نے کافی سال تک اس پریکٹس کو جاری رکھا۔۔"

شیر افگن زیر لب مسکرائے تھے۔پھر زینے اترتے ارسل کی جانب فخر سے دیکھا۔(میں نہ کہتا تھا یہ لڑکی ہیرا ہے) والی نظریں تھیں وہ۔اس نے کوفت زدہ سی سانس خارج کی تھی پھر غیر محسوس طریقے سے اپنی کلائی کمر کے پیچھے کی۔رُخ نے اس پر ایک نگاہ ڈالی تھی۔

"ماں میں ذرا باہر جارہا ہوں۔رات دیر تک واپس آؤنگا۔آپ پلیز اپنی دوا وقت پر لے لیجیۓ گا۔"

اس نے ہلکے پھلکے سے لہجے میں کہا تو سمیرا سمیت سب نے یکبارگی اسکی جانب دیکھا۔سب کے چہروں پر بے ساختہ سی ابھرتی نا سمجھی کو اس نے دیکھا تو پل بھر کو زبان لڑکھڑا سی گئ۔

"می۔۔میں واپس آجاؤنگا جلدی۔۔"

"یہ کونسا وقت ہے باہر جانے کا۔۔؟ تھک چکے ہو تم بھی اور رُخ بھی۔اب تم اس وقت باہر جاؤگے تو وہ تمہارے انتظار میں سوکھتی ہی رہے گی۔ابھی جاؤ کمرے میں اپنے۔آرام کرو۔۔شادی کی تھکن چہرے سے ٹپک رہی ہے تمہارے۔۔"

شیر افگن نے نرمی سے کہتے کہتے اسکے اترے چہرے کو شادی کی تھکن سے تشبیہ دی تو اسکا دل کیا وہیں بال نوچ لے اپنے۔کیا وہ نہیں جانتے تھے کہ یہ تھکن کس چیز کی تھی۔۔؟

" بیٹے سہی کہہ رہے ہیں تمہارے بابا۔جاؤ آرام کرو جا کر اور یہ بچی بھی دیکھو کس قدر تھک گئ ہے۔"

سمیرا نے رُخ کے بیچارے سے چہرے کی جانب دیکھ کر کہا تو ارسل نے ایک تیر نگاہ اس پر ڈالی۔ابھی اسے اپنی کلائی کی بے حرمتی بھولی نہیں تھی۔

"کیوں نہ ہم رُخ سے ہی پوچھ لیں کہ وہ مجھے جانے دینا چاہتی ہے یا نہیں۔۔؟"

اس نے زبردستی مسکراہٹ لبوں پر چپکا کر سب کا رُخ اسکی جانب پھیرا تھا۔وہ اسکے براہِ راست سے استفسار پر ہرگز بھی نہیں گھبرائی تھی۔بلکہ لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ سجا کر، سیاہ آنکھوں کو معصومیت سے جھپکا کر کہنے لگی۔

سب ٹھیک کہہ رہے ہیں ارسل۔ آپکو آرام کرنا چاہیئے۔اس طرح صحت خراب کرلیں گے "
آپ اپنی۔"

اور وہ جو اسکے کسی کرارہ سے جواب کا منتظر تھا، اسکے یوں بازی پلٹنے پر بھک سے اڑا۔چہرے پر سجی مسکراہٹ لمحوں ہی میں غائب ہوئی تھی۔لاؤنج میں سب نے رُخ کے جواب کو سراہا تھا۔

"چلو بیٹا۔۔اب تم بھی سوجاؤ۔۔بہت تھک گئ ہو۔۔"

ارسل تو دھم دھم کرتا کمرے کی جانب واپس پلٹ آیا تھا۔رُخ کو واپس پلٹنے میں کچھ وقت لگا۔وہ جیسے ہی واپس آئ، تو دیکھا وہ سخت غصے میں درمیان میں آئے پردے کے ساتھ کشتی لڑ رہا تھا۔ اسکی ہنسی بے ساختہ ابھری تھی۔اسکی ہلکی سی قلقاری ہی تھی جسکے باعث وہ اسکی جانب پلٹا تھا۔پھر دانت پیس کر اسے دیکھا۔وہ اسکے یوں غصہ غصہ چہرے سے محظوظ ہوئی تھی۔کیونکہ وہ غصے میں بھی بچوں جیسا لگتا تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔

"اَلسَلامُ عَلَیکُم احباب۔۔۔۔

"ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید ----

ناولز کی دنیا" ویب سائٹ / گروپ / پیج دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کرسکتے ہیں --- اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں --- ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے ---

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں -- اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کرکے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہوسکا آپکی تحریر پوسٹ ہوجائے گی ---

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیئے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں--

Email address :- Novelskiduniya77@gmail.com

Facebook page :- Novels ki duniya

(user name @zoyatalib77)

Facebook group :- Novels ki duniya

Instagram Page:- Zoya Talib (UserName: Novelskiduniya77)

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو)

اور باقی کے رابطے کے لیئے ہر پیج کے نیچے

"novels ki duniya "

اور

"website"

لکھا ہے ان دونوں کو وزٹ کرنے کے لیئے لکھے ہوئے پر ہی کلک کریں اور اوپن کرلیں ---

شکریہ-----

"کیا--کیا تھا یہ نیچے--؟"

اسکی اٹکتی زبان سے پتہ چل رہا تھا کہ اسے تیز تیز بولنا نہیں آتا-اسے تو غصہ کرنا ہی نہیں آتا تھا-اور اس لالہ رُخ نے ایک ہی دن میں کیا حال کردیا تھا اسکا--!

"کیا--؟"

اور لالہ رُخ کو تو عادت تھی، تباہکاریاں کرنے کے بعد انجان بننے کی-

"تم وہ روپ میرے گھر والوں کو بھی دکھاؤ ناں جو صبح تم نے مجھے دکھایا تھا-انہیں بھی بتاؤ ناں ذرا کہ کیسی لڑاکا اور آفت کی پرکالہ والی طبیعت پائی ہے تم نے--!"

"تم--!آپ نے مجھے "تم" کہا--!کس کی اجازت سے آپ مجھے "تم" کہہ رہے ہیں--؟"

اسے ساری بات میں صرف اس بیکار سے "تم" پر اعتراض ہوا تھا-ارسل نے اب کہ واضح طور پر اپنے بال نوچے تھے-

"لالہ رُخ تم میری برداشت سے باہر ہوتی جارہی ہو اب-"

"آپکی برداشت بھی تو آپکی طرح چڑیا جتنی ہے--"

اس نے ذرا سا بھی متاثر ہوئے بغیر ہاتھ جھلّا کر اسے پرے ہٹنے کو کہا تھا-

"تم نے مجھے چڑیا کہا۔۔؟"

وہ گھوم کر اسکے سامنے آیا تھا۔

"ہاں تو ظاہر ہے۔اب آپکو شیر تو کہنے سے رہی۔دیکھیں ذرا اپنے کان۔۔بالکل کسی میمنے کی مانند سرخ ہورہے ہیں۔۔"

میمنہ۔۔او گاڈ۔۔میمنہ۔۔!

"تم اپنی زبان درست کرو لڑکی۔۔!"

"آپ اپنا رویہ درست کریں پہلے۔۔"

"میری مرضی میں جیسے بھی رہوں۔تم ہوتی کون ہو مجھے بولنے والی۔۔"

تمیز دار سے ارسل کی برداشت اب ختم ہوتی جارہی تھی۔وہ جس نے کبھی کسی سے اونچی آواز میں بات نہیں کی تھی، آج وہ ذرا جتنی لڑکی۔۔اوہ خدا معافی۔۔آج وہ لڑکی اسکا ضبط آزما رہی تھی۔

"میں آپکی بیوی ہوتی ہوں ارسل افگن۔اور بیویاں ایسی ہی ہوتی ہیں۔ایسی ہی مارتی دھاڑتی اور اٹھا اٹھا کر پٹخنے والیں۔۔"

"کچھ خدا کا خوف کرلو تم۔کوئی اس طرح بات کرتا ہے اپنے شوہر سے۔۔؟"

اس نے اسے شرم دلانے کی بالکل آخری کوشش کی تھی۔لالہ نے اسے خونخوار آنکھوں سے گھورا تھا۔

"شوہر۔۔مطلب بھی پتہ ہے آپکو اس لفظ کا۔۔ایسے ہوتے ہیں شوہر۔۔جو شادی کی پہلی رات ہی اپنی بیوی کو کہتے ہیں کہ میرے بستر سے اترو۔۔کیا ایسے ہوتے ہیں شوہر کہ شادی کی پہلی صبح اپنی بیوی سے یہ کہیں کہ وہ ان سے نفرت کرتے ہیں۔۔کیا ایسے ہوتے ہیں شوہر جو کسی اور عورت کا یوں منہ بھر کر ذکر اپنی بیوی کے سامنے کر دیں۔"

ہاں تو اگر یہی کام شوہر چھپ کر کریں تب بھی تکلیف سب سے زیادہ آپ بیویوں کو ہی ہوتی " ہے۔۔"

دھت تیری کی۔۔۔!

"اچھا۔۔زیادہ ہی بولنا آگیا ہے آپکو۔۔رکیں۔۔ میں ابھی شیر بابا کو بلا کر لاتی ہوں۔۔ساری غنڈہ گردی ابھی کہ ابھی سر کے بل نکل جائے گی۔۔"

ابھی وہ دروازے کی جانب بڑھنے ہی لگی تھی کہ دروازہ کھٹکھٹائے جانے کی آواز پر رک سی گئ۔

ارسل نے جلدی سے اسے اپنے پیچھے کیا تھا۔پھر دروازہ کھول کر باہر جھانکا۔رمشہ فکر مند سی باہر کھڑی تھی۔

"بھائی۔۔سب ٹھیک تو ہے ناں۔۔؟ آپکے کمرے سے آوازیں آرہی ہیں۔۔"

"آوازیں۔۔کیسی آوازیں۔۔؟ نہیں نہیں کوئی آواز نہیں یہاں تو۔۔"

اسکے عجلت سے کہنے پر بھی رمشہ نے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"بھائی میں نے خود سنی ہیں آوازیں۔۔ایسے جیسے کوئی لڑ رہا ہو۔۔"

اور اسکی بات سن کر وہ بھک سے اڑا تھا۔پھر تیزی سے بولا۔

"ارے نہیں۔۔وہ تو میں اور لالہ رُخ زور زور سے ہنس رہے تھے۔۔کیوں لالہ رُخ۔۔"

وہ زبردستی ہنستا ہوا اندر پلٹا تو دیکھا وہ ڈریسنگ روم کا دروازہ "ٹھاہ" سے بند کرتی اندر جارہی تھی۔ دروازہ زور سے دے مارنے کی آواز پر رمشہ نے چونک کر اسکی جانب دیکھا۔۔

"بھائی۔۔بھابھی کیا غصے میں ہیں۔۔؟"

"نہیں وہ غصے میں نہیں۔۔بس ذرا سا ناراض ہے مجھ سے۔۔"

اسکے کہنے پر رمشہ نے اسے سر سے پاؤں تک دیکھا تھا۔

"خیر ذرا سا تو ناراض نہیں لگ رہیں وہ۔یوں لگ رہا ہے ڈریسنگ روم سے نکلتے ہی شوٹ کریں گی آپکو۔۔خیال رکھئے گا بھائی۔"

وہ آہستہ سے کہہ کر پلٹی تو ارسل نے دروازہ بند کردیا۔پھر دروازے کے ساتھ لگ کر ہی گہرے گہرے سانس لینے لگا۔یہ زندگی کیا سے کیا ہوگئ تھی چند ایک دنوں میں۔۔!اسے اب سچ میں رونا آرہا تھا۔

وہ ڈریسنگ روم سے نکل کر آئینے کے سامنے کھڑی اپنے بال سلجھانے لگی تھی۔ارسل کی نگاہ لمحے بھر کو اسکے سیاہ لمبے بالوں میں الجھی تھی۔کمرے میں پھیلی خاموشی نے عجیب سی کثافت پیدا کردی تھی۔وہ صوفے پر جا کر بے بسی سے بیٹھ گیا تھا۔پھر سر دونوں ہاتھوں میں گرالیا۔رُخ نے

اسکی جانب دیکھے بغیر بستر کی جانب قدم بڑھائے پھر اسکے جھکے سر کو دیکھ کر لمحے بھر کے لی ئے رکی۔جانے کیوں اسے اس میمنے پر ترس آیا تھا۔

"یہ ہاتھ پر کیا ہوا ہے آپکے۔۔؟"

اور وہ لڑتی بھڑکتی لڑکی اب اسکے سر پر کھڑی فکر مندی سے پوچھ رہی تھی۔اس نے چونک کر چہرہ اٹھایا۔

"کچھ نہیں۔۔"

"مجھے دیکھنے دیں۔۔"

وہ اسکا ہاتھ لینے کے لی ئے ہلکا سا جھکی تو اس نے اپنا ہاتھ پیچھے کرلیا۔رُخ نے اپنا سیاہ ارتکاز اس پر جمایا تھا۔

"مجھے ہاتھوں کو گھما کر بہت اچھے سے قابو کرنا آتا ہے ارسل افگن۔۔اسی لی ئے میرے ساتھ یہ ڈرامے مت کریں اور مجھے دیکھنے دیں کیا ہوا ہے آپکو۔۔"
وہ دھمکی نہیں تھی۔۔ارسل جانتا تھا کہ وہ دھمکی نہیں تھی۔۔

"مجھے تم سے کوئی لینا دینا نہیں ہے رُخ۔۔پلیز تم جاؤ یہاں سے۔۔"

اس نے تھک کر کہا تھا۔اور اب کہ وہ لب بھینچ کر بالکل سیدھی ہوگئی تھی۔پھر سنگھار آئینے پر رکھے چھوٹے سے بینڈج کو اسکی مٹھی میں زبردستی لا کر تھمایا۔وہ اسے دیکھ کر رہ گیا۔۔اسکے بعد، ایک دفعہ بھی اسکی جانب دیکھے بغیر اس نے بستر سنبھالا اور کمبل حسبِ عادت سر تک تان لیا۔

اس نے اپنی مٹھی میں رکھی بینڈج کو دیکھا پھر ہلکے سے مسکراتے ہوئے اسے ہاتھ پر باندھنے لگا۔ اگلے ہی پل اس نے چہرہ اٹھا کر رُخ کی جانب دیکھا تھا۔وہ کمبل ہٹائے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ اسے دیکھتا پا کر غڑاپ سے اندر گھس گئی۔

وہ دو بہت مختلف انسان زندگی کی بندھی ڈور کو ساتھ لیئے چلنے لگے تھے۔کیا ہوا جو ایک خونخوار اور دوسرا بکری کا چھوٹا سا بچہ تھا۔جن کے رشتے آسمانِ دنیا پر طے کردیئے جائیں۔۔زمین پر بسنے والے لوگ ان فیصلوں کو نہیں بدل سکتے۔۔یہ تبدیلی انسانوں کے ہاتھ میں رکھی ہی نہیں گئی تھی۔۔انسان کے ہاتھ میں تو محض کوشش رکھی گئی تھی۔وہ بھی کوشش کرکے اس غیر آرام دہ سے صوفے پر لیٹ گیا تھا۔پھر آنکھوں پر بازو رکھ کر گہرا سانس لیا۔زندگی کبھی یوں بھی ہوسکتی تھی۔۔ارسل افگن نے ہرگز نہیں سوچا تھا۔۔

****

اگلی صبح وہ اپنے گیلے بالوں کو تولیئے سے رگڑ کر خشک کررہا تھا، جب لالہ رُخ کی تیاری پر ٹھٹک کر رکا۔وہ آف وائٹ ریشمی قمیص شلوار میں ملبوس تھی۔قمیص کے گلے پر سبز رنگ کے موتیوں کا باریک کام جگمگا رہا تھا۔سبز ہی دوپٹہ کندھے پر ڈالے وہ ایک ہاتھ سے کان میں جھمکا پہن رہی تھی۔اس نے سنگھار آئینے میں نظر آتے اس کے عکس کو بغور دیکھا۔اب وہ سیاہ بالوں کو ایک جانب کرتی دوسرے کان میں جھمکا ڈال رہی تھی۔

یہ محترمہ کس کے ولیمے پر جارہی ہیں اتنی صبح صبح۔۔!

اس نے نم بالوں کو یونہی ماتھے پر بکھرے رہنے دیا پھر اسکی جانب پلٹا۔

"آپ کہیں جارہی ہیں۔۔؟"

"جی۔۔"

اس نے بالوں کو کمر پر جھٹکتے مختصر سا جواب دیا تھا۔اسکے جواب پر ارسل کے ابرو اکھٹے ہوئے۔۔

"کہاں۔۔؟"

"آپ سے مطلب۔۔؟"

اگلا جواب بہت برجستگی سے آکر اسکے منہ پر لگا تھا۔اس نے لب بھینچ کر رخ سائیڈ ٹیبل کی جانب پھیرا۔پھر گھڑی اٹھا کر کلائی پر باندھتا سرسری سا پوچھنے لگا۔

"کس کے ساتھ جارہی ہیں۔۔؟"

"آپکے ساتھ۔۔"

وہ اگلے ہی لمحے کرنٹ کھا کر مڑا تھا۔

"واٹ۔۔۔!!"

اور اب رُخ نے ایک پل کو رک کر اسکی جانب دیکھا تھا۔مسکارے سے سجی آنکھیں بے نیازی سے جھپکائیں۔

"بھول تو نہیں گ ۓ کہیں کہ آپ میرے شوہر ہیں۔اور یہ کہ شادی کے بعد لڑکیاں اپنے میکے بھی جاتی ہیں۔لیکن آپکو کیوں یاد رہے گا۔۔پچھلی محبوبہ کی یاد نے عقل و خرد سے بیگانہ جو کرر کھا ہے آپکو۔۔اب بھی اگر آپکو یاد نہیں آرہا کہ آپ میرے کیا لگتے ہیں تو کیا میں کوئ قدم اٹھا کر آپکو یاد دلاؤں ارسل جی۔۔؟"

وہ بے ساختہ ہی پاس چلی آئ تو ارسل دو قدم پیچھے ہٹا۔اسکی پشت الماری سے جا ٹکرائ۔لیکن لالہ رُخ کی بے نیازی میں کوئ فرق نہیں آیا۔

شرمانا نہیں آتا تھا کیا اس لڑکی کو۔۔؟ جب دیکھو مجھے الماری کے ساتھ لگا کر دھمکا رہی ہوتی ہے۔ مجھے تو سمجھ نہیں آتا کہ ہم میں سے آخر شوہر ہے کون۔۔!

اس نے بہت سا تھوک نگل کر ہاتھوں کو حفاظتی طور پر، اپنے دونوں شانوں پر کراس کی صورت رکھا تھا۔لالہ نے اسکے حفاظتی بندھ کو دیکھا اور پھر ہنس پڑی۔موتیوں سے جگمگاتے دانت ارسل نے زندگی میں پہلی بار دیکھے تھے۔اچھی لگتی تھی یار ہنستے ہوۓ۔۔!اس نے خود سے اعتراف کیا اور پھر خود ہی بری طرح سر جھٹکا۔

"ڈر گ ۓ آپ۔۔!اتنی جلدی۔۔!"

اور اسکا ذو معنی جملہ سن کر اب کہ وہ پورا سرخ ہوا تھا۔پھر دانت پیس کر اسے دیکھا۔

"یہ کیا طریقہ ہے کسی کے انتہائ ذاتی اسپیس میں داخل ہونے کا۔۔!"

"اور طریقے ہیں ارسل افگن لیکن پھر وہ آپکی نازک طبیعت کے لیۓ درست نہیں۔۔"

اف۔۔اور اب تو ارسل کے کانوں سے واضح طور پر دھواں نکلنے لگا تھا۔اس نے اسے دونوں کندھوں سے تھام کر پیچھے ہٹایا تھا۔ رُخ نے بہت مشکل سے اپنی ہنسی روک رکھی تھی۔

"کیا چاہتی ہیں آپ۔۔؟"

"میں تو بہت کچھ چاہتی ہوں ارسل۔۔کیا بتادوں۔۔؟"

اس نے آنکھیں پھیلا کر اس بے باک سی لڑکی کو دیکھا تھا کہ جسکی آنکھیں شریر سی شرارت لیۓ جگمگا رہی تھیں۔اسے لالہ رُخ کو سمجھنے میں تھوڑا نہیں بہت وقت لگنا تھا۔

"آپکو اندازہ بھی ہے کہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔۔؟"

"آپکو کیا لگتا ہے مجھے اندازہ نہیں ہوگا۔۔؟"

"اچھا جو بھی ہے۔۔کیا کام تھا آپکو مجھ سے۔۔"

"مجھے میری امی کے گھر لے کر جائیں۔اور وہ بھی انتہائی خوش مزاجی اور خوش اخلاقی کے ساتھ۔ یہ سڑے ہوئے نارنگی جیسا مُخ (چہرہ) نہیں ہونا چاہیۓ آپکا۔میرے علاقے میں میری بہت عزت ہے۔میں نہیں چاہتی کہ وہ آپکی وجہ سے ذرّہ بھر بھی متاثر ہو۔۔"

اپنا علاقہ تو ایسے کہہ رہی تھی جیسے کسی گینگسٹر علاقے کی باس ہو۔جیسے بہت سے لوگوں کو تربیت دیتے ہوئے اسکی پچھلی زندگی گزری ہو۔گزری بھی ہوسکتی ہے بہر حال۔۔!اس خیال کے آتے ہی ارسل نے جھرجھری لی تھی۔پھر اسکے کندھے سے ہاتھ ہٹالیۓ۔

"میں کیا ملازم ہوں آپکا۔۔؟"

اسکے پیچھے ہوتے ہی وہ بگڑ کر بولا تھا۔لالہ رُخ کا بالوں کو سہلاتا ہاتھ لمحے بھر کو ساکت ہوا۔

"اور آپکو لگتا ہے کہ میں اتنا بیکار ملازم رکھونگی۔۔!"

بکرا بکرا ہضم اور بکری پہ دم! لالہ رُخ کی وہ مثال تھی۔وہ انسان کے الفاظ اسی کے خلاف بہت اچھے سے استعمال کرنا جانتی تھی۔دوسری جانب ارسل نے اسکی بات سن کر سنجیدہ نگاہوں سے اسے دیکھا تھا۔

"اب یہ بیکار انسان آپکو لے جانے سے انکار کررہا ہے۔۔ سمجھیں آپ۔۔!"

"چہ۔۔"

رُخ نے ایک انداز سے اسکے آگے ہاتھ جھلایا تھا، جیسے کہہ رہی ہو۔۔"تم تو چپ کرو یار۔۔!"

"جنکی صلاحیت مفلوج ہو، وہ انکار نہیں کرتے۔بلکہ خاموشی سے ہر حکم پر سر تسلیمِ خم کرتے ہیں۔ تاکہ کوئی انہیں، انکے بیکار ہونے کے طعنے نہ دے سکے۔۔"

ارسل نے اسے جواب دینے کے لیئے لب کھولے لیکن پھر بند کرلیئے۔اسکا سانس لمحوں میں ضبط کے باعث تیز ہوگیا تھا۔

"آپ۔۔"

"ارسل پلیز۔۔آپکو لڑنا نہیں آتا ہے۔اسی لیئے مہربانی کریں یہ بلاوجہ کوشش بھی مت کیا کریں۔"

اور وہ واقعی اگلے پل خاموش سا ہو گیا تھا۔اسے پتہ تھا کہ وہ لالہ رُخ کی طرح کبھی بھی تیز تیز نہیں بول سکتا۔وہ کوشش بھی کرلیتا تب بھی ناکام ہی رہتا۔اور پھر جب آگے لالہ رُخ جیسے "پروفیشنل" لوگ ہوں پھر ان کے سامنے تو بالکل بھی نہیں۔۔!اس نے اگلے ہی پل گہرا سانس لے کر، آنکھیں بند کیں۔پھر سمجھ کر سر ہلایا۔

"ٹھیک ہے۔لے جاتا ہوں میں۔آپ نیچے آجائیں۔میں انتظار کررہا ہوں آپکا۔۔"

اور اسکا نارنگی بہت بربادی سے کہہ کر باہر کی جانب بڑھا تو لالہ رُخ نے آنکھیں گھمائیں۔پھر جھنجھلا کر بالوں کو شانے سے جھٹکا۔کیوں کرتا تھا وہ ایسے۔۔ایسے بردباری سے بات مان کر وہ اسے اچھا لگنے لگا تھا۔۔وہ جانتی تھی کہ اسے زبان دراز لوگ نہیں ہرا سکتے۔۔اسے صرف وہی ہرا سکتا تھا جو اپنا جواب بہت شریفانہ سے انداز میں چھوڑ کر دو قدم پیچھے ہٹ جاتا۔۔جو اس سے مقابلہ نہ کرتا۔۔جو ہار جاتا۔۔ہاں۔۔جو ہار جاتا۔۔!

اور وہ جانتی تھی کہ اسکا "نارنگی" ہارتے ہارتے اسے ایک دن جیت جائے گا۔۔!

☆☆☆☆☆☆

گھر والوں سے پیار لے کر پلٹتے پلٹتے اسے بہت وقت لگ گیا تھا۔ارسل اسکا گاڑی میں انتظار کررہا تھا۔پھر وہ ساتھ والی نشست کا دروازہ کھول کر اندر آ بیٹھی۔اس نے خاموشی سے گاڑی آگے بڑھا

دی تھی۔لالہ رُخ جو اصبح الگ ہی جون میں تھی، اس سے ارسل کو بے حد خاموش لگی۔ اس نے ایک سرسری سی نگاہ اس پر ڈالی تھی۔

"آپکی طبیعت ٹھیک ہے۔۔؟"

اس نے پوچھ ہی لیا۔

"میری طبیعت ٹھیک ہو یا نہیں آپکو کیا فرق پڑتا ہے اس سے ارسل۔۔"

اس نے تیز لہجے میں کہہ کر اب کہ رخ بالکل ہی کھڑکی کی جانب پھیر لیا تھا۔بے اختیار ہی ارسل کے ہونٹ سیدھی سی لکیر میں خاموش ہوگ ئے۔اسے تو ویسے بھی زیادہ گفتگو کرنے کی عادت نہیں تھی۔اسی لی ئے لالہ رخ کی خاموشی نے اسے بہر حال سکون سے ڈرائیو کرنے دیا تھا۔پھر گاڑی اسکے گھر کے آگے روکتے ہوئے وہ باہر نکل آیا۔رخ بھی اسکے ساتھ ہی باہر نکلی تھی۔پھر اپنے عقد کے مطابق وہ دونوں مسکراتے ہوئے گھر کے اندر بڑھے۔وہ دونوں جانتے تھے کہ یہ مسکراہٹ گھر والوں کی زندگیوں کو ثابت رکھنے کے لی ئے بے حد ضروری تھی۔ان کا خاموش معاہدہ دونوں جانب سے اس معاملے میں بے حد مضبوط تھا۔

لالہ رُخ گھر میں کیا داخل ہوئ وہاں تو گویا بہار اتر آئ تھی۔اسے بھی اکلوتا داماد ہونے کے باعث بہت عزت اور ہاتھ کے چھالے کی صورت رکھا گیا۔وہ جب اپنی امی کے ساتھ اوپر کی جانب بڑھ گئ تو رامش اور جنید اسے اپنے ساتھ ہی لی ئے لاؤنج میں بیٹھ گ ئے تھے۔افغان

صاحب شاید کسی کام سے باہر گئے تھے جبھی اسے وہ دکھائی نہیں دیئے۔جنید اور رامش، لالہ رُخ کے برعکس بہت خوش اخلاق اور معصوم سے تھے۔اسے وہ دونوں بے حد اچھے لگے تھے۔

"اچھا آپکو کس قسم کا میوزک پسند ہے۔۔؟"

بات سے بات یونہی نکلی تو جنید نے پرجوش ہو کر پوچھا۔وہ ہلکا سا مسکرایا۔

"مجھے کلاسک اور ذرا دھیما سا میوزک پسند ہے۔ویسے میں نہیں سنتا اتنا زیادہ لیکن جب بھی اتفاق ہوا ہے سننے کا تب زیادہ تر غزلیں وغیرہ یا پھر جگجیت سنگھ کو ہی سننا پسند کیا ہے۔۔"

اسکی بات پر جنید اور رامش نے بے اختیار ہی نگاہوں کا تبادلہ کیا تھا۔اس نے دونوں کی جانب باری باری دیکھا۔

"کیا ہوا۔۔؟ کیا اچھا نہیں ہے میرا میوزک ٹیسٹ۔۔؟"

اسکے پوچھنے پر جنید نے جلدی سے نفی میں سر ہلایا تھا۔پھر بولا۔

"ہم بس تھوڑا حیران ہیں کیونکہ آپی کا میوزک ٹیسٹ بہت وائلڈ قسم کا ہے۔انہی

Eminem

پسند ہے،

Suga

اور

RM--"

"یہ سب لوگ کون ہیں۔۔؟"

اسے یقین تھا کہ اس نے ان ناموں کو اپنی زندگی میں کبھی پہلے نہیں سنا۔

"یہ سب لوگ اپنی زبان کے تیزی سے

Rap

کرنے کے لیۓ مشہور ہیں۔ایمینم کے بارے میں تو کہا جاتا ہے کہ وہ سانس لیے بغیر اتنی تیزی کے ساتھ گاتا ہے کہ سننے والے اسکا گانا روک کر اسے سانس لینے کے لیے کہتے ہیں۔شُوگا بھی اپنے اسی انداز کے باعث مشہور سمجھا جاتا ہے۔اسکے گانوں کے

Lyrics

بہت غصیلے اور بھڑکتے ہوئے ہوتے ہیں جبکہ دوسری جانب آر ایم یعنی

rap monster

مشہور ہی اپنے نام سے ہوا ہے۔وہ واقعی کسی حیوان کی طرح

Rap

کرتا ہے۔آپی کے یہ سب لوگ پسندیدہ ہیں۔وہ ان کے بارے میں ایک لفظ تک نہیں سنتیں۔۔"

اور وہ حیرت سے کبھی جنید کو دیکھتا اور کبھی رامش کو۔کچھ شک نہیں تھا کہ اس لڑکی کو ایسے لوگ اور اس طرح کے وائلڈ گانے پسند تھے۔اسکی خود کی طبیعت کیا کسی جنگلی سے کم تھی۔۔؟

اس نے گہرا سانس لیا۔۔

"یہ تمہاری آپی کو کچھ عجیب مخلوقات نہیں پسند۔۔؟"

اسکی بات سن کر جنید اور رامش بے ساختہ ہنس دیۓ تھے۔

"ہم سارے گھر والوں بلکہ پورے خاندان کا ہی یہی خیال ہے کہ انہیں انتہائی عجیب و غریب چیزیں پسند آتی ہیں۔آپکو پتہ ہے آپی کو کبھی لو اسٹوریز نے اٹریکٹ نہیں کیا۔وہ سنجیدہ قسم کے کرائم تھرلر، ایکشن اور ہارر فلمیں دیکھنا پسند کرتی ہیں۔انہیں کاکروچ، چھپکلی یہاں تک کہ کسی بھی کیڑے مکوڑے سے ڈر نہیں لگتا۔ہم جب سے بڑے ہوۓ ہیں ہم نے کبھی آپی کو سب کے سامنے روتے ہوۓ نہیں دیکھا۔وہ کہتی ہیں انہیں زہر لگتے ہیں رونے دھونے والے لوگ۔"

انکی باتیں سن کر اسے کچھ زیادہ حیرت نہیں ہوئ تھی۔ہاں بس زرا اندازہ ہوگیا تھا کہ وہ بچپن سے لے کر اب تک کس طرح رہی ہے۔اسکی پسند و ناپسند۔۔اسے اب کچھ کچھ اندازہ ہورہا تھا۔ اور ساتھ ساتھ اسے یہ بھی احساس ہورہا تھا کہ وہ اس سے بہت مختلف ہے۔۔بالکل الٹ۔۔

"بہت بہادر ہیں تمہاری آپی تو پھر۔۔"

اس نے مسکرا کر کہا تو رامش نے دانتوں کی نمائش کی۔جنید اسکی جانب رازداری سے جھکا تھا البتہ۔

"ایک اور بات بتاؤں آپی کی۔۔آپ پلیز انہیں مت بتایئے گا نہیں تو وہ مجھے زندہ نہیں چھوڑینگی۔۔"

اسکی آنکھیں دلچسپی سے چمکی تھیں۔

"تم بتاؤ۔۔میں نہیں بتاؤنگا اسے۔۔"

"آپی نے دو تین دفعہ اسکول میں بہت سے لڑکوں کو مارا پیٹا بھی ہے۔۔لیکن مزے کی بات یہ ہے کہ وہ ہمیشہ بابا کے بچانے پر ماں سے بچ جایا کرتی تھیں۔تب سے ان کا نام محلے والوں نے "جھانسی کی رانی" رکھ دیا ہے۔ہمارے بھی مزے ہوگۓ ساتھ ساتھ۔۔اب اگر کوئ بھی تنگ کرے تو ہم بتادیتے ہیں کہ ہم "کس" کے بھائ ہیں۔سب ڈر کر خود ہی پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔۔"

ارسل کی انتہائ نازک طبیعت پر یہ بات بہت گراں گزری تھی۔ایسی لڑاکا تیارہ کو شادی تو ہرگز نہیں کرنی چاہیۓ تھی۔

"یہ تمہاری آپی نے تحریکِ طالبان کیوں نہیں جوائن کرلی۔؟"

اسکے پوچھنے پر وہ دونوں ایک بار پھر سے ہنس دیۓ تھے۔اسی اثناء میں زینوں سے فاطمہ اترتی ہوئ نظر آئیں۔انکے ساتھ لالہ رُخ بھی تھی۔

"بیٹے ارسل آپکو کوئ اعتراض تو نہیں اگر میں رُخ کو چند دن اپنے پاس رکھ لوں۔۔"

وہ انکی اس قدر عزت و محبت پر مسکرائے بنا نہ رہ سکا۔پتہ نہیں اتنے نرم خو لوگوں کی بیٹی اتنی خونخوار کیسے تھی۔۔؟

"جی جی آنٹی۔۔رُخ جتنے دن چاہتی ہے رہ سکتی ہے۔اچھا اب میں چلتا ہوں۔۔مجھے آج آفس بھی جانا ہے اور دو ایک کام بھی نبٹانے ہیں۔۔"

لیکن اس سے پہلے کہ وہ باہر کی جانب بڑھتا رُخ بول اٹھی۔

"ماں میں آنٹی کو بتا کر نہیں آئی ہوں۔اب اس طرح یہاں رک جاؤنگی تو اچھا نہیں لگے گا۔اگلی دفعہ آؤنگی تو پھر بتا کر آؤنگی کہ رکنے جارہی ہوں۔آپ مجھے لینے آجایئے گا شام تک ارسل۔۔"

اسکی سعادت مندی اور اس قدر سنجیدگی پر جہاں ارسل حیران ہوا تھا وہیں فاطمہ نے آنکھیں پھیلا کر اپنی بیٹی کو دیکھا تھا۔پھر وہ دھیرے سے مسکرادیں۔انکے بے چین دل کو اگلے ہی پل چین آیا تھا۔پھر ارسل بھی نہ ٹھہرا اور ان سے اجازت لیتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔اسکے جاتے ہی رُخ رامش اور جنید کی جانب بڑھ آئی تھی۔

☆☆☆☆☆

شام میں وہ اسے لینے آیا تو افغان لاؤنج ہی میں براجمان، اسکا انتظار کررہے تھے۔ اسے اندر آتا دیکھ کر پرجوش سے آگے بڑھے اور اسے ساتھ لگالیا۔پھر اس سے گھر والوں کا حال احوال دریافت کرتے ہوئے وہیں لاؤنج میں بیٹھ گۓ۔وہ بہت تحمل اور دھیمے انداز میں انہیں جواب دے رہا تھا۔ساتھ ساتھ اسکا دل بھی انکی خوش اخلاقی پر ، کسی ان دیکھی سی زنجیر میں جکڑتا جارہا

تھا۔کیا اتنے اچھے لوگوں کی بیٹی کو حقوق سے محروم رکھ کر ، انہیں اذیت میں مبتلا کرنا درست تھا۔۔؟ کیا وہ یہ سب ٹھیک کررہا تھا۔۔؟ کیا اسے یہ سب کرنا چاہیئے تھا۔۔؟ اگر یہ سب ٹھیک تھا تو اسے کیوں ٹھیک نہیں لگ رہا تھا۔۔؟

بوجھل دل کے ساتھ مسکراتے ہوئے وہ اب ہلکان ہورہا تھا۔اس جیسے شفاف اور حساس طبیعت رکھنے والے کے لیئے یہ باتیں بہت بڑی تھیں!

☆☆☆☆

واپسی کا سارا راستہ بے حد خاموش تھا۔نہ اس نے کسی بات کا آغاز کیا اور نہ ہی رُخ نے اس سے کوئی بات کرنے کی کوشش کی۔پھر وہ اسی خاموشی کے ساتھ گھر میں داخل ہوئے۔ماں، بابا اور دادی سے پیار لینے کے بعد وہ اپنے کمرے میں چلے آئے تھے۔آج کمرہ بے حد خاموش تھا۔نہ دروازے مارے جانے کی آوازیں تھیں اور نہ ہی بستر پر جھگڑا ہورہا تھا۔ارسل ایک جانب صوفے پر سو رہا تھا اور رُخ کروٹ لیئے دوسری جانب بیڈ پر دراز تھی۔

اگلی صبح، اسکی آنکھ بہت سویرے کھلی تو دیکھا وہ اپنا لیپ ٹاپ سامنے رکھے کام کررہا تھا۔شاید اسکی پریزنٹیشن تھی آج آفس میں۔رات ہی اس نے شیر افگن کو اسے تاکید کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ انکی کمپنی کے لیئے یہ پراجیکٹ بہت اہم تھا۔انہیں کسی بھی حالت میں یہ پراجیکٹ چاہیئے تھا۔ اگلی دفعہ جب اسکی آنکھ کھلی تو دیکھا وہ بہت خاموشی سے سنگھار آئینے کے سامنے کھڑا ٹائی باندھ رہا تھا۔ہمیشہ کی پرسکون، دھیما اور خاموش۔۔

وہ جب آفس جا چکا تو وہ بھی اٹھ کر نہائی اور پھر فریش ہوتی کمرے سے باہر نکل آئی۔ اس کا موڈ رات کے برعکس بہت بہتر تھا۔ابھی وہ محض کچن میں داخل ہو کر سمیرا کو سلام ہی کر پائی تھی کہ گھر کا فون بج اٹھا۔وہ انہیں مسکرا کر دیکھتی واپس پلٹی اور لاؤنج میں بجتا فون اٹھالیا۔آگے سے ارسل کی بے حد پریشان آواز سنائی دی تھی۔

"ہیلوئ۔۔"

"ہیلوئ۔۔لالہ رُخ میرے صوفے پر میری فائل رہ گئ ہے۔وہ بے حد اہم ڈاکومینٹس ہیں رُخ۔کیا تم انہیں رامو کاکا۔۔ نہیں۔۔ نہیں رامو کاکا تو بہت آہستہ ڈرائیو کرتے ہیں۔۔او خدا۔۔"

رامو کاکا اپنے ضعیفی کے دور میں تھے۔وہ تو انکے ایماندار مزاج اور اعلیٰ کردار کے باعث اب تک شیر افگن انہیں کام پر رکھے ہوئے تھے۔

"ہوا کیا ہے ارسل۔۔؟"

"رُخ مجھے وہ فائل دس منٹ میں چاہیۓ۔۔"

اس نے عجلت میں کہا تھا۔پریشانی اسکی آواز سے ہی واضح تھی۔

"مل جائیگی آپکو۔۔"

اور اس نے کھٹاک سے فون رکھ کر اوپر کمرے کی جانب دوڑ لگائی تھی۔ساتھ ہی کھلے بالوں کو جوڑے میں باندھا۔پھر دوپٹہ ایک جانب گرہ لگا کر پیروں میں سینڈل اڑسے اور تیزی سے نیچے کی

جانب بھاگی۔احتیاطاً اس نے کچن کو بھی ایک نظر دیکھ لیا تھا۔یقیناً گھر والے نئ نویلی دلہن کو اس طرح ہوا کے گھوڑے پر سوار دیکھ کر کچھ زیادہ خوش نہیں ہونے والے تھے۔

رامو کاکا گاڑی کو کپڑے سے صاف کررہے تھے۔اس نے ان کی جانب دوڑ لگائ۔۔

"رامو کاکا۔۔چابی دیں مجھے۔۔"

"لیکن بی بی۔۔"

"آپ مجھے چابی دیں اور جلدی سے پچھلی سیٹ پر بیٹھیں۔۔"

اس نے اگلی نشست کا دروازہ کھولا اور اندر بیٹھنے ہی لگی تھی کہ رامو کاکا کا پریشان سا چہرہ دیکھا۔ انکا جھریوں سے سجا چہرہ اسے بہت بوڑھا اور کمزور سا لگ رہا تھا۔کچھ سوچ کر وہ اندر بھاگی اور پھر جب وہ باہر آئ تو اسکے ہاتھ میں ایک عدد ہیلمٹ تھا۔

"یہ جلدی سے پہن لیں۔۔"

جب انہوں نے ہاتھ آگے نہیں بڑھایا تو اس نے ہیلمٹ انکے سر پر ڈال دیا۔انہیں سمجھ نہیں آرہا تھا کہ یہ لڑکی انہیں گاڑی میں یہ ہیلمٹ کیوں پہنا رہی تھی۔۔؟ بلکہ یہ لڑکی آخر اس قدر عجلت میں جا کہاں رہی تھی۔۔؟

"رامو کاکا جلدی۔۔!!!"

وہ چلائی تو رامو کاکا ڈر کر جلدی سے اندر بیٹھنے ہی لگے تھے کہ بری طرح گاڑی کے اوپری حصے سے ٹکرا گ ۓ۔لیکن پھر جلدی سے سنبھل کر اندر بھی بیٹھ گ ۓ۔اس نے گاڑی زن سے آگے بڑھائی تھی۔رامو کاکا نے گھبرا کر ہینڈل تھاما۔وہ گاڑیوں کے درمیان سے گاڑی بہت تیزی کے ساتھ نکالتی، سارے قوانین پر اس سے لعنت بھیج چکی تھی۔

"بیٹی۔۔بیٹی ہم کہاں جارہے ہیں۔۔؟"

"ارسل کے آفس۔۔"

اس نے ایکسلریٹر پر پاؤں کا دباؤ بڑھایا تو رامو کاکا ایک جانب کو لڑھکے۔یہ لڑکی یقیناً موت کے کنویں میں گاڑی چلاتی رہی تھی۔۔!انہوں نے بے اختیار کلمہ پڑھا تھا۔ساتھ ساتھ انکا ہیلمیٹ پہنا سر ادھر ادھر ٹکرا رہا تھا۔انہیں اب اندازہ ہوا تھا کہ رُخ نے انہیں ہیلمٹ کیوں دیا تھا۔۔!

اسی وقت ایک بندہ رُخ کی گاڑی کو کٹ مار کر نکلا تو اس نے دانت پیسے۔۔!

"اسکی تو۔۔!!!"

اور اگر جو وہ جلدی میں ارسل کی فائل دینے اسکے آفس نہیں جارہی ہوتی تو وہ اس آدمی کو بتاتی۔اگر اس نے اسے رسی پر سکھا کر ٹانگ نہ دیا ہوتا تو اسکا نام بھی لالہ رُخ نہ ہوتا۔۔

"بیٹی آہستہ۔۔ہمیں آفس پہنچاتے پہنچاتے کہیں تم اوپر نہ پہنچادینا۔۔"

انہیں تو اپنے ہی غم لگے ہوئے تھے۔اس نے ایک بار پھر گاڑیوں کے درمیان سے گاڑی نکالی تو ٹریفک پولیس والا چیخا۔اس نے پیچھے دیکھے بغیر سرخ بتی کراس کی اور پھر اسی تیزی کے ساتھ زن

سے گاڑی بھگاتی آگے لے گئ۔ایک موڑ کے بعد اس نے شیشوں سے ڈھکی اونچی سی بلڈنگ کے آگے گاڑی روکی اور پھر اندر کی جانب بھاگی۔ساتھ ساتھ وہ بالوں کا جُوڑا بھی کھول چکی تھی۔بہت سے ورکرز اس خوبصورت سی لڑکی کو دیکھ کر رکنے لگے تھے۔اس نے لفٹ کی جانب قدم بڑھائے اور پھر ابھی وہ بٹن دبا کر لفٹ کا دروازہ بے صبری سے بند ہوتا دیکھ ہی رہی تھی کہ کوئ ہاتھ دروازے کے درمیان آگیا۔اگلے ہی لمحے دروازے میں ارسل نمودار ہوا تھا۔سفید چہرہ اور ماتھے پر پسینے کی بوندیں لیۓ وہ اسے صبح والے ارسل سے خاصہ مختلف لگا۔

فائل ہاتھ میں لیتے ہی ارسل نے سکھ کا سانس لیا تھا۔پھر اسکی جانب دیکھا جو خود بھی گہرے گہرے سانس لے رہی تھی۔

"کچھ شک نہیں کہ تم مارشل آرٹسٹ رہی ہو۔۔"

اس نے اسے اسکی اس قدر پھرتی پر سراہا تھا۔رُخ نے آنکھیں گھمائیں۔

"میں مارشل آرٹسٹ تھی نہیں ارسل۔میں مارشل آرٹسٹ ہوں۔۔"

"رامو کاکا کے ساتھ آئ ہو۔۔؟"

"انہیں پچھلی سیٹ پر ہیلمٹ پہنا کر بٹھایا تھا۔تاکہ بعد میں گھر والوں کو بتاسکوں کے میں انکے ساتھ ہی آفس گئ تھی۔۔"

"اور پھر یہ تو راموکاکا ہی جانتے ہونگے کہ کون کس کے ساتھ آفس گیا تھا۔"

اس نے سمجھ کر سر ہلایا تھا۔پھر اسے دیکھا۔

"تھینکس۔۔"

ابھی وہ اسے مزید کچھ کہنے ہی لگا تھا کہ لفٹ کا دروازہ کھلا اور ارسل اپنی جگہ ہی ساکت ہوگیا۔ رُخ نے اسکی نگاہوں کے تعاقب میں دیکھا تھا۔وہاں ایک خوبصورت سی نازک لڑکی، بیگ کندھے پر ڈالے کھڑی تھی۔وہ بھی ارسل اور لالہ رُخ کو دیکھ کر اپنی جگہ ہی جم سی گئ تھی۔پھر وہ بے ساختہ پیچھے ہٹی اور وہاں سے بھاگتی چلی گئ۔ارسل تڑپ کر باہر نکلا تھا۔

"آمنہ۔۔آمنہ۔۔"

وہ اسکے پیچھے بھاگا تو رُخ کے قدم لفٹ کی زمین کے ساتھ ہی پیوست ہوگ ۓ۔۔آنکھیں ادراک کے لمحات کو پار کرتیں، جیسے ہی کچھ مطلب اخذ کرپائیں۔۔وہ ساکت رہ گئ۔۔اسکا شوہر۔۔اسے چھوڑ کر۔۔کسی اور لڑکی کے پیچھے۔۔

لیکن پھر اس سے آگے اس سے سوچا نہیں گیا۔آنکھوں میں جما ہوتے پانی کو اس نے اپنے اندر ہی خشک کرلیا۔اپنی ذات کی بے قدری پر دل کروٹیں لینے لگا تھا۔اس نے گہرے گہرے سانس لی ۓ اور پھر بہت کچھ اپنے حلق کے اندر اتارتی وہ لفٹ سے نکل آئ۔اب کہ سرد راہداری میں چلتے اسکا دل بھی سرد ہورہا تھا۔یوں لگ رہا تھا گویا موسمی ٹھنڈک اسکے وجود کو ان پچھلے لمحات میں اندر تک جما گئ ہو۔اس نے زندگی میں پہلی بار تذلیل سہی تھی۔۔اور اس ایک دفعہ کے سہہ لینے نے، اسے بہت تکلیف پہنچائ تھی۔۔اور یہ تکلیف شاید اسی لی ۓ سوا تھی کیونکہ وہ جانتی تھی۔۔کہ وہ ارسل کو چاہنے لگی ہے۔۔وہ جانتی تھی کہ وہ اسکی محبت کے اندیکھے سے حصار میں گھرنے لگی ہے۔۔وہ جانتی تھی۔۔اسے پتہ تھا۔۔

"کہ ارسل۔۔اسے۔۔اچھا لگنے۔۔لگا تھا۔۔!"

****

ارسل نے آمنہ کے پیچھے عجلت میں دوڑتے ہوئے اس بات کو بالکل فراموش کردیا تھا کہ اسکی ایک عدد بیوی لفٹ میں تنہا اسے اس لڑکی کے پیچھے بھاگتا دیکھ چکی ہے۔اسے ابھی صرف آمنہ کی پرواہ تھی۔۔اسے ابھی محض اسکے آنسوؤں نے کمزور کردیا تھا۔اس نے آگے بڑھ کر اسکی کلائی تھامی تو وہ لچکتی ڈال کی مانند اسکی جانب کھنچی چلی آئی۔اسے بے ساختہ ہی رُخ کی سخت گرفت یاد آئی تھی۔

"اب آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں ارسل۔۔؟ اب آپ کو مجھ سے کیا سروکار ہے۔۔؟ میری زندگی کے کئی لمحات پر تو آپ قابض رہ چکے ہیں۔کیا اب بھی آپ مجھے اپنی قید میں رکھنا چاہتے ہیں۔ تب جب آپکی بیوی آپکا، انتظار کررہی ہے۔۔۔!"

اور ارسل نے بے اختیار ہی اسکی کلائی چھوڑ دی تھی۔دو قدم پیچھے ہٹا۔پھر بہت دکھ سے آمنہ کے گرتے آنسوؤں کو دیکھا۔

"تم خود کو ایسے تکلیف دوگی تو میں اپنے آپ کو کیسے معاف کرپاؤنگا آمنہ۔۔؟"

اس کے کہنے پر وہ ایک بار پھر سے بکھر کر رونے لگی تھی۔پھر پانی سے بھری آنکھیں اٹھائیں۔

"آپ مجھے بھول جائیں ارسل۔مجھے لگتا ہے کہ آپکا محض ایک یہ قدم ہم دونوں کو ہر قسم کی زنجیر سے آزاد کردے گا۔وہ آپکی بیوی ہے ارسل۔۔اس پر آپکا حق ہے۔۔کسی بھی عورت سے زیادہ۔۔آپ مجھے تھام کر اسے چھوڑ دیں گے تو کیا خوش رہ پائینگے۔۔؟کیا کبھی آپ نے کسی کا گھر اجاڑ کر کسی کو سکھ سے رہتے دیکھا ہے۔۔؟"

وہ اچھی تھی۔۔اتنا ارسل کو اندازہ تھا۔۔لیکن وہ اتنی نیک دل ہوگی۔۔اسکا ارسل کو اندازہ ہرگز نہیں تھا۔

"آمنہ میں نے۔۔میں نے وعدہ کیا تھا تم۔۔میں بہت شرمندہ ہوں تم س۔۔"

لیکن آمنہ نے اسے مزید کچھ کہنے سے روک دیا تھا۔پھر آنکھیں رگڑ کر اسے دیکھا۔مضبوطی سے مسکرائی۔۔

"آپکی شرمندگی اس لڑکی سے آپکی جڑی زندگی کو الگ نہیں کرسکتی ارسل۔آپکی شرمندگی میری تکلیف کو کم نہیں کرسکتی۔آپکی شرمندگی یا پھر گلٹ کا کوئی بھی عنصر میرے لیئے کارآمد ثابت نہیں ہوسکتا۔اب آپ اپنی بیوی کے ہیں۔۔بہتر یہی ہے کہ آپ مجھے بھول جائیں اور اپنی نئی زندگی کا آغاز کریں۔رہی محبت۔۔تو وہ اکثر نظرانداز کیئے جانے پر خاموش ہوجایا کرتی ہے۔ انسان کو بس صبر سے اپنی پیوند لگی محبت کو وقت دینا ہوتا ہے۔۔بس۔۔۔!"

ارسل اپنی جگہ ہی جم سا گیا تھا۔ آمنہ کی آنکھوں میں جما گلابی سا پانی اسکے دل پر گر رہا تھا۔ ان آنکھوں سے کبھی وہ وابستہ رہا تھا۔۔ بھلا وہ ان کو اتنی جلدی کیسے بھول سکتا تھا۔۔!

دوسری جانب آمنہ پلٹنے ہی لگی تھی کہ لمحے بھر کو ٹھہر گئ۔ پھر اسکی جانب اپنا سراپا پھیرا۔ بھیگی پلکوں تلے اسکے آنسو چمک رہے تھے۔

"آئندہ مجھے کبھی پہچاننے سے بھی انکار کردیجئے گا ارسل۔ میں اس بوجھ کو اب مزید نہیں اٹھا سکتی۔ میرا راستہ کبھی مت روکیئے گا۔۔"

اس نے کہا اور پھر آنکھوں سے گرتے آنسوؤں کو رگڑتی وہاں سے بھاگتی چلی گئ۔ وہ اس سرد راہداری میں تنہا کھڑا رہ گیا۔ اسکی بھوری آنکھیں گہری آزردگی کی زد میں تھیں۔ پھر وہ سمجھ کر سر ہلاتا واپس پلٹا۔ اب محض اس راہداری میں گزری باتوں کی گونج تھی۔ خاموش باتیں۔ جو اب تک در و دیوار سے ٹکرا کر واپس پلٹ رہی تھیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔

"اَلسَلامُ عَلَيكُم احباب۔۔۔۔

"ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید ۔۔۔۔

ناولز کی دنیا" ویب سائیٹ / گروپ / پیج دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کرسکتے ہیں ۔۔۔ اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں ۔۔۔ ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے ۔۔۔

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں -- اپنی تحریر اردو میں ٹائیپ کرکے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہوسکا آپکی تحریر پوسٹ ہوجائے گی ---

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیئے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں--

Email address :- Novelskiduniya77@gmail.com

Facebook page :- Novels ki duniya

(user name @zoyatalib77)

Facebook group :- Novels ki duniya

Instagram Page:- Zoya Talib (UserName: Novelskiduniya77)

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو)

اور باقی کے رابطے کے لیئے ہر پیج کے نیچے

"novels ki duniya "

اور

"website"

لکھا ہے ان دونوں کو وزٹ کرنے کے لیئے لکھے ہوئے پر ہی کلک کریں اور اوپن کرلیں ---

شکریہ-----

☆☆☆☆☆

پچھلی نشست پر بیٹھی اب وہ خالی نگاہوں سے باہر دیکھ رہی تھی۔ایک جانب ہیلمٹ بھی رکھا تھا اور رامو کاکا بہت دھیرج سے گاڑی چلا رہے تھے۔وہ گھر میں داخل ہوئ تو دیکھا سمیرا بیگم اور دادی ساتھ بیٹھیں باتیں کر رہی تھیں۔

وہ افسردہ سی مسکان لیۓ ان تک چلی آئ۔

"تم کہاں چلی گئیں تھیں بیٹا۔۔؟"

"وہ آنٹی دراصل ارسل کی فائل گھر پر رہ گئ تھی۔بس وہی دینے گئ تھی انہیں آفس۔رامو کاکا جارہے تھے تو سوچا میں بھی ہو آؤں۔۔"

اس نے انکے عین سامنے بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا تو وہ بھی سمجھ کر سر ہلانے لگی تھیں۔

"یہ ارسل آج کل آفس کے چکروں میں ٹھیک سے کھانا نہیں کھارہا لالہ رُخ۔بچے ذرا اسکے کھانے پر توجہ دو۔پہلے ہی وہ بہت چور ہے کھانے کا۔۔"

دادی کے کہنے پر اس نے سر ہلایا تھا۔پھر انہیں دیکھا۔

"جی دادی۔۔میں اب سے خیال رکھونگی انکا۔۔"

پھر وہ سمیرا کے ساتھ لگ کر کچن میں کھانا بنواتی رہی۔اسے ابھی خود کو بے حد مصروف رکھنا تھا۔ اگر وہ فارغ ہوتی تو دل و دماغ کھولتا رہتا۔اس سے بہتر تھا کہ وہ اپنا وقت سمیرا کی مدد کروانے میں لگادیتی۔سمیرا کی طبیعت بالکل رمشہ جیسی تھی۔ملنسار اور آسان۔۔کوئ پیچیدہ بات یا پھر

ساسوں کے عمومی رویے کے برعکس، انکا رویہ بہت پیارا تھا۔اور شکر جو اسے کوئ شمیم آنٹی جیسی ساس نہیں مل گئ۔۔پھر یہ تو اللہ ہی جانتا تھا کہ وہ ایسی ساس کے ساتھ کیا کرتی۔۔!

سمیرا ساتھ ساتھ اسے بتا بھی رہی تھیں کہ آج ، انکی بھائ کی بیٹیاں آنے والی ہیں۔اسی لیۓ وہ کچن میں کھڑیں اس سمے خاص اہتمام پر توجہ دے رہی تھیں۔جب مہمانوں کے آنے کا وقت ہوا تو انہوں نے اسے بصد اصرار فریش ہو کر کپڑے بدلنے کے لیۓ کمرے میں بھیج دیا۔اسکا دل تو نہیں چاہ رہا تھا لیکن پھر بھی انہیں انکار کرنا اسے درست نہ لگا۔وہ کمرے کی جانب پلٹی تو دیکھا کہ مغرب کا اندھیرا ہر سو پھیلنے لگا تھا۔اس نے نہا کر ہلکی سیاہ سلک کی فراک زیب تن کی اور ابھی وہ اپنے بالوں کو بلو ڈرائ کرنے کے بعد اٹھا کر باندھ ہی رہی تھی کہ رمشہ کمرے میں داخل ہوئ۔وہ جھجھک کر وہیں دروازے کے پاس ٹھہر گئ تھی۔اس نے اسکا جھجھکنا دیکھا تو لمحے بھر کو اسکی جانب مڑی۔

"ارے رمشہ۔۔آؤ ناں۔۔وہاں کیوں کھڑی ہو۔۔؟"

وہ پاس چلی آئ۔رُخ نے غور سے اسکا چہرہ دیکھا۔وہ اس سے بے تکلف نہیں تھی۔شاید عمر کے فرق کے باعث رمشہ اس سے جھجھکتی تھی۔

"وہ۔۔بھابھی امی آپکو۔۔۔"

"پہلے تو مجھے یہ بتاؤ کہ تمہیں کیا ہوا ہے۔۔؟ مجھ سے ایسے دور دور کیوں رہتی ہو۔۔؟"

اسکے براہ راست پوچھنے پر رمشہ کے رخسار لمحے بھر میں گلابی ہوئے تھے۔پھر اس نے جلدی سے سر نفی میں ہلایا۔

"نہیں بھابھی۔۔میں۔۔مجھے ڈر لگتا ہے۔۔کہ کہیں آپکو میری کوئی بات بری نہ لگ جائے۔۔آپکو غصہ زیادہ آتا ہے ناں۔۔"

اوہ۔۔تو یہ بات تھی۔۔اس نے مسکرا کر چہرہ سنگھار آئینے کی جانب پھیرا۔پھر ہاتھ میں تھاما برش اسکی جانب بڑھایا۔رمشہ چونک کر اسے دیکھنے لگی تھی۔

"میرے بال سلجھا دو پلیز۔۔مجھ سے سلجھ نہیں رہے۔۔ہاتھ دکھ گئے ہیں میرے۔۔"

اسکے ہلکے پھلکے سے انداز پر وہ مسکراتے ہوئے آگے بڑھ کر اسکے نرم بالوں میں برش چلانے لگی تھی۔

"اور میری بات ہمیشہ یاد رکھنا۔تم بہن ہو میری چھوٹی۔کوئی بھی بات ہو۔۔کوئی بھی مسئلہ ہو۔۔مجھ سے شیئر کرنا۔کوئی بھی تنگ کرے، بدتمیزی کرے تو اسے میرے حوالے کردینا۔پھر میں جانوں اور وہ بندہ۔۔اور دوسری بات۔۔یہ سچ ہے کہ مجھے بہت غصہ آتا ہے۔۔تم پر بھی آجائے گا اگر تم کچھ کریزی کروگی۔لیکن پھر تمہیں اس مصیبت سے نکالونگی بھی میں ہی۔اسی لیئے اب مجھ سے ڈرنا نہیں ہے اوکے۔۔میں تمہاری پارٹنر ان کرائم ہوں اب سے۔۔"

اس کے کہنے پر رمشہ ہنس پڑی تھی۔اسے ہنستا دیکھ کر رُخ کا اپنا دل بھی ہلکا ہوگیا تھا۔

پھر رمشہ کچھ سوچ کر لمحے بھر کو خاموش سی ہوئی۔اسکی جانب دیکھا جو بالوں کو کندھے پر ایک جانب ڈال رہی تھی۔

"بھابھی وہ۔۔"

"ہاں کہو۔۔"

وہ اب کندے پر سنہرے رنگ کا دوپٹہ اوڑھ رہی تھی۔

"بھابھی جو لڑکیاں آرہی ہیں۔۔ان میں سے ایک کا نام۔۔زرتاج ہے۔۔وہ۔۔وہ بھائی کو۔۔"

اور اسکا دوپٹے کو ٹھیک کرتا ہاتھ لمحے بھر کو ساکت ہوا تھا۔

"وہ ارسل کو کیا۔۔؟"

"وہ بھائی کو بہت غیر آرام دہ کرتی ہیں۔"

اور اسکے تنے ابرو اگلے ہی پل ڈھیلے پڑگۓ تھے۔اس نے سمجھ کر سر ہلایا اور پھر رمشہ کو سنگھار آئینے میں دیکھا۔۔

"آنے دو اس زرتاج کو۔۔دیکھ لیں اسے بھی کہ وہ کس کھیت کا آلو ہے۔۔"

اور اسکی بھونڈی سی مثال پر رمشہ بے اختیار ہنس پڑی تھی۔پھر باہر اٹھتے شور کے باعث ان دونوں نے چونک کر ایک دوسرے کی جانب دیکھا تھا۔

تم ابھی جانتی نہیں ہو اپنی بھابھی کو۔جب جان جاؤگی تب پناہ طلب کروگی۔۔چلو۔۔آج دیکھ " لیتے ہیں اس زرتاج محترمہ کو بھی۔۔"

کمرے سے باہر نکلتے وقت وہ اب کہ مسکرا رہی تھی۔کیونکہ وہ لالہ رُخ تھی۔وہ مسکرانا جانتی تھی۔۔تب بھی جب اسے لگتا تھا کہ وہ ہرگز بھی مسکرا نہیں سکتی۔

☆☆☆☆☆

اسکے سر پر اعصابی تھکن سوار تھی۔گھر میں بھی وہ مغرب کے بعد داخل ہوا تھا۔ لیکن پھر لاؤنج میں بیٹھے مہمانوں کو دیکھتے ہی وہ ذہنی طور پر کرّاہا تھا۔زرتاج کی پرشوق نگاہوں کو نظرانداز کرتا وہ آگے بڑھ آیا۔پھر جھک کر خالہ کو سلام کرتا سر پر پیار لینے لگا۔

"لائیں ارسل۔۔اپنا سوٹ کیس مجھے دیں اور آپ فریش ہوجائیں۔۔پھر میں کھانا لگاتی ہوں آپکے لیۓ۔۔کیونکہ باقی سب تو کھاچکے۔۔"

اسکے میٹھے سے دھیمے لہجے پر جہاں ارسل نے اسے آنکھیں پوری کھول کر دیکھا تھا وہیں رمشہ نے اپنی ہنسی دبائی تھی۔زرتاج نے تلملا کر پہلو بدلا۔وہ اسے حیرت سے تکتا کمرے کی جانب مڑا تو وہ بھی اسکے ساتھ ہی کمرے تک آئی۔ساتھ ساتھ وہ مسکرا کر اس سے چھوٹی چھوٹی باتیں بھی کررہی تھی۔

"آپ ٹھیک ہیں رُخ۔۔؟"

کمرے میں داخل ہوتے ہی اس نے پوچھا تو رُخ نے اسکا سوٹ کیس بیڈ پر رکھا اور اسکی جانب پلٹی۔پھر خونخوار نگاہوں سے اسے دیکھا۔وہ بے ساختہ ہی دو قدم پیچھے ہٹا تھا۔ وہ اسکے قریب آئی

تھی۔۔پھر اسے بازو سے جکڑ کر مزید اپنے قریب کیا تو وہ چھوٹے بچوں کی طرح اپنی آنکھیں بند کر گیا۔

"اگر۔۔کوئ لڑکی پریشان کررہی تھی تو بتانا چاہیۓ تھا ناں ارسل۔۔!میں دیکھتی ہوں اس چڑیل کو ابھی۔۔دیکھ کیسے رہی تھی آپکو۔۔بے باک نظروں سے۔۔یاد رکھیں ارسل۔۔"

ارسل نے ایک آنکھ کھول کر اسکا تپتا چہرہ دیکھا تھا۔

ایسی نظروں سے صرف آپکو میں دیکھ سکتی ہوں۔۔اور کوئ دیکھے گا تو وہ بچے گا نہیں میرے "ہاتھوں سے۔۔"

اس نے اسکا بازو چھوڑا اور باہر کی جانب بڑھ گئ۔ارسل نے دل پر ہاتھ رکھ کر گہرا سانس لیا تھا۔ خدایا۔۔یہ لڑکی پاگل ہے۔۔!یہ مجھے بھی پاگل کردیگی۔ابھی تو آمنہ کا غصہ نکالا نہیں ہے محترمہ نے۔۔پتہ نہیں میرا آگے کیا بننے والا ہے۔۔!

اس نے پریشانی سے اپنا اترا چہرہ آئینے میں دیکھا اور پھر ڈریسنگ روم کی جانب بڑھ گیا۔

*

وہ کچن کی جانب چلا آیا تھا۔پھر خاموشی سے کرسی کھینچ بیٹھا۔وہ اب مسکرا کر اسکے سامنے کھانا لگا رہی تھی۔ارسل نے اسکی مسکراہٹ دیکھ کر سر دھنا تھا۔پھر کھانے کی جانب ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ

زرتاج کچن میں چلی آئی۔وہ اک ادا سے اسکے برابر رکھی کرسی پر بیٹھنے ہی لگی تھی کہ رُخ کی آواز پر ٹھہر گئ۔

" زرتاج۔۔یہ میری جگہ ہے۔۔پلیز آپ ذرا دوسری کرسی پر بیٹھیں۔۔"

ایک دم ہی کچن میں آکورڈ سی خاموشی پھیل گئ تھی۔جس سے لالہ رُخ کو تو خیر سے کوئ فرق نہیں پڑا تھا۔کبھی کبھی ارسل حیران ہوتا تھا کہ وہ اعصابی طور پر کس قدر مضبوط اور مستحکم تھی۔ کوئ اسے گڑبڑا نہیں سکتا تھا۔اور وہ یہ بات بخوبی جانتی تھی۔

دوسری جانب زرتاج کا چہرہ لمحوں ہی میں سرخ ہوا تھا۔لیکن پھر بمشکل لبوں پر مسکراہٹ سجائے وہ برابر رکھی کرسی پر جا بیٹھی۔ارسل نے ماحول کو ہلکا پھلکا کرنے کے لیۓ زرتاج کو مسکرا کر کھانے کی پیشکش کی تھی۔

"نہیں ارسل آپ کھائیں۔میں تو ابھی کھا کر فارغ ہوئ ہوں۔۔"

مسکرا کر ہلکی سی آواز میں کہتی وہ لالہ رُخ کو اس سے زہر جیسی لگی تھی۔وہ اس کے عین سامنے بیٹھی تھی۔ٹھنڈی آنکھوں سے اسے دیکھتی ہوئ۔

"بس ویسے ہی آپ سے ملنا تھا تو یہاں آگئ۔اور لالہ رُخ۔۔کیسی چل رہی ہے آپکی ازدواجی زندگی۔۔؟ ارسل کے ساتھ تو بہت خوش ہونگی آپ۔ظاہر سی بات ہے اب اتنے دھیمے مزاج کے اچھے سے انسان کے ساتھ تو ہر لڑکی چل جاتی ہے۔۔!!"

وہ محظوظ سی بولی تو ارسل سے نوالہ نگلنا مشکل ہوا۔یہ کس کو چھیڑ دیا تھا اس نے!

"بالکل۔۔ارسل کا مزاج بہت اچھا ہے۔ہر لڑکی چل سکتی ہے ان کے ساتھ۔بس وہ نہیں چل سکتیں جو دوسروں کے شوہر حضرات پر ڈورے ڈالتی ہوں۔"

اور بے اختیار ہی ارسل کے گلے میں پھندا لگ گیا تھا۔لیکن وہاں اسکی پرواہ کسی کو بھی نہیں تھی۔اسکا جواب سن کر زرتاج لمحے بھر کو ہنسی تھی۔

"آپکو تو برا ہی لگ گیا۔میں تو ویسے ہی ایک بات کہہ رہی تھی۔"

ابھی اس نے منہ کھولا ہی تھا کہ اس لڑکی کی طبیعت درست کردیتی، لیکن اسی وقت ارسل درمیان میں بول پڑا۔

"ایسی بات نہیں ہے زرتاج۔لالہ رُخ کا مزاج بھی بہت اچھا ہے۔انکی شادی اگر کسی سے بھی ہوتی تو وہ خوش رہتا۔کسی کے کردار پر ایسے بات نہیں کرتے۔ہم انسان ہیں۔ہم میں خامیاں نہیں ہونگی تو ہم انسان نہیں کہلائیں گے۔اسی لیۓ میں امید کرتا ہوں کہ اگلی دفعہ آپ کوئ بھی ایسی بات نہیں کرینگی جو لالہ رُخ کو یا پھر مجھے ناگوار گزرے۔"

اس نے کہا اور آہستہ سے کرسی گھسیٹتا اٹھ کھڑا ہوا۔رُخ بالکل چپ ہوئ دروازے کو دیکھے گئ کہ جس سے گزر کر وہ ابھی ابھی گیا تھا۔اسکی ایک وضاحت نے رُخ کو زمین سے اٹھا کر آسمان پر بٹھا دیا تھا۔ہاں۔۔اسے اب سمجھ آرہا تھا۔۔کہ اسکے پیچھے اتنی لڑکیاں کیوں پاگل تھیں۔۔اسے سمجھ آرہا تھا کہ وہ سب کے دل کو اپنی ان نرم باتوں سے کیسے نرم کردیا کرتا تھا۔رُخ نے ہمیشہ سوچا

تھا کہ اگر بات نہیں بن رہی تو مار پیٹ کر یا پھر چیخ چلا کر بات منوانی ہے۔۔لیکن ارسل ایسا نہیں تھا۔وہ نرمی سے بات کر کے بھی بہت مسائل حل کرنا جانتا تھا۔اسی لیے تو شاید وہ ارسل تھا۔اس سے بالکل الگ۔۔اس سے بالکل مختلف۔۔یوں۔۔گویا عکس ہو۔۔لیکن ایک جانب سے الٹا۔۔

*

مہمان رخصت ہوچلے تو وہ رمشہ کے ساتھ مل کر کچن سمیٹتی رہی۔ارسل کی اس ایک بات کے بعد وہ بالکل خاموش ہوکر رہ گئ تھی۔اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ صبح والے واقعے کا غصہ وہ اس پر اب کیسے نکالے گی۔فارغ ہونے کے بعد وہ کمرے کی جانب چلی آئ۔ارسل آرام دہ سے سرمئ کرتا شلوار میں ملبوس راکنگ چیئر پر جھول رہا تھا۔اسے اندر آتا دیکھ کر لمحے بھر کو رک سا گیا۔اس نے ارسل کی جانب دیکھے بغیر بالکنی کا دروازہ کھولا اور پھر فضا میں موجود واضح خنکی کے باوجود بھی وہ بالکنی کے ساتھ لگی کرسی پر آ بیٹھی تھی۔

سیاہ بالوں کو اس نے ایک جانب کندھے پر ڈالا اور پھر آرام دہ سی کرسی پر پیچھے ہو کر بیٹھی۔پیر سامنے پھیلا لیئے۔سیاہ نگاہیں اٹھا کر آسمان کو دیکھا۔افق پر ابھرے بہت سے تارے اس سمے موتیوں کی مانند جگمگا رہے تھے۔ایک سرسراتا ہوا جھونکا اسے چھو کر گزرا تو وہ ایک پل کو ٹھٹھر سی گئ۔ابھی وہ دونوں ہاتھ باندھتی سکڑ سمٹ کر بیٹھ ہی رہی تھی کہ ارسل کو اپنے برابر کھڑا دیکھ کر چونکی۔

وہ شال اسکی جانب بڑھائے کھڑا تھا۔اس کے ابرو بے اختیار ہی تن گ۔ئے تھے۔پھر غصہ سا چہرہ سامنے پھیر لیا۔اس کی انہی اچھائیوں کی وجہ سے آج وہ اتنا ہرٹ ہوئی تھی۔

ارسل نے سمجھتے ہوئے شال سامنے چھوٹے سے ٹیبل پر ڈالی اور پھر اسکے ساتھ ہی رکھی کرسی پر خاموشی سے بیٹھ گیا۔

"ارسل پلیز ابھی مجھ۔۔"

"کھانا کھایا آپ نے۔۔؟"

اس نے نرمی سے اسکی بات کاٹ کر پوچھا تو وہ لب بھینچ کر رہ گئی۔خنک سی ہوا میں ارسل کے بال ماتھے پر اڑ کر گر رہے تھے۔سرخ کانوں والا میمنہ بہت نرمی سے جھانسی کی رانی کو دیکھ رہا تھا۔اور جانتے ہیں کیا۔۔جھانسی کی رانی ان نگاہوں سے پگھلنے لگی تھی۔

"کھا چکی ہوں میں۔۔"

اسکے جواب پر وہ سر ہلاتا سیدھا ہو بیٹھا۔چند پل کے لیۓ دونوں کے درمیان مبہم سی خاموشی پھیل گئی تھی۔رُخ غصہ تھی اور ارسل اداس۔۔

"جو کچھ آج ہوا۔۔ان سب کے لیۓ میں معذرت خواہ ہوں۔۔"

کچھ دیر بعد بہت ہلکے سے بولا تھا وہ۔اس نے ایک جھٹکے سے چہرہ اسکی جانب پھیرا تھا۔پھر دانت پیسے۔

"یہ سب جو کچھ ہورہا ہے ناں ارسل۔یہ سب آپکی وجہ سے ہورہا ہے۔"

اسکے تڑاخ سے کہنے پر ارسل نے لمحے بھر کو حیرت سے آنکھیں پھیلائی تھیں۔

"اب میں نے کیا کیا ہے یار۔۔؟"

"کیا کیا ہے آپ نے۔۔!کیا ضرورت ہے اتنا اچھا بننے کی؟ کیا ضرورت ہے یہ بھوری سی معصوم آنکھوں سے دیکھنے کی۔۔؟ کیا ضرورت ہے اتنا دھیما رہنے کی۔؟کیا ضرورت ہے گھبرا کر پیچھے ہٹنے کی۔۔؟ ان سب باتوں نے دماغ خراب کیا ہے لڑکیوں کا۔۔ان سب باتوں کی وجہ سے اب میں تکلیف میں ہوں۔اور یہ سب آپ نے کیا ہے۔آپکی وجہ سے ہرٹ ہوئ ہوں میں۔"

اور وہ حیرت سے منہ کھولے اسکی تیزی سے چلتی زبان سن رہا تھا۔پھر ہنس دیا۔رخ نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔

"ہنس کیوں رہے ہیں اب آپ۔۔؟"

"مجھے کبھی کسی نے نہیں بتایا کہ میں اتنا اچھا ہوں۔۔"

اس نے ہنسی دبا کر رُخ کی تپتی آنکھیں دیکھی تھیں۔

"یہ میں نے آپکی خامیاں بیان کی ہیں۔ کبھی کسی لڑکے کو ایسا نہیں ہونا چاہیۓ۔اتنا ڈرپوک اور بزدل۔لڑکوں کو تو بہت رعب دار اور دبنگ ہونا چاہیۓ۔اتنا اکھڑ ہونا چاہیۓ کہ کوئ لڑکی انکی اجازت کے بغیر ان سے بات تک نہ کرپاۓ لیکن آپ ارسل۔۔ آپ نے تو ہر ایک کو کھلی چھٹی

دے رکھی ہے۔ہر کسی کو خود تک آنے کی اجازت دے رکھی ہے آپ نے۔مجھے بتائیں پھر مجھے غصہ نہیں آئے گا۔۔آپ میرے ہیں اب سے۔۔ سمجھے آپ۔۔"

اسکا انداز آخر میں وارننگ لیۓ ہوئے تھا۔ارسل کی آنکھیں لمحے بھر کو خوفزدہ ہوئی تھیں۔پھر وہ بے ساختہ ہی پیچھے ہوا۔

"اگر مجھے ڈر لگتا ہے یا پھر مجھے اکھڑ ہونا نہیں آتا تو اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے لالہ رُخ۔ کوئی میری وجہ سے تکلیف میں ہوگا تو میں یہ کیسے برداشت کرسکتا ہوں۔"

اور اب رُخ کو اسکی باتوں پر بہت غصہ آرہا تھا۔

"اف ہے ارسل اف۔۔مجھے زہر لگتے ہیں آپ۔۔"

اس نے چڑ کر کہا تو اس نے ناگواری سے اسے دیکھا۔

"تو آپ مجھے کونسا اتنی اچھی لگتی ہیں۔۔؟"

اسکی بات پر لالہ رُخ کا منہ کھل گیا تھا۔پھر اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا۔

"آپ بھی مجھے کوئی "حور پرا" نہیں لگتے ہیں۔مجھے ایسے کسی لڑکے میں دلچسپی نہیں جو ایک کاکروچ سے ڈر جاتا ہو۔۔"

اسکی بات پر ارسل اٹھ کھڑا ہوا تھا۔"حور پرا" خدایا۔۔"حور پرا۔۔!"

"تو۔۔تو کیا ہوا اگر۔۔اگر میں کاکروچ سے ڈرتا ہوں تو۔ ڈر تو کسی کو بھی لگ سکتا ہے۔۔لیکن ایسے میں آپ خود کو مت بھولیں۔آپ نے جو آتے ہی کسی قبضہ مافیہ کی طرح میرے بستر پر

قبضہ کیا ہے۔اسکا کیا۔۔؟ جانتی بھی ہیں ، اس صوفے پر سوتے ہوئے میری کمر میں کتنا درد ہوتا ہے۔ صبح اٹھتا ہوں تو لگتا ہے گویا میں ستر سال کا بوڑھا ہوگیا ہوں۔۔اور۔۔اور یہ سب آپکی وجہ سے ہوا ہے۔"

اچھا جی۔۔اب کہ رُخ بھی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔پھر اسے دیکھا۔

"میری وجہ سے ہوا ہے۔اور جو رات بھر میں آپکے خرّاٹوں کی وجہ سے سو نہیں پاتی۔۔اسکا حساب کون دے گا۔۔چپڑ گنجو۔۔!"

اب کہ ارسل کا منہ پورا کھل گیا تھا۔بھوری آنکھیں حیرت سے پھیل کر باہر آنے کو تھیں۔

"کوئی اپنے شوہر کو چپڑ گنجو کہتا ہے لالہ رُخ۔۔"

بہت بے یقینی سے یہی نکلا تھا اس کے منہ سے۔اسے تو اب اپنے شوہر ہونے پر شک سا ہونے لگا تھا۔وہ تو یہ معاملہ ٹھنڈا کرنے آیا تھا لیکن رُخ کو ہمیشہ لڑنے کی پڑی رہتی تھی۔ٹھیک ہے۔۔ایسا تھا تو پھر ایسے ہی سہی۔۔

"بالکل ٹھیک کہا ہے میں نے جو بھی کہا ہے۔وہ شکر کہ ان سب لڑکیوں کی جان بچ گئی آپ جیسے بزدل انسان سے۔مجھے دیکھیں۔۔میں کیا خواب دیکھتی تھی کہ شوہر کی آغوش میں اس دنیا کی ساری نفرتیں بھلا دنگی مگر شوہر۔۔!"

وہ جو ڈرامائی انداز میں پچھلی صدی کی ہیروئین بنی اپنے دل پر ہاتھ رکھ رہی تھی کہ یکدم آخر میں اس پر دھاڑی۔

"شوہر جی تو ایسے مل گئے ہیں کہ جنہیں خود کسی آغوش کی ضرورت ہے۔۔!"

وہ اس پر "دھاڑ" کر اندر کمرے کی جانب بڑھی اور پھر ابھی ارسل کچھ منہ کھولے کہنے ہی لگا تھا کہ ایک کشن اڑتا ہوا آکر اس کے منہ پر لگا۔وہ بھی جلدی سے جھکا اور کشن اٹھا کر لالہ رُخ کی پشت پر نشانہ لگایا۔وہ بے یقینی سے اسکی جانب مڑی تھی۔

"آپ نے مجھے کشن مارا۔۔!"

"آپ نے پہلے شروع کیا تھا۔۔"

لیکن اب وہ جھک کر کشن اٹھا چکی تھی اور جواباً ارسل نے بھی صوفے سے ایک کشن اچک لیا تھا۔پھر تو کمرے میں وہ طوفان اٹھا کہ الامان۔وہ دونوں ایک دوسرے کو کشن مار رہے تھے، کھینچا تانی میں کشن کا استر پھٹا تو روئی کے بہت سے گالے اڑ کر کمرے کی فضا میں بکھرنے لگے۔یوں لگتا تھا گویا آسمان سے سفید برف گر رہی ہو۔ارسل کا سرمئی کرتا نرم سی روئی سے ڈھک چکا تھا اور لالہ رُخ کے کھلے سیاہ بالوں میں بھی بہت سے روئی کے گالے اٹکے ہوئے تھے۔لیکن وہاں پرواہ کسے تھی۔وہ اب بیڈ پر چڑھی ارسل کے سر پر تکیہ مار رہی تھی اور ہمارا "چپڑ گنجو" اپنے سر پر تکیہ رکھے خود کا بچاؤ کر رہا تھا۔

"بہت مار لگنی چاہیئے آپکی۔۔"

وہ ساتھ ساتھ کہتی جارہی تھی۔

"چھوڑیں۔۔چھوڑیں مجھے۔۔جنگلی۔۔جنگلی ہیں آپ۔۔"

وہ اب اس کے ہاتھ سے تکیہ لے کر اسے مارتا کہہ رہا تھا۔اگلے ہی پل دروازہ بجنے کی آواز آئی تو وہ دونوں ساکت ہوگ ئے۔لیکن پھر اس سے ہی اگلے پل بہت بھیانک آواز کے ساتھ دروازہ کھلتا چلا گیا۔شیر افگن چند لمحے تو فضا میں اڑتے روئی کے گالوں کے باعث دوسری جانب دیکھ ہی نہیں پائے تھے۔لیکن پھر جیسے ہی کمرے کا منظر ان پر واضح ہوا، وہ حق دق۔۔لق و دق صحرا میں بھٹک سے گ ئے۔ارسل کے ہاتھ میں تکیہ تھا۔۔وہ اسے اپنے سر کے اوپر اٹھائے رُخ کو مارنے ہی والا تھا۔۔اور رُخ کی ناک میں روئی کا ایک گالہ اٹکا ہوا تھا۔۔ساتھ بالوں پر بھی بہت سی سفیدی واضح تھی۔۔

اگلے ہی لمحے شیر افگن نے دروازہ دوبارہ بند کردیا تھا۔کچھ لمحے سب کچھ ساکت رہا اور پھر یکدم دم ہی وہ دونوں ایک دوسرے کی جانب دیکھ کر ہنس پڑے۔شیر افگن کان کی لوؤں کو چھوتے زینے اتر رہے تھے۔ان کا چہرہ سرخ ہونے کے بجائے۔۔نیلا ہورہا تھا۔۔شاید ہرا۔۔یا شاید پیلا۔۔

وہ اب ہنستے ہوئے ایک ساتھ ہی بیڈ کے ساتھ ٹیک لگاتے بیٹھ گ ئے تھے۔ارسل نے دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپایا ہوا تھا اور رُخ نے ہنستے ہوئے، آگے بڑھ کر روئی کا گالہ اٹھایا۔۔پھر اسے

ارسل کے بالوں پر کسی کلپ کی طرح سجا کر لگانے لگی۔وہ اب گردن پیچھے پھینکتا ہنستا جارہا تھا۔ اسے یاد نہیں کہ وہ اس طرح آخری دفعہ کب ہنسا تھا۔

"پاگل ہیں آپ قسم سے۔۔"

اس نے رُخ کی جانب چہرہ پھیر کر کہا تھا۔پھر اسکی ناک میں اٹکی روئی کو دیکھ کر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"اس پاگل دنیا میں۔۔ تھوڑا سا پاگل ہونا پڑتا ہے۔۔"

نیچے شیر افگن جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئے تو سمیرا حیرت سے ان کی جانب پلٹی۔

" کیا ہوا۔۔؟ ارسل تو اوپر ہی تھا۔۔"

"سمیرا مجھے لگتا ہے کہ ان دونوں کی ذہنی حالت ٹھیک نہیں۔۔"

وہ منہ ہی منہ میں چند لفظ بدبدائے تو سمیرا پاس چلی آئیں۔۔

"کیا کہہ رہے ہیں۔۔؟ ارسل سو گیا کیا۔۔؟"

انکے پوچھنے پر شیر نے ایک بار پھر سر جھٹکا تھا۔پھر نفی میں سر ہلاتے بستر تک چلے آئے۔

"میرا خیال ہے ابھی سوجاتے ہیں۔میں کل بات کرلونگا اس سے۔۔"

اوپر کمرے میں وہ دونوں اب تک گردن پیچھے پھینکے ہنستے جارہے تھے۔زلزلے کے بعد کا منظر پیش کرتا کمرہ ان دونوں کو پاگلوں کی طرح ہنستا ہوا دیکھ رہا تھا۔

کچھ کردار ہوتے ہیں۔۔کہ جن کا ساتھ آپکو ہلکا پھلکا کردیتا ہے۔وہ معاملات کو اچھے سے سلجھانا نہیں جانتے۔۔ان میں صبر کی بھی بہت کمی ہوتی ہے۔۔لیکن وہ پھر بھی آپ کو اچھے لگنے لگتے ہیں۔۔رُخ۔۔ارسل کے لیئے ایک ایسا ہی کردار تھی۔۔

اور کچھ کردار ارسل جیسے بھی ہوتے ہیں۔۔سہم جانے والے، معصوم لیکن باشعور۔۔صبر و تحمل کے ساتھ معاملات کو لے کر چلنے والے۔۔

وہ دونوں ایک دوسرے سے بہت مختلف تھے۔۔لیکن پھر بھی وہ دونوں ایک دوسرے کو ڈھانپنے لگے تھے کہ وہ۔۔لباس تھے۔۔ایک دوسرے کا۔۔!

****

کمرے میں اب تک روئی کے گالے پھیلے ہوئے تھے۔یوں لگتا تھا گویا ساری فضا میں سفیدی گھل گئ ہو۔بالکنی کے دروازے سے خنک ہوا بھی اندر کی جانب گرتی، انکے پیروں کو جما رہی تھی۔وہ دونوں اب اکڑوں بیٹھے، بالکنی کے دروازے سے جھانکتے چاند کی چاندنی کو محو ہو کر دیکھ رہے تھے۔افق پر ٹانکے گۓ چند ستاروں میں سے کسی ایک نے ہوا کے دوش پر لہراتے بادلوں سے سرگوشی کی تھی۔یکدم ہی اس سرگوشی کے نتیجے میں بالکنی کی فضا تھرتھرائ۔شاید ہوا، اس ایک شریر تارے کی شوخ سرگوشی پر کھکھلائ تھی۔

وہ دونوں اب ہنس نہیں رہے تھے۔وہ اب خاموشی سے اس پگھلتی چاندنی میں اپنا عکس دیکھ رہے تھے۔

"میں اس لڑکی کو پسند کرتا ہوں۔۔"

چند پل بعد ارسل نے بہت مدھم سا کہا تھا۔اسے لگا وہ رُخ کو یہ بتا سکتا ہے۔لالہ رُخ کو اسکے انکشاف نے ذرا بھی حیران نہیں کیا تھا۔

"میں اسے بہت پسند کرتا ہوں۔میں نے اس سے بہت سے وعدے کیۓ تھے۔لیکن پھر میں نے اس سے کیا ہر وعدہ توڑ دیا۔میرے بابا نے زبردستی میری شادی آپ سے کردی اور آمنہ کو میں نے بیچ منجدھار ہی میں چھوڑ دیا۔"

ارسل کی آنکھ میں کچھ چمکا تھا۔شاید وہ کسی یاد کا گلابی سا عکس تھا جو اسکے نورانی پردے پر لمحے بھر کو جگمگایا تھا۔رُخ نے اپنے گھٹنے پر رخسار رکھا اور پھر اسے مدھم سرگوشی میں بولتا دیکھنے لگی۔

"مجھے پتہ ہے دونوں جانب میرا ہی قصور نکلتا ہے، اسی لیۓ شاید میں آپ کو بھی اس شادی کے لیۓ قصور وار نہیں ٹھہراتا۔یہ سب میری بزدلی اور نتائج سے گھبرا کر پیچھے ہٹنے کے باعث ہوا ہے۔اگر میں اس وقت للکار کر اپنے فیصلے پر ڈٹ جاتا تو شاید مجھے آج، اس سب کا سامنہ نہیں کرنا پڑتا۔"

اس نے کہہ کر آزردگی سے مسکراتے ہوئے رُخ کی جانب دیکھا تھا۔وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

آپکو، اپنی پسند کے لیۓ اسٹینڈ لینا چاہیۓ تھا ارسل۔آپکو آمنہ کے لیۓ ڈٹ جانا چاہیۓ تھا۔"
"

اس نے اسے بہت نرمی سے کہتے سنا تھا۔حق بات پر لالہ رُخ کبھی سخت ہو ہی نہیں سکتی تھی۔غلط کو غلط اور درست کو درست کہنے کی جرأت تو کوئی اس لڑکی سے سیکھتا۔ارسل اس سے رات کے اس گھلتے لمحے میں متاثر ہوا تھا۔

"میری غلطی ہے۔میری بزدلی نے تین زندگیاں بے ہنگم کردیں۔"

"!زندگیاں بے ہنگم نہیں ہونگی تو بھلا وہ زندگیاں کیسے کہلائیں گی۔۔"

اسکے برجستہ سے جواب پر اس نے چونکتے ہوئے اسکی جانب دیکھا تھا۔وہ جتنی لاپرواہ لگتی تھی، اتنی تھی نہیں۔۔

آپ بہت مضبوط ہیں لالہ رُخ۔۔آپ کے فرقان لالہ اور اسفند لالہ نے بہت اچھی تربیت کی "
ہے آپکی۔۔"

اچانک سے فرقان اور اسفند کے ذکر پر وہ ذرا حیران ہوئی تھی۔پھر اگلے ہی پل مسکرادی۔اسے لمحے کے ہزارویں حصے میں وہ دونوں شدت سے یاد آئے تھے۔

"وہ دونوں تو لیجینڈز ہیں۔۔"

اس نے کچھ یاد آجانے پر مسکرا کر سر جھٹکا تھا۔

"کیا وہ بھی تمہارے جیسے ہیں۔۔؟ مطلب کیا وہ بھی بات بات پر محاذ کھڑا کر لیتے ہیں۔۔؟"

اسکے سوال پر لالہ رُخ نے ہنستے ہوئے نفی میں سر ہلایا تھا۔پھر ٹھوڑی تلے ہتھیلی جما کر پیروں کو چھوتی چاندنی کو دیکھنے لگی۔

" وہ دونوں بہت سمجھدار اور دھیمے مزاج کے بندے ہیں۔لیکن صرف تب تک، جب تک کوئی ان کا کھینچا گیا سرخ دائرہ نہ پار کرے۔جیسے ہی آپ اس ایک لکیر کو پاٹ کر ان تک پہنچیں گے، مجھے یقین ہے کہ پھر وہ آگے والے کی چمڑی ادھیڑنے میں ذرا وقت نہیں لیں گے۔۔"

اسکے کہنے پر ارسل نے سمجھ کر سر ہلایا تھا۔پھر چہرہ پھیر کر اسے دیکھا۔

"جبھی میں کہوں کہ مجھے ہمیشہ بذدلی کا طعنہ کیوں ملتا ہے آپکی جانب سے۔آپ ہمیشہ مجھے ان دونوں سے موازنے کے ترازو میں تولتی رہتی ہیں۔۔"

"شاید یہ بات کسی حد تک ٹھیک بھی ہے لیکن یہ بات پوری طرح سے ٹھیک نہیں بھی ہے۔۔"

اس کے جواب پر وہ اب کہ سوالیہ سی بھوری آنکھوں سے اسے تک رہا تھا۔

"میں کبھی کسی انسان کو دوسرے انسان کے "فریم آف ریفرنس" میں نہیں دیکھتی ارسل۔یہ انسان کی بے حرمتی کرنے کے مترادف ہے۔آپکی تخلیق مختلف ہے۔ہم سب ہی ایک دوسرے سے الگ پیدا کیۓ گئے ہیں۔میں بس ان بنیادی باتوں کو آپ میں نہ دیکھ کر حیران ہوئ تھی ۔"

"!جو ہر لڑکے میں موجود ہوتی ہیں۔۔"

ارسل کے جملہ اچکنے پر اس نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔پھر وہ گہرا سانس لے کر گویا ہوئ۔

"آپ بہت نازک ہیں ارسل، چھوٹی چھوٹی باتوں پر سہم جاتے ہیں، ڈر جاتے ہیں، پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔آپ کو باآسانی ڈرایا جاسکتا ہے۔آپکو رُلایا جاسکتا ہے۔آپکو تکلیف دی جاسکتی ہے۔آپکی تخلیق ہی ایسی تھی اور آپکو اس پر شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں۔میں شاید آپکو یہی سکھانے آئ ہوں کہ آپ نے اپنے اصل پر کبھی شرمندہ نہیں ہونا۔"

اسکی باتیں سن کر وہ نچلا لب دانتوں تلے دباۓ سامنے گرتی چاندنی کو تک رہا تھا۔کسی لڑکی اور خاص کر اپنی بیوی سے اپنے بزدل ہونے کا انکشاف سن کر اسے کچھ خاص خوشی نہیں ہوئ تھی۔ بلکہ اسے شاید شرمندگی ہوئ تھی۔اسی شرمندگی کے باعث اسکے کان اب کہ ہولے سے سرخی مائل دکھ رہے تھے۔

"ایک پٹھان گھرانے میں میرے جیسے "میمنے" کی گنجائش کہاں۔۔"

اسکے سنجیدگی سے کہنے پر وہ بے اختیار ہنس دی تھی۔پھر اسکی جانب دیکھا۔

"میمنہ خوبصورتی کی علامت ہوتا ہے ارسل۔۔"

اب کہ اسکی چوٹ پر وہ ہنسا تھا۔

"اور کسی کو نارنگی کہنا کس چیز کی علامت ہوتا ہے۔۔؟"

"مٹھاس کی۔۔"

بہت تیزی کے ساتھ لالہ رُخ کی زبان سے پھسلا تھا۔اسے یاد آیا کہ اس نے پرسوں ارسل کو نارنگی کہا تھا۔

"اور چڑیا۔۔؟"

"بہار کی۔۔"

"حور را۔۔"

"روشنی کی۔۔

"چیڑ گنجو۔۔؟"

اور لالہ رُخ گردن پیچھے پھینک کر ہنس دی تھی۔ارسل محظوط ہوا اسے ہنستا دیکھ رہا تھا۔تارے کی شوخ سی سرگوشی نے جیسے اسے اندر تک گدگدایا تھا۔

"چیڑ گنجو آپکی ہنسی لوٹانے کا ذریعہ ہوا کرتا ہے۔"

"مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ آپ نے مجھے آخر کیا سوچ کر چڑ گنجو کہا تھا۔۔؟ کیا میں کہیں سے چڑیا، نارنگی، حور پرا یا پھر میمنے جیسا لگتا ہوں۔۔؟"

"آپ لگتے ہیں۔۔"

اس نے بمشکل ہنسی روک کر کہا تھا۔اسکی بات پر ارسل نے بہت کچھ سمجھتے ہوئے سر ہلایا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ مجھے یونیورسٹی کی ہر اس لڑکی کو ٹیلی فون کر کے پوچھنا پڑے گا، جس نے کبھی مجھے ہینڈسم ہونے کا خطاب دیا تھا۔۔"

اگلے ہی پل اسکی جانب رُخ کی گردن تیزی سے گھومی تھی۔پھر وہ اسے انگشتِ شہادت اٹھاتی خبردار کرنے لگی۔

"اگر کسی لڑکی سے رابطہ کرنے کی کوشش کی تو چھوڑونگی نہیں آپکو۔۔"

ارسل نے اچانک ہی اسکی انگشتِ شہادت اپنی ہتھیلی میں قید کرکے اسے خود سے قریب کیا تھا۔ اسکی آنکھیں لمحے بھر کو حیران ہو کر پھیلی تھیں۔بھورے ارتکاز کی معصوم سی شرارت نے پہلی بار اسے سُرخ کیا تھا۔بمشکل پلکیں جھپکا کر وہ پیچھے ہونے لگی تھی کہ ارسل نے اسے ہلکے سے جھٹکے سے روک دیا۔وہ سانس روکے دیکھنے لگی تھی اسے۔میمنہ قریب سے اور بھی خوبصورت لگتا تھا۔

"ہوسکتا ہے کہ میں اتنا بھی معصوم نہ ہوں، جتنا آپ مجھے سمجھتی ہیں مس لالہ رُخ۔"

اتنا کہا اور پھر مسکراہٹ دباتا پیچھے ہٹ گیا۔اسے رُخ کے گلابی چہرے نے بہت مزہ دیا تھا۔چند پل تو وہ ساکت رہی اور پھر اس نے ساتھ رکھا کشن اسکے سر پر دے مارا۔

"میمنہ کتنا معصوم ہے اور کتنا نہیں۔سب معلوم ہے مجھے۔۔"

"آپ لڑائی پھر سے شروع کررہی ہیں۔۔!"

اس نے کہا۔۔لیکن اب لبوں پر مچلتی مسکراہٹ وہ چھپا نہیں پارہا تھا اور رُخ کو اسکی یہی بات تپا رہی تھی۔

"کس نے کہا کہ آپ مجھ پر اس طرح حق جما سکتے ہیں۔۔؟"

"پھر کیسے جماؤں۔۔؟"

میمنہ واقعی معصوم نہیں تھا۔اسکے مقابل بیٹھی لڑکی نے دانت پیسے تھے۔

"نیند آرہی ہے مجھے۔ہٹیں میری جگہ سے۔۔"

وہ اپنا گلابی سا چہرہ چھپانے کی خاطر جلدی سے اٹھ کر بستر میں گھسی تو ارسل خود کو قہقہہ لگا کر ہنسنے سے باز نہیں رکھ سکا۔چلو۔۔کوئی خامی اسکے بھی ہاتھ آئی لالہ رُخ کی۔وہ شرماتی نہیں تھی۔عام لڑکیوں کی طرح وہ اپنے شوہرِ نامدار سے ہرگز بھی نہیں جھجھکتی تھی مگر وہ تھی تو ایک لڑکی ہی ناں۔۔اسے بس اسکے لڑکی ہونے کا اندازہ رات کے اس پہر ہوا تھا۔

میں فرقان لالہ اور اسفند لالہ سے ضرور پوچھونگا کہ اس شیرنی کو کس جنگل میں بڑا کیا ہے "

"انہوں نے۔۔؟

اسکی ہانک پر رُرخ کی جانب سے ایک کشن اڑتا ہوا اس تک آیا تھا، جسے اس نے بھرپور طریقے سے گرفت میں لیتے ہوئے سر کے نیچے رکھا اور پھر صوفے پر دراز ہوگیا۔چاندنی اب تک پگھل کر گر رہی تھی۔صوفے پر لیٹتے ہی اسکی مسکراہٹ آہستگی سے مفقود ہوئی تھی۔پھر آنکھیں بے ساختہ ہی نمی سے چمکیں۔اسکے اندر ابھرتا گلٹ اب بہت تیزی سے اسکا دل اپنی گرفت میں لیے بھینچ رہا تھا۔آمنہ۔۔اسے اندازہ نہیں تھا کہ وہ اسکے آنسوؤں سے اس قدر تکلیف میں آجائے گا۔وہ اسکی وجہ سے اذیت میں تھی۔۔وہ اسکی وجہ سے بہت کچھ برداشت کررہی تھی۔۔وہ اسکی وجہ سے اس سب سے گزر رہی تھی۔زندگی میں کبھی کسی کو تکلیف نہ دینے والا ارسل اس بات سے بے چین ہوگیا تھا۔

اس ایک خیال نے جیسے اسکا سانس لمحے بھر کو گھونٹ دیا تھا۔پھر وہ اگلے ہی پل اٹھ بیٹھا۔نگاہیں بے ساختہ ہی لالہ رُرخ کے بستر کی جانب اٹھیں۔جانے کیسے لیکن ایک اداس سی مسکراہٹ نے اسکے لبوں کو چھو لیا تھا۔چاندنی اب تک اپنی تمام تر خوبصورتی کے ساتھ جگمگا رہی تھی۔اسے ماننا ہی پڑا کہ جو آسمانوں پر طے کردیا جائے، زمین والے اسے نہیں بدل سکتے۔۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔

"اَلسَلامُ عَلَیکُم احباب۔۔۔۔

"ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید۔۔۔۔

ناولز کی دنیا" ویب سائیٹ / گروپ / پیج دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کرسکتے ہیں --- اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں --- ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے ---

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں -- اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کرکے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہوسکا آپکی تحریر پوسٹ ہوجائے گی ---

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیئے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں--

Email address :- Novelskiduniya77@gmail.com

Facebook page :- Novels ki duniya

(user name @zoyatalib77)

Facebook group :- Novels ki duniya

Instagram Page:- Zoya Talib (UserName: Novelskiduniya77)

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو)

اور باقی کے رابطے کے لیئے ہر پیج کے نیچے

"novels ki duniya "

اور

"website"

لکھا ہے ان دونوں کو وزٹ کرنے کے لیئے لکھے ہوئے پر ہی کلک کریں اور اوپن کرلیں ---

شکریہ-----

*

اگلی دوپہر لالہ رُخ لاؤنج میں نک سک سے تیار ہو کر بیٹھی ہوئی تھی۔ابھی کچھ ہی دیر میں وہ اپنی امی کی طرف جانے والی تھی۔ساتھ ساتھ وہ دادی اور سمیرا کو اپنے بچپن کا کوئی مار دھاڑ والا واقعہ بھی زور و شور سے سنا رہی تھی۔دادی نے تو بارہا کانوں کو چھوا تھا جبکہ سمیرا نے بمشکل اپنی ہنسی ضبط کی ہوئی تھی۔یہ لڑکی۔۔توبہ تھی اس سے!

پھر اس لڑکے کا کیا ہوا جسے تم نے مارا تھا؟ کیا اس کے والدین نے آکر ہنگامہ کھڑا نہیں "

"کیا۔۔؟

دادی نے بہت دلچسپی سے بوڑھے چہرے پر اک ہاتھ رکھ کر استفسار داغا تھا۔سمیرا ساتھ بیٹھیں سبزیاں کاٹ رہی تھیں، مسکراہٹ دبا کر رُخ کے بدلتے تاثرات کو دیکھنے لگیں۔

"ایسا ویسا۔۔"

اس نے دادی کی جانب دیکھ کر یوں کہا کہ بھلا یہ بھی کوئی بات ہوئی پوچھنے کی۔

"انکی ماں صاحبہ آئی تھیں۔وہ ہنگامہ کھڑا کیا کہ الامان! سب ڈر گ ۓ۔۔سب پیچھے ہٹ گ ۓ۔۔فرقان لالہ میرے ساتھ ڈٹ کر کھڑے رہے۔۔وہ مجھ سے بڑے تھے۔۔انکا انداز یوں ہوگیا۔۔گویا میری بہن کو کچھ کہو تو میں تمہیں دن کی واضح روشنی میں، رات کی سیاہی کے تارے

دکھاسکوں۔۔پھر کیا تھا دادو جان۔۔آپکی بہو رانی نے اس لڑکے کی وہ وہ پولیں کھولیں۔کہ مجھے یقین ہے۔۔گھر جا کر اسکے ابا کا ہاتھ کئ ہفتوں تک اسے اپنے رخسار پر محسوس ہوا ہو گا۔"

دادی اسکے سیاق و سباق کے ساتھ کہانی گوش گزار کرنے پر آخر میں فخر سے پیچھے ہو کر بیٹھی تھیں۔رہی تو وہ بھی پٹھان تھیں۔۔اور پٹھان خواتین کا بتادوں میں آپ سب کو۔۔ڈرتی وہ کسی کے چاچے سے بھی نہیں ہے۔۔سمیرا نے البتہ ہنس کر تازہ کٹی سبزیاں ایک جانب رکھی تھیں۔

"تم تو بڑی بہادر ہو لالہ رُخ۔۔مجھے اندازہ نہیں تھا۔۔"

سمیرا کے سراہتے سے تبصرے پر وہ ہلکا سا مسکرائ تھی۔۔لمحوں ہی میں کچھ یاد آگیا تھا اسے۔۔کچھ بہت اداس سا۔۔پھر وہ انکی جانب دیکھ کر کہنے لگی۔

"میں بہادر نہیں تھی آنٹی۔۔لیکن پھر ایک دن میں اپنے گھر اسکول سے روتی ہوئ آئ۔۔مجھے کلاس کی چند لڑکیوں نے مارا تھا۔۔انکی مار نے مجھے توڑ کر رکھ دیا تھا۔۔انکے تبصروں۔۔انکے تکلیف دہ جملوں نے میری شخصیت تہس نہس کردی تھی۔۔مجھے لگا کہ شاید میں دوبارہ کبھی اٹھ نہیں پاؤنگی۔۔"

اب کہ دادی اور سمیرا دونوں نے اسکی جانب چونک کر دیکھا تھا۔وہ پچھلی بچکانہ سی لالہ رُخ سے بہت مختلف لگ رہی تھی۔۔اب کہ اسکے چہرے پر محض سنجیدگی اور متانت قائم تھی۔زینوں سے اترتا ارسل اپنی جگہ ہی ٹھہر گیا تھا۔۔لالہ رُخ۔۔روتی تھی۔۔!کسی نے رُخ کو مارا تھا۔۔!یہ بات اسکے لیۓ بہت حیران کن تھی۔۔کیا اسے کوئ ہاتھ لگا سکتا تھا بھلا۔۔

"لیکن جب میں گھر پہنچی اور اسفند لالہ نے مجھے روتا ہوا دیکھا تو وہ مجھے گھسیٹتے ہوئے دالان میں لے گ ےئے۔۔پھر انہوں نے مجھے تب تک اس دالان میں دوڑایا جب تک میرا سانس نہ اکھڑنے لگ گیا۔۔انہوں نے مجھے کہا کہ اگر میں اپنے ظالم کا منہ توڑ کر نہیں آسکتی تو مجھے اسی دالان میں ہانپتے ہوئے دم دے دینا چاہیئے۔۔انہوں نے کہا کہ اگر میں اپنی ناانصافی کے لیئے روتے ہوئے اوروں کا دروازے کھٹکھٹانا چاہتی ہوں تو بہتر ہے میں اپنی زندگی ختم کرلوں۔۔اگر میں لوگوں کے سامنے اپنی کمزوریوں کا رونا رو کر خود کو ذلیل کرنا چاہتی ہوں تو بہتر ہے کہ میں اپنے حلق پر چھری پھیر کر خود کو ذبح کرلوں۔۔"

وہ لمحے بھر کو رکی تھی۔پھر مسکرائی۔۔اف اس لڑکی کی دو رُخی شخصیت۔۔!پل میں کیا اور پل میں کیا۔۔

"اسفند لالہ کے الفاظ ہمیشہ سے بہت ظالم رہے تھے۔وہ لفظون کے ساتھ بہت سخت تھے۔۔آج بھی ہیں۔۔انکے الفاظ میری سماعت میں کسی پگھلے سیسے کی طرح اترے اور مجھے زندگی بھر کے لیئے کندن کر گ ےئے۔۔پھر مجھے کوئی ہاتھ نہ لگا سکا۔۔جس نے لگایا وہ بچ کر نہ جا سکا۔۔میں نے ہر ظالم کو اٹھا کر پٹخنے کی قسم کھا لی اور دنیا۔۔پھر دنیا امر ہوگئ آنٹی۔۔"

چند لمحات کے لیئے ہر گردش کرتی شے ساکت ہوگئ تھی۔یوں گویا دنیا رک سی گئ ہو۔وہ زینوں کے دہانے پر گویا جم سا گیا تھا۔۔پھر بھوری نگاہیں اٹھا کر اس سنہری سی کندن لڑکی کی پشت دیکھی۔وہ واقعی لالہ رُخ تھی۔۔

اگلے ہی پل دادی آگے بڑھیں اور اسکا سر چوم کر اسے خود سے لگالیا۔آنٹی بھی اب کہ اسے اپنے پاس بلا کر پیار کررہی تھیں اور وہ گلابی رخسار لیئے ہنستی جارہی تھی۔وہ ہنس سکتی تھی۔۔ کیونکہ اس نے اپنے اندر پلتے کمزوری کے خوفناک جن کو مار گرایا تھا۔پھر ان دونوں سے ڈھیر سارا پیار لے کر وہ ارسل کے ساتھ گاڑی میں آ بیٹھی۔وہ خاموشی سے ڈرائیو کررہا تھا۔۔پھر یونہی سرسری سی نگاہ اس پر ڈالی۔

"اسفند لالہ بہت اسپیشل ہیں تمہارے لیئے۔۔"

اسکے کہنے پر وہ چونکی تھی۔۔پھر ہولے سے مسکرادی۔۔یونہی کھڑکی کے باہر دوڑتی سڑک پر نگاہیں جمائے کہنے لگی۔

"بہت زیادہ۔۔"

" ماں بتارہی تھیں کہ وہ پھپھو کے بیٹے ہیں تمہاری۔۔"

"جی۔۔فرقان اور اسفند لالہ بہت چھوٹے تھے جب پھپھو اور پھوپھا کا ایک حادثے میں انتقال ہوگیا۔وہ دونوں ہمارے ساتھ رہ کر ہی بڑے ہوئے ہیں۔زیادہ تر ہمارے ساتھ فرقان لالہ رہے ہیں کیونکہ وہ بڑے تھے۔اپنی پڑھائی مکمل کرچکے تھے لیکن اسفند لالہ باہر پڑھتے تھے۔۔سو یہاں آنا جانا بہت کم ہوگیا تھا ان کا۔۔اب ہمارے ساتھ ہی رہتے ہیں دونوں۔۔"

اسکی بات سن کر اس نے سر ہلایا تھا۔پھر اسکے گھر کے سامنے گاڑی روک کر اسکی جانب دیکھا۔۔

"آپ اندر نہیں آرہے۔۔؟"

"نہیں۔۔مجھے آفس جانا ہے۔۔تم۔۔ خیال رکھنا۔۔"

اسکے ہلکے سے کہنے پر وہ سر ہلا کر ہنستی ہوئی باہر نکلنے ہی لگی تھی کی کسی کے ہاتھ کی نرم گرفت نے اسے روک لیا۔اس نے حیرت سے آنکھیں پھیلا کر پہلے اپنی کلائی دیکھی جو ارسل کی ہتھیلی میں قید تھی، پھر اسکی سیاہ آنکھوں نے اسکی بھوری آنکھوں تک سفر کیا۔

اگر ہم۔۔پرفیکٹ میاں بیوی بن کر۔۔ نہیں رہ سکتے تو۔۔تو ایٹ لیسٹ ہم دوست بن سکتے "

ہیں۔۔"

اس نے اگلے ہی پل اسکی کلائی چھوڑدی تھی۔رُخ نے مسکراہٹ دبائی۔۔پھر شرارت سے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا۔

کیا چل رہا ہے ارسل آپکے دماغ میں۔۔؟ دشمن سے دوستی کرنے کا مطلب جانتے ہیں ناں "

"آپ۔۔؟

وہ اسے باور کروارہی تھی کہ اسکی دوستی آسان نہیں تھی۔۔دوستی تو کیا۔۔اسکی تو دشمنی بھی سہل نہیں تھی۔۔اسکے ساتھ کچھ بھی سہل نہیں تھا بہرحال۔۔

دوسری جانب اس نے اپنے سر کے پیچھے ہاتھ پھیرا تھا۔یونہی گردن میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔ پھر وہ خشک لبوں پر زبان پھیرتا اسکی جانب گھوما۔تھا تو وہ بھی پختون۔۔چمکتی دھوپ کے عکس میں اسکی بھوری آنکھیں گاڑے سے شہد کا سمندر لگ رہی تھیں۔۔لالہ رُخ نے کبھی اتنی خوبصورت آنکھیں نہیں دیکھی تھیں۔۔

"میں آپکو تکلیف نہیں دینا چاہتا۔میں یہ افورڈ نہیں کر سکتا۔"

اس نے واضح الفاظ کا انتخاب کیا تھا۔جیسے کہہ رہا ہو "آئی ایم سوری لیکن میں آپکے ساتھ سخت رویہ نہیں رکھ سکتا کیونکہ مجھے یہ کرنا نہیں آتا۔۔"

ٹھیک ہے۔۔سوچونگی اس بارے میں۔۔جیسے کہ آپ جانتے ہیں کہ میں ہر کسی کو اپنا دوست " نہیں بنالیتی لیکن چلیں۔۔میں اس خیال کو سوچ کا پہلو ضرور بخشونگی۔۔"

اب کہ وہ نکلنے ہی لگی تھی کہ رک گئ۔۔پھر پلٹ کر اسکا چہرہ دیکھا۔۔

"آپکو اندازہ بھی نہیں ہے ارسل کہ آپ اس ظالم دنیا کے لیۓ کس قدر معصوم ہیں۔!"

ہولے سے کہا اور پھر باہر نکل گئ۔وہ چند پل تو جامد بیٹھا رہا پھر سر جھٹک کر گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا۔جب وہ گاڑی بھگالے گیا تو رُخ بھی گھر کے اندر مڑ گئ۔اس ارسل نامی مخلوق کو معلوم ہی نہیں تھا کہ وہ کتنا کیوٹ تھا۔کیوٹ اور بیوقوف۔۔!اب وہ سر جھٹک کر پتھریلی روش عبور کرتی اندر کی جانب قدم رکھ چکی تھی لیکن پھر لاؤنج میں براجمان، سنجیدہ چہروں کے ساتھ گفت و شنید کرتے افراد نے جیسے اسکے ارد گرد خطرے کی سرخ بتی بجائ تھی۔۔

"رامین۔۔!!!"

☆☆☆☆☆

گھر کا ماحول اس قدر سنجیدہ ہورہا تھا کہ کوئ اس سے ٹھیک سے ملا بھی نہیں۔رامین صوفے پر افغان کے ساتھ لگی رورہی تھی اور باقی سب خاموشی سے سر جھکاۓ بیٹھے تھے۔ارمغان تایا، ایک

جانب گردن پوری جھکائے نم رخسار لیئے شکستگی سے براجمان تھے تو دوسری جانب فرقان لالہ بہت سنجیدگی سے اسفندیار کا ابلتا طیش دیکھ رہے تھے۔ایک صوفے پر فاطمہ بیٹھی تھیں اور انکے ساتھ ہی گل بھی اداسی سے کبھی ایک فریق کو تکتی تو کبھی دوسرے کو۔۔

"وہ لوگ کب سے یہ بکواس کررہے ہیں اور آپ لوگ انکی بکواس سن رہے ہیں ماموں۔۔!انکی ہمت کیسے ہوئی اس گھر کی لڑکی کے بارے میں بات کرنے کی۔۔"

وہ پینتیس سالہ بہت مضبوط جسم کا اونچا سا مرد تھا۔سیاہ قمیص شلوار زیب تن کیئے وہ دن کی روشنی میں اپنی تمام تر وجاہت کے ساتھ جگمگارہا تھا۔لالہ رُخ نے کبھی اسفند لالہ جتنا وجیہہ کسی کو بھی نہیں دیکھا تھا۔۔وجیہہ اور دبنگ۔۔!

یقیناً رامین کے گھٹیا سسرالیوں نے پھر سے کوئی بات کردی تھی۔اور چونکہ اس بات کو اسفندیار، فرقان اور ارمغان سے چھپایا گیا تھا تو انکا ایسا ردعمل یقینی تھا۔اب کہ فرقان سیدھے ہو بیٹھے تھے۔

"اسفندیار ہمیں آرام سے بات کرنی ہے۔ہم لڑکی والے ہیں۔ہم منہ توڑ جواب دیں گے تو ہماری بہن بیٹی پر بات آئے گی۔اگر بات کو بات سے سلجھایا جاسکتا ہے تو ایسا ہی کیا جانا عقل مندی ہے۔رہی بات جھگڑے اور رشتہ توڑنے کی۔۔تو ہم جلد بازی میں اپنی بہن کا گھر برباد نہیں کرسکتے۔۔تحمل سے کام لو۔۔عقل سے کام لو۔۔صبر سے کام لو۔۔غصہ کرنے کا وقت نہیں ہے یہ۔۔"

اگر اسفندیار بندوق پر فیصلے کروانا جانتا تھا تو فرقان بھڑکتے جنگی شعلوں کو زبان کی مٹھاس سے گلستان کرنے میں سلطان تصور کیا جاتا تھا۔انکی بات سن کر اسفند کی نگاہ بے ساختہ ہی رامین پر پھسلی تھی۔پھر اسکی کھولتی سرمئ آنکھوں نے فرقان لالہ کا چہرہ تکا۔۔

"بات اب سلجھنے سے نکل چکی ہے لالہ۔۔"

"بات کبھی بھی سلجھائ جاسکتی ہے اسفند۔ہمیں بس کبھی بھی اپنے غصے میں مستغرق ہو کر اندھا نہیں بننا۔۔"

اب کہ فرقان کی آواز ذرا اونچی تھی۔لالہ رُخ سمیت سب کہ سب ہی لمحوں میں سہم سے گ‍ئے تھے۔

"آپ درستگی اور دھیرج کا درس دیتے رہیں لالہ، لیکن پھر تکلیف بھی سب سے زیادہ آپ ہی کو ہوگی۔اور اس وقت یاد رکھیۓ گا۔۔میں کسی کو بھی نہیں چھوڑونگا۔۔"

وہ اگلے ہی پل پلٹا اور لاؤنج سے داخلی دروازہ عبور کرتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔سارے گھر میں موت کا سا سناٹا پھیل گیا تھا۔کوئ بھی کسی سے نگاہ ملانے کے قابل نہیں رہا تھا۔سب اپنی اپنی سوچوں میں گم ایک دوسرے کا سامنہ کرنے سے کترا رہے تھے۔وہ پلٹی اور پھر اسفند لالہ کے پیچھے بھاگی۔۔اسے پتہ تھا کہ وہ اس وقت کہاں ہوگا۔وہ اپنے گھر کی انیکسی کی پچھلی بالکنی میں کھڑا، تنے نقوش کے ساتھ باہر دیکھ رہا تھا۔وہ وہیں دروازے ہی میں ٹھہر گئ۔۔

"مجھے ابھی کسی سے بھی بات نہیں کرنی لالے۔۔تم جاؤ۔۔"

"ہرگز نہیں۔۔"

"ضد نہیں کرو اور جاؤ۔۔"

"آپکے یہ ہتھکنڈے مجھ پر نہیں چلنے والے۔۔"

وہ دروازے کے ساتھ لگی، ڈھٹائی سے بولی تھی۔اس نے اسفند کی پشت پر بندھی مٹھیاں مزید سخت ہوتے دیکھیں۔بے ساختہ ہی اس نے تھوک نگلا تھا۔

"ٹھیک ہے۔۔مت جاؤ۔۔کھڑی رہو۔۔"

کھٹاک سے جواب آیا تو وہ اداسی سے مسکرادی۔

"اتنا غصہ صحت کے لیٔے اچھا نہیں ہوتا۔۔"

"مجھے کوئی پرواہ نہیں۔۔"

"اتنی لاپرواہی درست نہیں۔۔"

"تم زچ کرنے آئی ہو مجھے۔۔!!"

اس نے دانت کچکچانے کی آواز باآسانی سنی تھی۔

"مجھے آتا ہے آپکو اپنی جانب پھیرنا۔۔"

اب کہ اسکا انداز چیلنجنگ تھا۔جیسے کہہ رہی ہو آپ میرے سامنے کیا ہیں۔آپکو تو ابھی دیکھتی ہوں میں۔۔

"لالے مجھے ابھی کوئی بات نہیں کرنی۔۔پلیز جاؤ۔۔"

"مان لیں کہ وہ اچھی لگتی ہے آپکو۔۔"

اسکی بے سروپا بات پر اسفند کو اور طیش چڑھا تھا۔

"کیا نئی بکواس ہے اب یہ۔۔؟"

"وہ۔۔رامین۔۔مجھے پتہ ہے کہ وہ اچھی لگتی ہے آپکو۔۔"

اور یہ اسکی زبان سے نکلا جملہ ہی تھا جو بڑے اہتمام سے دھماکے کی صورت اسفند کے سر پر پھٹا تھا۔اسکا مضبوط سراپا ایک جھٹکے سے اسکی جانب مڑا۔سرمئی آنکھیں۔۔بے یقینی سے پھیل کر ساکت ہوگئی تھیں۔۔لب ادھ کھلے تھے اور پرکشش نقوش پر اک سایہ سا لہرایا تھا۔

"آپکو کیا لگتا تھا کہ مجھے پتہ نہیں چلے گا۔۔؟ لالہ میں رامین نہیں ہوں کہ آپکے اس گریز میں پنہاں محبت کو نہ پہچان سکوں۔وہ تو بیوقوف ہے۔۔کم از کم آپ ہی نے کوئی بات کی ہوتی۔۔"

یہ وہ انسان تھا کہ جس نے اسے چلنا سکھایا تھا۔جس نے اسکے تاریک ایام میں اسکا ہاتھ تھام کر اسے کھڑا کیا تھا۔۔ڈٹ کر کھڑا رہنا سکھایا تھا۔۔کیا تھا جو آج وہ اسکی تھوڑی سی مدد کردیتی۔۔اس

مدد سے اسکی زندگی کا کچھ قرض تو وہ بہر حال ادا کرسکتی تھی۔۔اور جو۔۔وہ کرسکتی تھی۔۔وہ اسے کرنا چاہیئے تھا۔۔

****

انیکسی کی فضا نے اپنے ابرو نچا کر، شانے اچکا کر، لالہ رُخ کے انکشاف پر ردعمل دیا تھا۔جہاں انیکسی کا یہ حال تھا وہاں بھلا اسکے مکین کا اس سے بدتر حال کیوں نہ ہوتا۔وہ چند پل تو اپنی جگہ ہی مجسمہ بنا رہا اور پھر جونہی اسکی نگاہوں کی ساکت پتلیوں میں حیرت کی جنبش نے تلاطم برپا کیا۔۔وہ ایک جھٹکے سے آگے بڑھ آیا۔

"مَازغَا خو سَم دے کَنا اِستا۔۔؟"

(دماغ تو ٹھیک ہے ناں تمہارا۔۔؟)

اسکی دھاڑ پر بھی وہ نہیں سہمی تھی۔بلکہ اپنی جگہ سے کچھ اور آگے بڑھ آئی تھی۔

"یہ دیکھیں۔۔دیکھیں۔۔آپ نے میری بات کی نفی کرنے کے بجائے۔۔مجھ پر اپنا غصہ اتاردیا۔۔مطلب۔۔آپ نے میرے شک پر مہر ثبت کردی۔۔!"

نظر اتاری جانی چاہیۓ تھے لالہ رُخ کی اس وقت۔اسفند کی نگاہیں اب کہ سرد ہوگئ تھیں۔رُخ نے ایک لمحے کے لیۓ اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ محسوس کی تھی۔وہ اسفند تھا۔۔وہ ارسل نہیں تھا کہ وہ اسے دیوار سے لگا کر اپنی بات منوالیتی۔

"ہمارے گھرانوں میں یہ بات جانتی ہو کس انداز میں سمجھی جاتی ہے۔۔؟"

اور وہ بلاشبہ جواب مانگنے کے لیۓ سوال نہیں کررہا تھا۔اس نے اگلے ہی پل اپنی مغرور سے ٹھوڑی کچھ اوپر کو اٹھائ تھی۔۔پھر اسفند کی آنکھوں میں بے خوفی سے جھانکی۔

"آج کی بات تو مورخ کو ضرور قلمبند کرنی چاہیۓ لالہ۔اسے ان مبارک ساعتوں کو سنہری صفحات کی نذر کرکے ، آپکی تاریخی شخصیت کو صدیوں تک کے لیۓ محفوظ کرلینا چاہیۓ۔۔اسفند یار خان۔۔یہ اسفند۔۔جو روایات سے ڈر کر پیچھے ہٹ گیا۔۔یہ وہ ہی اسفندیار ہے جس نے تن تنہا بے رحم اور ظالم لوگوں کے حلق میں ہاتھ ڈال کر، اپنے قتل ہوۓ دوست کا قصاص لیا تھا۔۔وہی اسفندیار۔۔جو گولیوں کی بوچھاڑ کے درمیان بھی اپنے علاقے میں پلتی پسماندہ اور غریب بچیوں کی پڑھائ کا ذمہ لیتے ہوۓ ذرا نہیں گھبرایا تھا۔۔وہی اسفندیار۔۔جس نے کئ کمزور لوگوں کو اٹھا کر چلنا سکھایا تھا۔۔وہی اسفندیار۔۔جو اچھے لوگوں کے لیۓ ریشم اور ظالموں کے لیۓ ان سے کہیں زیادہ بے رحم اور کاٹ دار ہے۔۔ہاں۔۔یہ وہی اسفندیار ہے۔۔جو اپنی محبت سے پیچھے ہٹ گیا۔۔جو پیچھے ہٹ رہا ہے۔۔کسی بزدل کی طرح۔۔!"

اسکی آواز بلند نہیں تھی لیکن ان جملوں کی حدت سے انیکسی کے در و دیوار سنسنا سے اٹھے تھے۔ تاریخی کتب گواہ ہیں کہ کبھی کسی پٹھان کو بزدلی اور غیرت کا طعنہ دے کر بات شروع نہ کرنا۔یہ اسے بھرے مجمعے میں برہنہ کرنے کے مترادف ہوتا ہے۔۔اسفند کا چہرہ بھی اگلے ہی لمحے تمتما اٹھا تھا۔یوں گویا۔۔ساعتوں ہی میں ابل گیا ہو۔۔

"لالہ رُخ۔۔تم جاسکتی ہو۔۔"

"مجھے پتہ ہے آپ ڈر نہیں رہے۔۔میں آپکو جانتی ہوں لالہ۔آپ کسی سے نہیں ڈرتے۔۔پھر کیا بات روکے ہوئے ہے آپکو۔۔؟"

اس نے بڑی آسانی کے ساتھ اسکے غصے کو مزید ہوا دی تھی۔اسے پتہ تھا کہ وہ غصے میں کبھی غلط بیانی سے کام نہیں لیا کرتا۔

"کیا محبت نہیں کرتے آپ رامین سے۔۔؟"

"کرتا ہوں۔۔"

ٹھک سے آئے جواب پر وہ لمحے بھر کو گڑبڑا سی گئ تھی۔

"پھر بھی اسے کسی ایسے کے ہاتھ میں سونپ رہے ہیں جو اسکی قدردانی کبھی نہیں کرسکے گا۔۔کیا اتنا ظالم بننا ضروری ہے لالہ۔۔؟"

اچھا۔۔پھر تمہیں لگتا ہے کہ مجھے سب کے سامنے جا کر یہ اعلان کردینا چاہیئے کہ میں رامین سے۔۔"

اسکی تیزی سے چلتی زبان یکدم ہی خاموش ہوئ تھی۔پھر وہ گہرا سانس لے کر بولا۔

"چھوڑو اس بات کو لالے اور جاؤ۔۔مجھے اس مسئلے سے خود نپٹنے دو۔۔

وہ اگلے ہی پل بیزار سا ہو کر اپنے کمرے کی جانب بڑھا تو وہ اسکے پیچھے بھاگتی آئ۔

"آپکو کسی بھی طرح اسکی شادی رکوانی ہے لالہ۔وہ لوگ رامین کے لائق نہیں۔آپ کو اندازہ نہیں ہے کہ وہ کتنی معصوم اور حساس ہے۔کوئ ایک سے زائد بات کرلے تو وہ سہہ نہیں پاتی کجا یہ کہ وہ اپنے سسرالیوں کے اس قدر ظالم رویوں کو برداشت کرپاۓ۔۔وہ مرجاۓ گی لالہ۔۔"

اسکے ہاتھ لمحے بھر کو تھم سے گ ۓ تھے۔یوں لگتا تھا گویا کسی نے سانس تک روک دیا ہو۔

"کیا آپ نہیں جانتے کہ ہمارے یہاں عورتوں کو قتل کردینا کس قدر عام سی بات ہے۔آپ اسے ایسے کسی کے حوالے نہیں کرسکتے لالہ۔۔"

تم میری بات نہیں سمجھ رہی ہو لالہ رُخ۔میں ماموں کے سامنے ایسی کوئ بات نہیں رکھ سکتا کہ " جس کے بعد میں انکے سامنے نظر اٹھانے کے بھی قابل نہ رہوں۔وہ انکی بیٹی ہے۔۔وہ جو چاہیں فیصلہ کرسکتے ہیں۔۔میرا کوئ بھی انکشاف اس لڑکی کو توڑ دیگا۔۔لالہ کہتی ہے وہ مجھے۔۔جانتی بھی ہو اس بات کا مطلب تم۔۔!اسفند مر تو سکتا ہے لیکن کبھی کوئ بے غیرتی کا قدم نہیں اٹھاسکتا۔۔۔"

اسکی بات سن کر تو لالہ رُخ جو آگ ہی لگ گئ تھی۔وہ گھوم کر اسکے سامنے آئ تھی۔پھر ہاتھ سینے پر باندھے۔۔اسے گلابی آنکھوں سے گھورا۔۔

"آپکو اپنی غیرت کی پڑی ہے۔۔!"

اسکی بات بلاشبہ بہت کڑوی تھی۔۔کڑوی اور تمانچے کی سی۔۔منہ پر لگنے والی۔

"مجھے اس لڑکی کی عزت کی پڑی ہے لالہ رُخ! اور اب تم میرے سامنے نہ آنا۔۔کیونکہ اسی میں خیر ہوگی تمہاری۔۔"

"اگر اسے کچھ ہوا تو کبھی کیا آپ خود کو معاف کرپائیں گے لالہ۔۔؟"

وہ اسکے پیچھے سے چلائ تھی۔لیکن وہ پلٹا اور اگلے ہی پل کمرے کا دروازہ زور دار آواز کے ساتھ بند کرتا آگے بڑھ گیا۔اس نے آنکھیں زور سے میچی تھیں۔پھر پریشانی سے پیشانی مسلی۔اسکا دل یکدم ہی بہت بری طرح گھبرارہا تھا۔۔پتہ نہیں کیا ہونے والا تھا۔۔

☆☆☆☆

وہ آفس میں بیٹھا لیپ ٹاپ نگاہوں کے سامنے کھولے، کھٹاکھٹ کچھ ٹائپ کرنے میں مصروف تھا۔یکایک اسکے آفس کا دروازہ کھلا اور زرتاج اندر داخل ہوئ۔کوئ بہت تیز پرفیوم کی مہک اسے اپنے نتھنوں سے ٹکراتی محسوس ہوئ تھی۔پھر اس نے اگلے ہی پل حیران ہو کر چہرہ اٹھایا۔اور اپنی جگہ ہی ساکت رہ گیا۔وہ اب بہت اعتماد سے اسکے مقابل رکھی کرسی پر بیٹھ رہی تھی۔

"آپ۔۔یہاں کیا کررہی ہیں۔۔؟"

اس نے سنجیدگی سے بس یہی پوچھا۔زرتاج نے بے نیازی سے ہاتھ جھلایا تھا۔پھر تازہ اسٹریٹ کیئے بال پیچھے کو جھٹکے۔سرخ لباس میں ملبوس ، گہرا میک کیئے وہ ارسل کو خواہ مخواہ ہی بری لگی تھی۔

"میں آپ سے ملنے آئی ہوں۔۔"

"میں مصروف ہوں ابھی۔۔"

اس نے نگاہیں ایک بار پھر سے لیپ ٹاپ کی جگمگاتی اسکرین پر جمادی تھیں۔ یہ ایک طرح کا عندیہ تھا کہ میں ابھی بات کرنے کے موڈ میں ہرگز بھی نہیں ہوں۔

"کیا آپ اپنے مہمانوں کے ساتھ اسی قدر کرختگی سے پیش آتے ہیں یا پھر میں پہلی ہوں۔۔؟"

"آپ پہلی ہیں۔۔"

کیا کبھی تم نے ارسل کو سنجیدہ ہوتے دیکھا ہے۔۔؟ وہ سنجیدہ ہو کر میمنہ ہرگز بھی نہیں لگتا تھا۔

"لگتا ہے آپکی بیگم کی زبان کا اثر آتا جارہا ہے آپکی ٹھنڈی میٹھی سی شخصیت پر۔۔"

لیپ ٹاپ پر مہارت سے چلتی اسکی انگلیاں اگلے ہی پل ٹھہر گئی تھیں۔پھر اس نے سنجیدگی کے رنگ میں ڈھلیں بھوری آنکھیں اٹھا کر سامنے بیٹھی زرتاج کو تکا۔

"زرتاج۔۔مجھے آپکی کسی بھی فضول بات میں دلچسپی نہیں ہے۔میں پہلے بھی۔۔اور اب بھی آپکو وارن کررہا ہوں کہ آپ۔۔اپنے رویے سے باز آجائیں۔ہمارے گھرانوں میں اس طرح کا رویہ قابلِ قبول نہیں ہے۔آئندہ مجھے ایسی بات کرنے کی دوبارہ ضرورت نہ پڑے۔۔"

اسکی آنکھوں میں لہراتی واضح وارننگ پر وہ لمحے بھر کو گڑبڑا سی گئ تھی۔پھر معصوم سا چہرہ بنا کر آگے ہو کر بیٹھی۔

"میں نے کبھی کوئ ایسا ویسا مطالبہ نہیں کیا آپ سے۔میں تو محض آپکی دوست بننا چاہتی ہوں۔ میں آپکے ساتھ ایک کپ کافی پینا چاہتی ہوں۔۔آپکے ساتھ کھانا کھانا چاہتی ہوں۔۔"

اسکی عجیب و غریب سی بات پر اب کہ اسے شدید کوفت نے گھیرا تھا۔عجیب لڑکی تھی۔۔عزت نفس نام کی کوئ چیز ہی نہیں تھی اس میں۔۔

"میں ایک شادی شدہ مرد ہوں زرتاج۔اسکا مطلب جانتی ہیں آپ۔۔؟"

"جانتی ہوں میں۔۔اور مجھے یہ بھی پتہ ہے کہ آپکو اپنی بیوی میں کوئ دلچسپی نہیں ہے۔"

اسکی اگلی بات اتنے لاپرواہی سے کہنے پر وہ جہاں کا تہاں رہ گیا تھا۔پھر لب بھینچ کر سرد نگاہوں سے زرتاج کو دیکھا۔

"میری ذاتی زندگی کے دائرہ کار میں داخل ہونے کی اجازت میں نے کسی کو بھی نہیں دی ہے۔اور آپ۔۔آپ بھی جتنا ممکن ہوں دور رہیں مجھ سے اور میری بیوی سے بھی۔۔"

"مجھے پتہ ہے کہ وہ نہیں پسند آپکو۔۔!ایسی منہ پھٹ لڑکی کسی کو بھی پسند نہیں آسکتی۔۔"

"رئیلی۔۔ہاں یہ سچ ہے کہ وہ غلط بات کسی کی بھی برداشت نہیں کرتی۔زبان بھی بہت کڑوی ہے اسکی۔۔لیکن کیا آپ جانتی ہیں زرتاج کہ وہ اپنی کتنی عزت کرتی ہے۔نہ صرف خود کی عزت

کرتی ہے بلکہ اوروں سے کروانا بھی جانتی ہے۔آپ اسکے سامنے منہ کھول کر کچھ بھی نہیں بول سکتے۔وہ پاورفل ہے۔۔اس کی شخصیت کو کسی بیساکھی کی ضرورت نہیں۔اور مجھے وہ اس سب کے ساتھ ہی پسند ہے۔اب آپ بہت عزت کے ساتھ یہاں سے جاسکتی ہیں۔۔کیونکہ میرے پاس برباد کرنے کے لیۓ وقت ہرگز بھی نہیں۔۔"

اسکی اتنی کاٹ دار باتوں پر وہ چند پل تو اسے آنسوؤں سے بھری آنکھوں سے تکتی رہی اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کر باہر کی جانب بڑھ گئ۔اسکے جاتے ہی اس نے بے دلی سے لیپ ٹاپ کو پرے ہٹایا تھا۔پھر پیشانی مسلتا پیچھے ہو بیٹھا۔۔یہ سب باتیں کرنے کے بعد اسکے اپنے دل کی حالت بھی عجیب ہورہی تھی۔

وہ آمنہ کو پسند کرتا تھا۔۔وہ آمنہ ہی کے ساتھ اپنی زندگی کے خواب سجاتا آیا تھا۔۔لیکن کچھ تھا۔۔کچھ تھا جو اسکے دل پر بہت خاموشی سے دستک دینے لگا تھا۔۔اور وہ جو بھی تھا۔۔یقیناً اسے بے حد شدت سے اس سمے اپنے دل کے گرد محسوس ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

رامین کے سسرالیوں نے اسکے پچھلے رویے کا غصہ رامین پر آکر اتارا تھا۔اور بھرے پنڈال میں اسکی سانولی رنگت اور معمولی سے نقوش پر ایسی ایسی باتیں کی تھیں کہ حساس سی رامین کا تو دل ہی زخمی ہوچلا تھا۔ایک تو ماں کی جدائی۔۔دوسرا ارمغان کو خود کے لیۓ دن رات گھلتے دیکھ کر وہ لمحہ بہ لمحہ اندر سے مر رہی تھی۔باپ کی پریشانی اور جھکی گردن نے اسے بھی کہیں بہت جھکا دیا تھا۔اسے زندگی میں پہلی بار اپنے سانولے رنگ اور قابلِ قبول سی شکل پر غصہ آیا تھا۔دل۔۔دل

تو کوئی نہیں دیکھتا تھا اس دنیا میں۔۔یہاں سب۔۔شکل دیکھتے تھے۔۔نگاہوں کو خیرہ کردینے والی خوبصورتی کے پیچھے پاگل تھی یہ دنیا۔۔یہ خوبصورت اور حسین لوگوں کی دنیا تھی۔۔اس دنیا میں اسکی کوئی جگہ نہیں تھی۔اسکے نرم اور معصوم دل کی اس گندی اور خود غرض دنیا میں کوئی جگہ نہیں تھی۔

لالہ رُخ کے گلے لگ کر وہ بہت روئی تھی۔اتنا کہ اسکی آواز تک بیٹھ چکی تھی۔پہلے ہی اسکا کہیں رشتہ نہیں ہورہا تھا اور جو طے ہوا تھا۔۔وہ بھی ٹوٹ جانے کے قریب تھا۔اسکا دل ہر آن ڈرنے لگا تھا۔۔اگر یہ رشتہ بھی ٹوٹ گیا تو وہ بابا کے سامنے کیسے جا پائے گی۔۔؟ وہ انکا سامنہ کیسے کرپائے گی۔۔؟

"کیا حالت کرلی ہے تم نے اپنی رامین۔۔یہ کیا کرلیا ہے تم نے خود کے ساتھ۔۔؟"

وہ اس سے الگ ہوئی تو رُخ اسکی اجڑی حالت کو دیکھ کر کہے بغیر نہ رہ سکی۔اس نے لرزتی انگلیوں سے آنکھیں رگڑی تھیں۔

"میں اس بار بابا کو نہیں کھونا چاہتی رُخ۔میں بہت ڈر گئی ہوں۔۔مجھے بہت ڈر لگنے لگا ہے۔۔یوں لگتا ہے گویا سب مجھ پر ہنس رہے ہوں۔۔سب میرے اس چہرے کا مزاق اڑارہے ہوں۔۔مجھے لگتا ہے میں کبھی سر اٹھا کر نہیں چل سکونگی۔میں ٹوٹ رہی ہوں رُخ۔۔۔"

اسکی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر گرا تھا۔لالہ رُخ کی آنکھیں بھی بھیگنے لگی تھیں۔

"میں تھک گئی ہوں لوگوں کے سامنے جا جا کر۔ہر رشتے والی کا انکار سن کر کان پک گ‍ئے ہیں میرے۔بابا کی مایوسی اور دن رات کا عذاب جیسے مجھے کھا رہا ہے۔وہ میری وجہ سے ٹھیک سے کھاتے نہیں ہیں۔انکی راتوں کی نیندیں تک اڑ گئی ہیں رُخ۔۔اور جانتی ہو۔۔سب سے زیادہ اذیت مجھے کب ہوتی ہے۔۔تب۔۔تب جب بابا اکیلے میں چھپ چھپ کر ماں کو یاد کرتے ہوئے روتے ہیں۔وہ میری وجہ سے اس بڑھاپے میں بھی چین سے نہیں جی سکتے رُخ۔۔میں کہاں جاؤں۔۔میں کیا کروں۔۔"

وہ ایک بار پھر سے رونے لگی تھی۔اسے تسلی دینا بیکار تھا۔۔اس سے بات کرنا بیکار تھا۔۔وہ دکھی تھی۔۔دنیا نے اسکا دل بہت دکھایا تھا۔بچپن سے لے کر آج تک اسکا موازنہ گل اور رُخ کی خوبصورتی کے ساتھ کیا جاتا رہا تھا۔اسے ان دونوں کے سامنے یہ احساس دلایا گیا تھا کہ تم ان سے کم تر ہو۔۔تم انکے برابر کبھی نہیں آسکتیں۔۔یہ تو اسکا دل اچھا تھا کہ وہ کبھی ان دونوں سے نفرت نہیں کرپائی تھی۔نہیں تو وہ ہر روز کس طرح مر کر جیتی آئی تھی یہ تو اسکا دل جانتا تھا یا پھر اللہ۔۔!

رُخ نے ایک بار پھر سے آگے بڑھ کر اسے گلے لگایا تھا۔اس سے مزید اسکی تکلیف نہیں دیکھی جارہی تھی۔وہ اسے زبردستی کچھ کھلا کر دوائی دیتی کمرے سے باہر نکلی تو اپنی جگہ ہی ٹھہر گئی۔ دروازے سے کچھ فاصلے پر اسفند کھڑا تھا اور یقیناً وہ ان دونوں کی باتیں سن چکا تھا۔رُخ نے کڑوے تاثرات کے ساتھ اسکا چہرہ دیکھا اور پھر اسکے ساتھ سے نکل گئی۔وہ اپنی جگہ ہی کھڑا رہ

گیا۔۔پھر ایک نگاہ اٹھا کر اسکے کمرے کے بند دروازے پر ڈالی۔۔جانے کیوں ایک ساتھ بہت سی گرہیں اسکے حلق میں پھندا ڈالنے لگی تھیں۔

☆☆☆☆☆☆

رامش اور جنید کے ساتھ بہت وقت تک باتیں کرنے کے بعد وہ اپنے کمرے میں چلی آئی تھی۔ پھر سرد پڑتی بالکنی میں آکھڑی ہوئی۔اسکا دل آج بہت اداس ہورہا تھا۔رامین کی تکلیف نے اسے بھی تکلیف میں مبتلا کردیا تھا۔دن ڈھلا اور رات سر پر آکھڑی ہوئی۔گھر کی زرد بتیاں روشن کردی گئیں۔کچن سے اشتہا انگیز کھانوں کی مہک اٹھ اٹھ کر سارے گھر کو اپنی لپیٹ میں لے رہی تھی۔ اسی اثناء میں ارسل بھی چلا آیا تھا۔رُخ کا فی الحال یہاں رکنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔رامین کی شادی پر وہ یقیناً رکنے ہی والی تھی اسی لیئے ابھی وہ رکنا نہیں چاہتی تھی۔

ارسل، فرقان اور افغان کے ساتھ لاؤنج ہی میں بیٹھا آفس سے متعلق باتیں کررہا تھا۔رات کا کھانا آج افغان کے یہاں تھا۔وہ کچن میں گل اور فاطمہ کے ساتھ مل کر کھانا لگارہی تھی۔ساتھ ساتھ ایک نگاہ کچن کے دروازے پر بھی ڈال لیتی لیکن رامین نہیں آئی۔

"اماں رامین۔۔"

"بیٹے اسے آرام کرنے دو۔پہلے ہی طبیعت ٹھیک نہیں اسکی۔اچھا ہے زیادہ سے زیادہ آرام کرے وہ۔"

"لیکن پھر آپ یاد سے کھانا کھلا دیجیئے گا اسے۔۔"

اس نے تاکید سے کہا تو انہوں نے مسکرا کر سر ہلایا۔اسی وقت ساتھ والے پورشن سے ارمغان بھی چلے آئے تو یکدم ہی لاؤنج میں مسکراہٹیں بکھر گئیں۔وہ اب ارسل سے رُخ کے متعلق کوئی بات بہت مسکرا کر کررہے تھے۔یقیناً یہی کہ وہ میری بیٹی ہے اور تم نے اسکا بہت خیال رکھنا ہے۔ارسل دوسری جانب گلابی سا چہرہ لیۓ ہنس کر انہیں یقین دہانی کروا رہا تھا کہ وہ ایسا ہی کرے گا۔اس نے مسکرا کر کچن سے جھانکا اور پھر سب کو کھانے کے لیۓ بلانے چلی گئ۔

کھانے کی ٹیبل پر ماحول انتہائ خوشگوار ہورہا تھا۔سوائے رامین اور اسفند کے وہاں سب موجود تھے۔

"یہ اسفند کہاں ہے۔۔؟"

سب سے پہلے ارمغان ہی کو خیال آیا تھا۔

"بھائ صاحب وہ کہہ کر گیا تھا کہ دیر سے آئیگا۔"

افغان نے کہا تو وہ سر ہلا کر کھانے کی جانب متوجہ ہوئے۔کھانا انتہائ اچھے ماحول میں کھایا گیا۔پھر چائے کا دور چلا۔اور سب ایک بار پھر لاؤنج میں سمٹ آئے تھے۔

"ارسل کسی بھی طرح کی مدد درکار ہو آفس ورک یا پھر کہیں بھی۔۔بلا جھجھک مجھ سے بات کرنا ٹھیک ہے۔۔؟"

فرقان لالہ نے بالکل بڑے بھائیوں کی طرح اسے گلے لگا کر کہا تھا۔وہ مسکرا کر رہ گیا۔اس کے پاس کوئ بڑا بھائ نہیں تھا۔۔اسے انکا ایسا انداز بہت بھلا لگا تھا۔پھر انہوں نے رُخ کو اپنے پاس

بلایا۔وہ بس ابھی نکلنے ہی لگے تھے۔رُخ فرقان کے پاس چلی آئ تو انہوں نے آگے بڑھ کر اسے خود سے لگایا۔پھر مسکراہٹ دبا کر ارسل کی جانب دیکھا۔

"ویسے تو یہ بات کہنے کی کوئ ضرورت نہیں لیکن چلو پھر بھی کہہ دیتا ہوں۔۔خیال رکھنا اسکا۔۔ جان ہے اس میں ہماری۔۔ٹیڑھے لوگوں کو یہ آرام سے خود ہی دیکھ لیتی ہے بس تم کبھی اسکے ساتھ ٹیڑھے مت ہونا۔نہیں تو پھر بعد کی گارنٹی نہیں میرے پاس۔۔"

سب یک دم ہی ہنس پڑے تھے۔وہ خفگی سے "لالہ" بولی تھی۔

"کیا لالہ۔۔اس بیچارے کو یہ تو بتادوں کہ کیا مخلوق ہو تم۔۔"

انہوں نے مسکرا کر اسے مزید چھیڑا تھا۔وہ خفا ہو کر دور جانے ہی لگی تھی کہ انہوں نے ہنس کر اسے قریب کرلیا۔پھر سر پر ہاتھ پھیرا۔

"بہت خیال رکھنا اسکا سمجھے۔۔اور کھلی چھٹی دے رہا ہوں تمہیں۔۔اسکی الٹی سیدھی حرکتوں پر ڈانٹ بھی دینا اسے۔اس جیسی ضدی لڑکی کو ڈانٹ کی ضرورت اکثر پڑتی رہتی ہے۔۔اور ہاں۔۔ اگر یہ تمہاری ڈانٹ کا اثر نہ لے تو مجھے ایک فون کردینا بس۔۔لالہ پھر لالے کو خود ہی دیکھ لے گا۔۔"

اسفند اور فرقان۔۔دونوں پیار سے اسے "لالے" بلاتے تھے۔وہ مسکراتی ہوئ ان سے الگ ہوگئ تھی۔پھر دروازے تک وہ سب ان دونوں کے ساتھ بڑھ آئے۔وہ جب گاڑی نکال لے گئے تو

وہ سب بھی دروازے سے ہٹ آئے تھے۔سارا گھر یکدم ہی اداسی کی لپیٹ میں آگیا تھا۔افغان نے بے ساختہ ہی آنکھوں میں ابھرتی نمی رگڑی تو فرقان نے انہیں اپنے ساتھ لگایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔

"اَلسَلامُ عَلَيكُم احباب۔۔۔۔

"ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید۔۔۔۔

ناولز کی دنیا" ویب سائیٹ / گروپ / پیج دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کرسکتے ہیں۔۔۔ اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں۔۔۔ ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے۔۔۔

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کرکے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہوسکا آپکی تحریر پوسٹ ہوجائے گی۔۔۔

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیئے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں۔۔

Email address :- Novelskiduniya77@gmail.com

Facebook page :- Novels ki duniya

(user name @zoyatalib77)

Facebook group :- Novels ki duniya

Instagram Page:- Zoya Talib (UserName: Novelskiduniya77)

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو)

اور باقی کے رابطے کے لیئے ہر پیج کے نیچے

"novels ki duniya "

اور

"website"

لکھا ہے ان دونوں کو وزٹ کرنے کے لیئے لکھے ہوئے پر ہی کلک کریں اور اوپن کرلیں ---

شکریہ-----

"سچ بتارہا ہوں ماموں۔۔مجھے بھی نہیں پتہ تھا کہ میں اس پاگل کو اتنا یاد کرونگا۔۔پتہ نہیں یہ بہن بیٹیاں دوسرے گھر جا کر وہیں کی کیوں ہو رہتی ہیں۔۔کاش کہ میں انہیں ہمیشہ اپنی آنکھوں کے سامنے رکھ سکتا۔۔"

انکی بات پر سب کی ہی آنکھیں بے ساختہ نم سی ہوگئ تھیں۔۔

٭

وہ جائے نماز پر بیٹھی آنکھوں سے بہتے آنسو صاف کررہی تھی۔گھڑی رات کا ایک بجا رہی تھی۔ اگلے ہی پل دروازے پر دی جانے والی دستک سے وہ بری طرح چونکی تھی۔پھر دروازہ کھول کر دیکھنے پر اسکی آنکھیں حیرت سے پھیل سی گئیں۔وہ صبح والے سیاہ قمیص شلوار میں ملبوس اسکے سامنے کھڑا تھا۔

"لالہ۔۔کیا ہوا۔۔؟ خیریت تو ہے ناں۔۔بابا کی طبیعت تو ٹھیک ہے ناں۔۔؟"

"سب کی طبیعت ٹھیک ہے۔تم نے کھانا کھایا۔۔؟"

"نہیں۔۔"

اسکا سر خود بخود نفی میں ہل گیا تھا۔پھر اس نے نگاہیں اٹھا کر اسفند کو دیکھا۔

"میں نے بھی نہیں کھایا۔کھانا لگادو گی پلیز تم میرے لیۓ۔۔"

اور اس نے اثبات میں سر ہلایا، چہرے کے گرد بندھا دوپٹہ کھولا اور کمرے سے باہر چلی آئی۔اسکا اسفند کے ساتھ تعلق کبھی بھی بے تکلف نہیں رہا تھا۔وہ ہمیشہ ہی اس سے ایک فاصلے پر رہی تھی۔وہ خاموشی سے کچن کے ٹیبل پر بیٹھا اسکی پشت کو تک رہا تھا۔

کاؤنٹر پر رکھے برتنوں کو وہ ایک جانب رکھ رہی تھی جب ایک تیز دھار چھری، لاپرواہی سے پکڑنے پر اسکی ہتھیلی کو گہرا سا زخم دے گئ تھی۔اس نے بلبلا کر برتن ایک جانب رکھے تھے۔۔ ٹپ ٹپ خون کی بوندیں یخ ٹائلز پر گرنے لگیں۔وہ تیزی سے اٹھ کر اسکے پاس آیا تھا۔پھر جلدی سے اسکا زخمی ہاتھ دبا کر نلکے کی بہتی دھار کے نیچے رکھا۔

"کیا کررہی ہو تم۔۔؟ دماغ کہاں ہے تمہارا ہاں۔۔!ہمیشہ کیا لاپرواہیاں کرنا ضروری ہے۔۔!"

اسکی ڈانٹ پر وہ آنکھیں اٹھاۓ حیرت سے اسے تکنے لگی تھی۔اس نے پہلے کبھی اسے اتنے قریب سے نہیں دیکھا تھا۔

"اب بول کیوں نہیں رہی ہو کچھ۔۔"

اور اس نے اپنا چہرہ اسکی جانب پھیرا لیکن پھر وہ اپنی نگاہوں کو اسکے ارتکاز کے ساتھ الجھنے سے بچا نہیں سکا۔یخ پانی کی بہتی دھار تلے اسکا زخم دبائے۔۔وہ اپنی جگہ ساکت ہوا تھا۔وہ کسمسا کر یکدم ہی اس سے دور ہٹی تھی۔کچن میں پھیلی خاموشی کے درمیان بہت کچھ ان کہا تحلیل ہو رہا تھا۔

"م۔۔میں ٹھیک ہوں لالہ۔۔ا۔۔اتنا گہرا نہیں زخم۔۔"

"ٹھہرو یہیں۔۔"

وہ جلدی سے پلٹ کر باہر نکلنے لگی تھی کہ اسکی آواز پر رک گئ۔

"یہاں بیٹھو میں فرسٹ ایڈ باکس لاتا ہوں۔زخموں کو اگر وقت پر ٹریٹ نہ کیا جائے تو ان سے خون رسنا کبھی بھی بند نہیں ہوتا۔تکلیف ساتھ رہتی ہے اور زخم کا نشان ہمیشہ زخم کی یاد دلاتا رہتا ہے۔۔بیٹھو تم۔۔میں آتا ہوں ابھی۔۔"

اور وہ نا سمجھی سے اپنی جگہ ہی جم کر بیٹھی رہ گئ تھی۔اسے سمجھ نہیں آیا کہ کیا جواب دے۔اسفند کا رعب اس قدر تھا کہ وہ اٹھ کر جا بھی نہیں سکتی تھی۔وہ باکس لایا اور پھر اس کے عین سامنے پنجوں کے بل بیٹھ گیا۔اس نے بے اختیار ہی پیر سمیٹے تھے۔

"دھیان کہاں تھا تمہارا؟"

اب کہ اسکی آواز میں نرمی تھی۔وہ خاموشی سے سر جھکائے بیٹھی رہی۔دوپٹے کے اطراف سے نکلتی لٹیں ہوا سے اڑنے لگی تھیں۔اسفند نے اسکی ہتھیلی کے گرد پٹی لپیٹتے ہوئے۔۔نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔

"کیوں رو رہی تھیں تم۔۔؟"

اس نے اسکی گلابی روئی روئی سی آنکھوں کی جانب دیکھ کر سنجیدگی سے پوچھا تھا۔رامین نے خشک لبوں پر زبان پھیری تھی۔پھر چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔سرمئی ارتکاز میں ہلکورے لیتی نرمی نے اسے لمحے بھر کے لیۓ خوفزدہ کیا تھا۔وہ کیوں خوفزدہ ہورہی تھی۔۔شاید خود بھی نہیں جانتی تھی۔

"ویسے ہی۔۔"

"ماموں کی وجہ سے پریشان ہو۔۔؟"

اس نے اسکا ہاتھ احتیاط سے اسکی گود میں رکھا اور پھر پنجوں کے بل بیٹھا یونہی اس سے پوچھنے لگا۔

"جی۔۔"

چند پل کے لیۓ کوئی کچھ نہ بولا۔وہ خاموشی سے اسے دیکھتا رہا اور رامین سر جھکائے اپنی پٹی بندھے ہاتھ کو۔پھر اسکی بہت مدھم سی آواز ابھری۔۔کچن کی سرد فضا میں گھلتی۔۔بے حد نرم آواز۔۔

"شادی کروگی مجھ سے۔۔؟"

رامین نے ایک جھٹکے سے سر اٹھایا تھا۔اسے ایسے دیکھا جیسے کہہ رہی ہو "دماغ تو نہیں چل گیا آپ کا۔۔!"وہ نہ تو اسکے انداز سے پریشان ہوا اور نہ ہی گھبرا کر اپنی جگہ سے اٹھا۔ وہ شاید فیصلہ کرکے آیا تھا۔

"دماغ درست ہے آپکا۔۔کیا کہہ رہے ہیں یہ آپ۔۔؟"

رامین اتنی بے یقین تھی کہ آواز بھی بلند نہ کرسکی۔انتہائی خاموشی سے گلابی آنکھوں کے ساتھ اس نے پوچھا تھا۔۔

"دماغ درست ہے۔۔دل درست نہیں۔۔"

"مجھ پر ترس کھارہے ہیں آپ۔۔!"

اسے ایک دم ہی بہت گہری سی تکلیف نے گھیر لیا تھا۔اسفند نے اسکی آنکھوں میں جمع ہوتی اذیت کو دیکھا۔

"میری آنکھوں میں دیکھو اور بتاؤ۔۔کیا لگتا ہے کہ میں ترس کھا رہا ہوں تم پر۔۔؟"

لیکن وہ ان آنکھوں میں نہیں دیکھ پارہی تھی۔اتنی بولتی نگاہوں کا سامنہ وہ معصوم سی لڑکی بھلا کیسے کرسکتی تھی۔۔

"مجھے جانے دیں۔۔"

اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ اسے ہٹا کر کھڑی ہوسکتی۔اسی لیۓ بہت سے آنسو پلکوں پر ہی روک کر کہا تھا اس نے لیکن وہ اپنی جگہ سے نہ ہلا۔اس نے تڑپ کر نگاہیں اٹھائی تھیں۔

"کیا کررہے ہیں یہ آپ۔؟ میرا رشتہ ہوچکا ہے۔میری شادی ہونے والی ہے چند دنوں میں۔ جانتے بھی ہیں کہ آپکا کوئی بھی لاپرواہ قدم میری زندگی میں کس قدر تباہی لے آئے گا۔۔!کیا تباہ کرنا چاہتے ہیں آپ مجھے۔۔؟ اور یہ اچانک آپکو ہو کیا گیا ہے۔۔کیوں اس طرح کی باتیں کرکے آپ مجھے میری ہی نظروں میں گرارہے ہیں اسفند لالہ۔۔"

"محبت کرتا ہوں میں تم سے رامین۔"

اور وہ تو جہاں تھی وہیں رہ گئی۔بھیگی آنکھیں بے یقینی سے پھیلا کر اسفند کو دیکھا اور پھر یکدم ہی اٹھ کھڑی ہوئی۔اسکے قدموں میں جیسے کسی نے بجلی سی بھردی تھی۔اسفند بھی اسکے ساتھ ہی اٹھا۔وہ پلٹ کر باہر کی جانب بڑھ رہی تھی لیکن وہ گھوم کر اسکے سامنے آیا۔

"رامین میری بات سنو۔۔"

"مجھے آپکی کوئی بات نہیں سننی ہے اسفند۔۔میرے راستے سے ہٹیں۔۔"

"میری بات سنو رامین۔۔!وہ جاوید قابل نہیں ہے تمہارے۔میں تمہیں ایسے ہی کسی کے ہاتھ میں نہیں سونپ سکتا۔۔"

"مجھے آپکی کوئی پرواہ نہیں ہے۔یہ میری زندگی ہے اور جاوید کو میں قبول کرچکی ہوں۔مجھے نہیں پتہ کہ آپکو ہو کیا گیا ہے لیکن پلیز۔۔آئندہ مجھ سے ایسی کوئی بات مت کیجیۓ گا۔۔"

"ٹھیک ہے پھر ماموں سے خود ہی بات کرلونگا میں۔۔"

جب وہ نہ رکی تو اسفند نے آخری راہ اپنائی۔۔اسکے بڑھتے قدم یکدم ہی زنجیر ہوئے تھے۔پھر وہ بے یقینی سے پلٹی تھی۔

"کیا کہیں گے آپ بابا سے۔۔؟"

اسفند نے گہرا سانس لیا تھا۔پھر اسے دیکھا۔۔

"کہہ دونگا کہ مجھے رامین سے شادی کرنی ہے۔۔"

اگلے ہی پل وہ آگے بڑھ آئی تھی۔پھر ایک زور دار تھپڑ اسکے منہ پر دے مارا۔اسفند کو پتہ تھا کہ وہ ایسا ہی کچھ رد عمل دے گی۔اسی لیئے بنا کسی جنبش کے کھڑا رہا۔

"تمہاری زندگی برباد ہونے سے بچانے کے لیئے میں کچھ بھی کر سکتا ہوں رامین۔کچھ بھی۔۔"

اس نے اتنا کہا اور پھر اگلے ہی لمحے کچن کا دروازہ عبور کرتا باہر کی جانب بڑھ آیا۔پیچھے وہ کرسی کا سہارا لیتی بمشکل کھڑی رہی تھی۔اسے لگا کوئی دھیرے دھیرے اسکے قدموں تلے زمین کھینچ رہا ہے۔باہر کی سرد ہوا میں اسفند نے اپنا فون نگاہوں کے سامنے کیا اور پھر چند نمبر ڈائل کر کے فون کان سے لگایا۔

"سانول۔۔کیا تمہیں پتہ ہے کہ لوگوں سے انکار کیسے اگلواتے ہیں۔۔؟"

اسکی بات سن کر دوسری جانب شاید سانول مسکرایا تھا۔پھر آہستہ سے بولا۔۔

"مجھے بخوبی علم ہے اسفندیار۔"

اور اس نے اگلے ہی موبائل کان سے ہٹایا اور پھر آگے بڑھ آیا۔اب اسکے چہرے پر صرف پہاڑوں کی سی سختی تھی۔۔سرد رات کی سرگوشی میں دو نفوس کی زندگی کا فیصلہ آسمانِ دنیا پر کیا جانے لگا تھا۔۔اور رشتے۔۔جو کبھی زمینی فیصلوں پر طے نہیں پایا کرتے۔۔رشتے۔۔جن کا فیصلہ ہمیشہ اوپر سے اتارا جاتا تھا۔۔رشتے۔۔جو عرش سے فرش تک تنزلی کا سفر طے کر کے زمینی زندگی کو دوام بخشا کرتے تھے۔۔وہ رشتے۔۔خدا کے طے کردہ تھے۔۔اور ان میں انسانی داخلہ ممنوع تھا۔۔!

****

رامین رات کی تاریکی میں بھاگتی ہوئی اپنے کمرے کی جانب بڑھی۔دروازہ بند کرتے ہی وہ چند ساعتوں کے لیۓ، پشت دروازے سے ٹکائے اپنی تیزی سے تیرتی سانسوں کو سنے گئ۔کئ لمحات کے لیۓ دل جیسے سکڑ کر پھیلا تھا۔۔دل جیسے رکنے ہی لگا تھا۔۔اسفند۔۔اسفند لالہ کو کیا ہوگیا تھا۔۔؟ وہ ایسی باتیں کیوں کررہے تھے۔۔؟ وہ پہلے تو کبھی ایسے نہیں تھے۔۔!پھر وہ اب اسکی شادی کے عین موقع پر ایسے کیسے ہوسکتے تھے۔۔؟ یا پھر شاید وہ ہمیشہ سے ہی ایسے تھے۔۔وہ شاید۔۔شاید۔۔اور روانی کے ساتھ بہتے اگلے کئ لمحات تک وہ ساکت کھڑی رہی۔۔اسکے آگے ماضی کا ایک بہت مبہم سا منظر لہرایا تھا۔۔وہی منظر جب وہ لائبریری میں ایک کتاب ڈھونڈنے گئ تھی۔۔رات کے پہر۔۔ٹھنڈ سے سکڑتی۔۔وہ جون ایلیاء کی کتاب تھی۔۔شاید۔۔یا پھر گمان۔۔ اسے ٹھیک سے یاد نہ تھا۔۔یاد تھا تو بس وہ لمس جو لمحے بھر کو اسے چھو گیا تھا۔۔

دادا کی قدرے بڑی لائبریری میں دنیا جہان کی کتابیں رکھی تھیں۔وہاں علم ایسے ایسے خزائن تھے کہ جن سے دل بھرتا تھا نہ طبیعت۔۔وہ بھی جب لوگوں کی باتیں سن کر اکتانے لگتی تو اپنا فرار ان کتابوں میں پاتی۔۔کورے اوراق پر دل سے لکھے گ ئے الفاظ میں وہ کئ کئ دن الجھ کر اپنی ظاہری شکل و صورت کو فراموش کرنے لگتی تھی۔۔یہی ان کتابوں کا مُنتج تھا کہ وہ آرام سے کئ ایام اپنی سانولی رنگت پر کڑھنے سے بچا کر گزار لیا کرتی تھی۔

اس رات بھی کہر برس رہا تھا۔اسفند چند دن پہلے ہی چھٹیوں پر گھر آیا ہوا تھا۔اس کا اس سے زیادہ سامنہ نہ ہوتا تھا اور نہ اسے اسفند سے بے تکلف ہونا مناسب لگتا۔وہ سنجیدہ لیکن دھیرج سی طبیعت کا مالک تھا۔کوئ بھی کہیں سے بھی جا کر اس سے بات نہیں کرسکتا۔۔ وہ بھی انہی لوگوں میں سے تھی جو اس سے ذرا ایک فاصلے پر رہا کرتے تھے۔۔لیکن اسکی موجودگی نے کبھی اسے غیر آرام دہ نہیں کیا تھا۔۔وہ انسانوں کو غیر آرام دہ نہیں کیا کرتا تھا۔۔شاید۔۔شاید بس اسی لیے وہ اسے سمجھ نہیں پائ تھی۔۔

اس نے برف سے بے رحم دودھیا ٹائلز پر اپنے قدم رکھے اور پھر لائبریری کو جاتی راہداری کی جانب مڑ گئ۔۔وہ بھی بہت سی راتوں کی مانند ایک بے کل رات تھی۔ایک بے رحم رات۔۔ڈستی سوچوں اور اپنی ذات کے کم مایہ ہونے کے احساس سے بھرپور رات۔۔

اس نے آہستگی سے دروازہ کھولا تھا پھر بھی پرانے طرز کے بنے اس قدِ آدم دروازے سے چرچراہٹ لمحے بھر کو ابھری تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

اسفند دوسری جانب اپنے بستر پر دراز ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھے چھت کو تک رہا تھا۔اسے یاد تھا کہ وہ اسے کب اچھی لگنے لگی تھی۔۔وہ اسے کب اپنی لگنے لگی تھی۔۔ہاں اسے وہ کہر برساتی رات یاد تھی۔۔آنے والے کئی سال بھی اُس گزری رات کو اسکی یاد کے پردے سے مٹا نہیں سکے تھے۔۔کیونکہ شاید وہ خود بھی اس رات کو مٹانا نہیں چاہتا تھا۔۔

وہ بھی اس رات لائبریری میں کھڑا کوئی کتاب تلاش کررہا تھا جب اسے دروازہ چرچرا کر کھلنے کی آواز آئی۔اس نے چونک کر کتاب سے سر اٹھایا تھا۔پھر اگلے ہی لمحے وہ ایک شیلف کی اوٹ میں ہوگیا۔رات کے اس وقت۔۔لائبریری میں کون آسکتا تھا۔۔یکدم ہی اسکے اعصاب چوکنا ہوگئے تھے۔۔اس نے محتاط سے انداز میں کتاب شیلف پر رکھی اور بنا چاپ پیدا کیے شیلف کی اوٹ سے جھانکا۔۔اس نے آنے والی مخلوق کو دیکھنے کی کوشش کی لیکن پھر آنے والا جو کوئی بھی تھا۔۔آگے بڑھ گیا تھا۔۔اس نے شیشے سے ڈھکی کھڑکی کے ساتھ لگی میز کی دراز سے ریوالور نکالا اور آنکھیں سکیڑ کر آگے بڑھ آیا۔

اسکی طبیعت میں شک کی کوئی بیماری نہیں تھی اور نہ ہی وہ زیادہ حساس ہورہا تھا۔۔بس پٹھانوں کا ماحول اس وقت میں خاصہ متشدد تھا۔بہت سی جگہوں پر واردات کا ہونا بے حد عام سی بات تھی۔اس نے بھی احتیاط کے پیشِ نظر پستول دونوں ہاتھوں سے تھام کر اپنے پہلو میں کر رکھی تھی۔اور ابھی وہ ایک شیلف سے گزرتا دوسری جانب نکلا ہی تھا کہ کسی کی سسکیوں پر ٹھہر گیا۔۔اسکی

آنکھیں، جو تیکھے سے انداز میں سکڑی ہوئی تھیں پل میں پھیلیں۔۔اسے کسی کی سسکیوں کی توقع ہرگز بھی نہیں تھی۔۔اس نے ایک اور شیلف پار کیا اور پھر جیسے ہی اس نے سمٹی سے لڑکی کو دیکھا تو اپنی جگہ ہی ٹھہر گیا۔۔وہ گھٹنوں میں سر دیئے رورہی تھی۔۔اسکے ہاتھ میں کوئی کتاب بھی تھی۔۔

"رامین۔۔"

اسکی حیران سی آواز پر لڑکی نے ایک جھٹکے سے سر اٹھایا تھا۔۔اور وہ خود بھی ایک جھٹکے ہی سے اٹھی تھی۔۔اسکا وجود زلزلوں کی زد میں تھا۔۔آنکھیں رو رو کر ہلکان ہورہی تھیں۔۔اسفند کے ابرو حیرت سے اوپر کو اٹھے۔۔اسکی سرمئی نگاہوں نے کبھی کسی آنکھوں کو اس قدر تکلیف میں نہیں دیکھا تھا۔۔لائبریری میں زرد سی مدھم روشنی جگمگارہی تھی۔۔کتابوں کی خوشبو میں کسی کے آنسوؤں کی نمی بھی تحلیل ہونے لگی تھی۔

"اس وقت تم یہاں کیا کررہی ہو۔۔؟ اور رو کیوں رہی ہو۔۔؟"

اس نے حیرت سے بس یہی پوچھا تھا۔اس نے جلدی سے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔پھر آنکھیں رگڑ کر کانپتی آواز میں بولی۔۔

"م۔۔میں۔۔کتاب لینے آئی تھی۔مجھے مل نہیں رہی۔۔"

"توکتابوں کے نہ ملنے پر کون روتا ہے۔۔؟"

اسفند کی حیرت اپنے عروج پر تھی۔رامین نے اسے ایسے دیکھا جیسے کہہ رہی ہو۔۔"آپکو یہ نہیں پتہ۔۔"

"کتابوں کے نہ ملنے پر بھی بہت سے لوگ روتے ہیں اسفند لالہ۔۔جب کبھی انسان ساتھ نہیں ہوتے اور کتابیں بھی اپنے الفاظ اپنے اندر ہی سمیٹ کر دبیز خاموشی اوڑھ لیتی ہیں۔۔تب رونا آتا ہے۔۔"

اسکے جواب پر وہ مزید حیران ہوا تھا۔

"کونسا انسان نہیں مل رہا تمہیں۔۔؟"

اب کہ حیرت کے ساتھ سنجیدگی بھی گھل گئ تھی۔۔قدیم لائبریری میں وقت اپنے مدھم اقدام ثبت کیۓ جارہا تھا۔۔

"سب مل گۓ ہیں۔۔پھر بھی نہیں ملے۔۔"

اسکا جواب بہت گہرائ لیۓ ہوئے تھا۔وہ ایک پل کو ٹھہر سا گیا۔۔پھر چند قدم آگے بڑھ آیا۔ لیکن اس سے ایک فاصلے پر رک بھی گیا۔

"طبیعت ٹھیک ہے تمہاری۔۔؟"

"ج۔۔جی طبیعت بالکل ٹھیک ہے۔۔میں جاتی ہوں۔۔مجھے سونا چاہیۓ۔۔"

اس نے کانپتے ہاتھوں سے کتاب شیلف کے اوپری حصے میں رکھنا چاہی۔۔لیکن عجلت کے باعث بہت سی کتابیں ایک ساتھ ہی نیچے گریں تو اسفند بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور پھر ساری

کتابیں رامین پر گرنے کے بجائے اس پر گریں۔وہ آنکھیں بند کی ئے۔۔اسکے ساتھ لگی کھڑی تھی۔۔اسفند کا ایک شیلف پر جما تھا اور دوسرا رامین کے گرد تھا۔۔اس نے اسے ہاتھ نہیں لگایا تھا۔۔لیکن پھر بھی وہ ان ساعتوں میں بہت کچھ محسوس کرنے لگا تھا۔۔

جب کتابیں گرچکیں تو وہ گہرا سانس لے کر پیچھے ہٹا۔۔اپنا ہاتھ اسکے اطراف سے ہٹا لیا۔۔وہ اس بے وقت کی آفتاد سے خوفزدہ ہوئ وہیں جمی تھی۔۔جب اسفند کی نگاہ اسکے اوپری شیلف پر پڑی۔۔وہاں ایک موٹی سی کتاب غلط رکھی ہوئ تھی۔۔ اور۔۔اور اس سے پہلے کہ وہ رامین کے سر پر گرتی اس نے بے اختیار ہو کر اسکی کلائ پکڑی اور اسے اپنی جانب کھینچا۔وہ کتاب دھم سے زمین پر آگری۔۔رامین نے چونک کر اپنے پیچھے گری کتاب کو دیکھا تھا۔۔پھر اگلے ہی لمحے نگاہیں اسفند کی جانب پھیریں۔۔سرمئ ارتکاز۔۔پانی پانی سے ارتکاز کے ساتھ گڈ مڈ سا ہو گیا۔۔

"صرف انسانوں کا ہی نہیں بلکہ کتابوں کا ساتھ بھی اکثر زخمی کر دیتا ہے۔بلکہ۔۔انسانوں سے زیادہ زخمی اور بے رحم ساتھ ہوتا ہے یہ تو۔۔"

اس نے آہستگی سے کہا تھا۔پھر وہ بے ساختہ ہی پیچھے ہو گیا۔اسکی کلائ چھوڑدی۔۔

"انسان رلاتے ہیں۔۔"

اس نے اپنے پیچھے اسکی کمزور سی آواز سنی تھی۔پھر سنجیدگی سے اسکی جانب مڑا۔وہ کتابیں اٹھا رہی تھی۔

"کتابیں اس سے بھی زیادہ رلاتی ہیں۔۔"

اسکی بات سن کر اسکے چلتے ہاتھ ساکت ہوئے تھے۔یہ اسکا انداز نہیں تھا۔۔وہ کسی سے ایک سے زائد بات نہیں کرتا تھا لیکن ابھی۔۔اس وقت۔۔وہ اسے جواب دے رہا تھا۔۔

"ظاہر ہے۔۔کتابیں بھی تو انسان ہی لکھتے ہیں۔۔بھلا ان میں بے رحمی کی کاٹ کیوں نہ ہو۔۔"

اب کہ وہ تلخ ہوئی تھی۔اسفند پہلی بار ہولے سے مسکرایا تھا۔۔پھر جھک کر اسکے ساتھ کتابیں اٹھانے لگا۔

"میں نے خدا کی کتاب پڑھتے بھی بہت سے لوگوں کو روتے دیکھا ہے رامین۔۔جو زمینی نہیں آسمانی ہے۔۔جو اتاری گئی ہے۔۔وہ بھی رلاتی ہے۔۔رلائے گی نہیں تو اتارنے والے سے کیسے جوڑے گی۔۔؟"

اگلے ہی لمحے رامین نے آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔وہ بھی ایک گھٹنا زمین پر رکھے کتابیں اٹھاتا، رکا تھا۔۔

"آپ مجھے میری کتابوں سے بد ظن کررہے ہیں۔۔؟"

اسکے لہجے میں۔۔اسکی نم آنکھوں میں۔۔ہر جگہ خفگی پھیلنے لگی تھی۔وہ ٹھہر ہی تو گیا تھا۔۔اس نے کبھی کسی کو ایسے خفا ہوتے نہیں دیکھا تھا۔۔

"حسنِ ظن رکھ کر بھی تکلیف ہی ملے تو کیا فائدہ بھلا!"

"بات تکلیف کی نہیں ہوا کرتی لالہ۔۔بات محبت کی ہوا کرتی ہے۔۔مجھے اپنی کتابوں سے محبت ہے۔۔اور جن سے محبت ہو۔۔انکی دی گئ تکلیف بھی قبول ہوتی ہے۔۔"

اور اس سے پہلے کہ اسفند کوئی اور دلیل رکھ کر اسے لاجواب کردیتا وہ وہاں سے بھاگ آئ۔۔ اسفند اپنی جگہ ہی جما رہا۔۔پھر اس نے اپنی ہتھیلی نگاہوں کے سامنے کی۔۔معصوم سا نرم لمس اسکی ہتھیلی پر سلگنے لگا تھا۔۔اس نے پستول ایک طرف رکھا اور بالوں کو یونہی ماتھے پر مزید بکھیرا۔۔

بیڈ پر دراز اسفند نے آج جان لیا تھا کہ وہ کونسا لمحہ تھا جو اسکے اور رامین کے درمیان ٹھہر گیا تھا۔ اس نے دوبارہ پلٹ کر اسکی جانب دیکھنا ہی چھوڑ دیا۔۔پھر وہ باہر پڑھتا رہا اور رامین کا رشتہ کہیں اور طے ہوگیا۔۔وہ واپس پلٹا تو حیران رہ گیا کہ وہ کسی اور کی ہوچکی ہے۔۔چند دن تو وہ بے حد سن رہالیکن پھر دھیرے دھیرے اس نے یہ حقیقت بھی قبول کر ہی لی کہ وہ اب اسکی نہیں ہوسکتی۔وہ اس سے پیچھے ہوگیا۔۔انکے یہاں رشتے توڑنا ناقابلِ قبول عمل تھا۔۔پٹھان لوگ رشتہ کر کے توڑنے کو خود پر حرام کیۓ رکھتے تھے۔۔اس نے بھی روایات کے آگے گردن جھکادی۔۔ لیکن پھر یہ سب لالہ رُخ کب جان گئ۔۔کب وہ اسکی آنکھیں پڑھ گئ۔۔کب وہ اسکی بے حد پوشیدہ سی خواہش کو یوں سامنے لے آئ۔۔کچھ پتہ ہی نہ چلا۔۔

اس نے گہرا سانس لیا اور بوجھل دل کے ساتھ بستر پر اٹھ بیٹھا۔۔اس میں کچھ شک نہیں تھا کہ رُخ اسکی شاگرد رہی تھی۔۔وہ اس جیسی کیوں نہ ہوتی۔۔لاپرواہ اور بیک وقت باریک بین۔۔!

*

اسی رات شہر کے دوسری طرف، ایک سرسبز سے بنے گھر میں تمام قمقمے رات کی تاریکی کے باعث بجھے ہوئے تھے۔ محض گھر کی پچھلی جانب بنی بالکنی کی زرد بتی روشن تھی۔وہ خاموشی سے تاریکی کو تک رہی تھی۔ساتھ ساتھ اپنے چہرے پر گھر آتی لٹوں کو بھی کان کے پیچھے اڑستی رہتی۔ آج اسے خلافِ توقع نیند نہیں آرہی تھی۔۔اسے بس ہر آن بے چینی سی محسوس ہورہی تھی۔ اپنے پیچھے قدموں کی آہٹ سن کر وہ چونکتی ہوئی پلٹی۔۔اسکے پیچھے ارسل آنکھیں مسلتا کھڑا تھا۔ اسکے چہرے پر، اسے رات کے اس وقت جاگتا دیکھ کر حیرت بھی ابھری تھی۔

"تم رات کے اس وقت کیوں جاگ رہی ہو۔۔؟"

اسکے پوچھنے پر اس نے آہستہ سے نفی میں سر ہلایا اور پھر اسکے ساتھ سے نکلتی اپنے بستر کی جانب چلی آئی۔

"کیا ہوا۔۔؟ سو کیوں نہیں رہی ہو تم۔۔؟"

ارسل کے ایک بار پھر سے کیئے گئے استفسار پر وہ جھنجھلائی تھی۔

"بس ویسے ہی نیند نہیں آرہی مجھے۔۔"

اس نے قدرے بیزار ہو کر کہا لیکن وہ اب اسے بغور دیکھ رہا تھا۔۔

"اتنی چڑی ہوئی کیوں ہو۔۔؟ کوئی بات ہوئی ہے کیا۔۔؟"

"ارسل مجھے نیند آرہی ہے پلیز آپ لائٹ آف کردیں۔رات کے وقت کبھی انسان کو نیند نہیں بھی آتی ہے۔۔"

"رات کے وقت نیند نہ آنے کی بہت ساری وجوہات ہوتی ہیں رُخ۔رات کی نیند کبھی یوں بے وجہ نہیں اڑا کرتی۔۔"

وہ بھی لائٹ آف کر کے اب اپنے صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔کمرے میں پھیلی تاریکی کے باعث وہ اسے بہت مدھم سی دکھائی دے رہی تھی۔

"کچھ بھی نہیں ہوا ہے۔۔"

اسکی چھوٹی سی آواز ابھری۔پھر بہت باریک سی نمی اسکی آنکھوں میں تیرنے لگی۔اسے جانے کیوں بے وقت رونا آرہا تھا۔آنکھیں رگڑ کر وہ جیسے ہی لیٹنے لگی تو ارسل نے اسکی کلائی پکڑ کر اسے روک لیا۔وہ ٹھٹک کر رک گئ۔۔پھر وہ ساتھ رکھے لیمپ کی لائٹ جلاتا اسکے سامنے بیٹھا۔۔اب کہ رُخ کی آنکھوں میں چمکتی نمی واضح تھی۔

"تم ٹھیک ہو رُخ۔۔؟"

اس نے پوچھا اور رُخ نے کمزور سا سر بھی ہلادیا۔

"مجھے تو ٹھیک نہیں لگ رہیں۔کیا ہوا ہے۔۔؟"

وہ بہت سنجیدہ تھا۔رُخ کے آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے۔

"کیوں رونا آرہا ہے اتنا۔۔؟"

اس نے ایک ہاتھ بڑھا کر اسکے رخسار بھی خشک کی ئے تھے۔

"گھر والے یاد آ رہے ہیں۔۔؟"

اسکے پوچھنے پر اس نے ایک بار پھر آہستگی سے سر ہلایا تھا۔وہ ایسے روتے ہوئے ارسل کو بالکل چھوٹی سی لگی۔کیونکہ وہ روتی جو نہیں تھی۔۔رلاتی جو تھی۔۔

"میں تو سمجھا تھا کہ جھانسی کی رانی کو محض رلانا آتا ہے لیکن اوہ۔۔دیکھو۔۔اسے تو رونا بھی آتا ہے۔۔"

اسکی بات سن کر وہ روتے روتے ہی ہنسی تھی۔چمکتے آنسوؤں کے ساتھ نم سی ہنسی لی ئے وہ لڑکی بہت خوبصورت تھی۔

"میرا مزاق اڑا رہے ہیں آپ۔۔؟"

"میرا دماغ خراب نہیں ہے کہ میں رات کے اس پہر تمہارا مزاق اڑاؤنگا۔۔مجھے اس کمرے میں ابھی زندہ رہنا ہے۔۔ایک صوفہ مل گیا ہے سونے کے لی ئے غنیمت نہیں۔۔اگر تم نے یہ بھی مجھ سے چھین لیا تو پھر میں غریب کہاں جاؤنگا۔۔؟"

اور اسکی بیچاری سی شکل دیکھ کر وہ یکدم اور ہنس پڑی تھی۔ارسل اسے دیکھ کر مسکرایا۔۔

"اتنی بھی ظالم نہیں ہوں اب میں۔۔"

اس نے زکام زدہ سی سانس اندر کھینچ کر کہا تھا۔ارسل نے "بالکل" والے انداز میں سر ہلایا تھا۔۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔

"اَلسَّلَامُ عَلَیْکُم احباب----

"ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید----

ناولز کی دنیا" ویب سائیٹ / گروپ / پیج دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کرسکتے ہیں --- اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں --- ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے ---

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں -- اپنی تحریر اردو میں ٹائیپ کرکے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہوسکا آپکی تحریر پوسٹ ہوجائے گی ---

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیئے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں--

Email address :- Novelskiduniya77@gmail.com

Facebook page :- Novels ki duniya

(user name @zoyatalib77)

Facebook group :- Novels ki duniya

Instagram Page:- Zoya Talib (UserName: Novelskiduniya77)

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو)

اور باقی کے رابطے کے لیئے ہر پیج کے نیچے

"novels ki duniya "

اور

"website"

لکھا ہے ان دونوں کو وزٹ کرنے کے لیئے لکھے ہوئے پر ہی کلک کریں اور اوپن کرلیں ۔۔

شکریہ۔۔۔۔۔

"سچ بتاؤ۔۔کیوں رو رہی تھیں۔۔دیکھو مجھے عجیب لگتا ہے جب کوئ میرے آس پاس روتا ہے تو۔۔یہ بھی عجیب سی بات ہے لیکن مجھے بھی آگے والے کو دیکھ کر رونا آجاتا ہے۔۔اور تم نے رُخ۔۔تم نے ابھی مجھے روتے ہوئے نہیں دیکھا۔۔میں بہت خوفناک لگتا ہوں روتے ہوئے۔۔تم چاہتی ہو تمہاری رات کی نیند واقعی اڑجائے۔۔"

اور اب اس کی ہنسی ہرگز بھی نہیں رک رہی تھی۔وہ چہرہ چھپا کر ہنسنے لگی تھی۔پھر ہاتھوں سے چہرہ اٹھایا۔۔سامنے بیٹھے میمنے کو دیکھا۔۔وہ بہت کیئرنگ تھا۔۔کوئ تو اسے بتائے کہ وہ ایسے نہ کرے۔۔وہ ایسے کرے گا تو کیسے چلے گا۔۔؟

"میں بس رامین کی وجہ سے پریشان تھی۔میں آج تایا کے گھر گئ تھی انہیں بلانے۔۔تو میں نے دیکھا ارسل کہ وہ۔۔وہ اپنے کمرے میں جائے نماز پر بیٹھے رو رہے تھے۔۔میں نے انہیں ہمیشہ بہت۔۔بہت مضبوط دیکھا تھا۔۔انہوں نے کبھی کسی بھی دکھ پر اف تک نہیں کہا لیکن آج۔۔آج انہیں اس قدر شکستہ دیکھ کر۔۔میرا تو دل ہی ٹوٹ گیا ارسل۔۔میری ہمت نہیں ہوئ کہ میں اندر جاکر انہیں بلاسکوں۔۔بس تب سے میرے دل پر بوجھ ہے۔۔مجھے پتہ نہیں کیوں رونا آئے جارہا ہے۔۔"

اسکی آواز ایک بار پھر سے بھرائ تو ارسل نے اپنے ہاتھ میں قید اسکا ہاتھ ہولے سے دبایا۔پھر مسکرا کر اسے دیکھا۔۔

"ہوتا ہے ایسے۔۔پتہ ہے۔۔میری چھوٹی پھپھو تھیں نازنین۔۔بہت پیار کرتی تھیں مجھ سے وہ۔۔ میں انکے لیۓ بالکل چھوٹا سا تھا۔۔بلکہ دوسرے الفاظ میں کہنا چاہیۓ کہ انہوں نے ہی بڑا کیا تھا مجھے۔۔وہ بابا کی اکلوتی بہن تھیں۔۔چھوٹی تھیں تو انکی شادی بھی نہیں ہوئ تھی۔۔میں انکے بغیر کچھ کھاتا نہیں تھا۔۔کہیں جاتا نہیں تھا۔۔کچھ کرتا نہیں تھا۔۔اور پھر ایک دن۔۔وہ مرگئیں۔۔"

اسے لگا گویا اسکے اوپر سے کوئ ٹرک سا گزر گیا ہو۔وہ کتنے آرام سے بتارہا تھا۔۔شاید وہ اپنے حصے کا غم رو چکا تھا۔

"ک۔۔کیوں۔۔کیسے۔۔؟"

اس نے بے یقینی سے بس یہی پوچھا تھا۔ارسل کی آنکھوں میں سرخی سی ابھری۔۔

"کسی نے قتل کردیا تھا انکو۔۔"

اف۔۔ہر جانب جیسے سرخی سی پھیلنے لگی تھی۔وہ آنکھیں میچ کر یکدم پیچھے ہوئ تھی۔اسے جیسے سانس نہیں آرہا تھا۔

"بابا کے زمینی مسائل کے باعث انکے دشمنوں نے پھپھو کو نشانہ بنایا اور انہیں قتل کردیا۔۔پھر کیس چلتا رہا۔۔قصاص لیا جاتا رہا۔۔پھپھو واپس نہیں آئیں بس۔۔"

آخر میں وہ مسکرایا تھا۔۔وہ ارسل تھا ناں۔۔وہ مسکرا سکتا تھا۔۔اس نے گہرے گہرے سانس لے کر دل پر جمی کثافت جیسے باہر نکالی تھی۔

"بہت بری طرح ٹرماٹائز ہوگیا تھا میں۔کئ دنوں تک ہاپسٹل میں داخل رہا۔اور پھر میں ہر سائے سے خوفزدہ رہنے لگا۔۔مجھے بندوقوں سے خوف آنے لگا۔۔مجھے فائر کی آواز پر دورہ پڑ جاتا تھا۔۔ کئ کئ دنوں تک بیسمنٹ میں چھپ کر روتا رہا تھا میں لیکن پھر۔۔پھر سب ٹھیک ہوگیا۔۔زندگی اپنی جگہ واپس آگئ۔۔کچھ بھی نہیں بدلا۔۔میں سمجھ سکتا ہوں تمہاری تکلیف۔۔تم اپنے تایا سے بہت مانوس ہو۔۔ان سے بہت گہرا رشتہ ہے تمہارا اسی لیۓ اس طرح انہیں دیکھ کر ہرٹ ہونا نارمل ہے تمہارے لیۓ۔۔بٹ تم خوش نصیب ہو۔تمہارے تایا تمہارے پاس ہیں۔تم انکے لیۓ بہت کچھ کرسکتی ہو۔۔اور جو تم کرسکتی ہو وہ تمہیں کرنا چاہیۓ۔۔"

وہ خاموشی سے دیکھتی رہی تھی اسے۔جبھی وہ اتنا ڈرتا تھا۔۔یہ ماضی تھا اسکا۔۔بھلا وہ خوفزدہ کیوں نہ رہتا۔۔

"آپ اسی لیۓ ہر چیز سے ڈرتے ہیں۔۔؟"

اسکے پوچھنے پر وہ سر کھجاتا ہنسا تھا۔پھر گردن اثبات میں ہلائ۔

"اسی لیۓ میں تمہارے اسفند اور فرقان لالہ جتنا بہادر نہیں ہوں۔میں ڈر جاتا ہوں۔۔ایک پھپھو کو کھودینے کے خوف نے مجھے ہر اس چیز سے خوفزدیا کردیا جسے میں کھوسکتا ہوں۔میں شاید حساس بھی اسی لیۓ ہوں۔۔مجھے لوگوں کے کھو جانے سے ڈر لگتا ہے۔۔"

اس نے کبھی اتنا پیارا انسان نہیں دیکھا تھا۔

"اب تم سو جاؤ۔اور ٹینشن نہیں لو۔سب اچھا ہو گا۔اگر تایا یاد آرہے ہیں تو میں لے جاؤنگا تمہیں صبح۔۔بات کرلینا ان سے۔۔بات کرلینے سے ہر مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔۔"

وہ اٹھا اور جیسے ہی لیمپ کی لائٹ آف کرتا پلٹنے لگا، رُخ نے اسکے کرتے کی آہستین تھام لی۔وہ چونک کر اسکی طرف مڑا۔

"تھینکس ارسل۔۔آپ اچھے ہیں۔۔"

وہ ہنسا تھا۔پھر سر اثبات میں ہلاتا اپنے صوفے کی جانب بڑھ آیا۔رُخ نے بھی آہستہ سے اپنا سر تکیۓ سے ٹکایا اور سونے لیٹ گئ۔۔لیکن اب نیند آنکھوں سے بہت دور تھی۔۔ارسل کی ہنسی۔۔ارسل کی آنکھوں۔۔اور اسکی باتوں نے رُخ کی نیند بہت چپکے سے چرالی تھی۔پگھلتی رات کی تاریکی میں دل روشن ہونے لگے تھے اور زندگی۔۔اپنے انداز سے چلنے لگی تھی۔

❊

دن کی واضح روشنی میں افغان کے لاؤنج میں بہت سے مرد براجمان تھے۔۔رامین کے سسرالیوں کی جانب سے رشتے کا انکار آچکا تھا۔سب ختم ہو گیا تھا۔سانسیں رک رک کر آتی تھیں اور دل تھا کہ دھڑکنا بھول گیا تھا۔رامین ویران آنکھیں لیۓ فرقان لالہ کے ساتھ بیٹھی ہوئ تھی اور ارمغان سر دونوں ہاتھوں میں گرائے بمشکل خود کو ڈھے جانے سے روکے ہوئے تھے۔۔بس وہی

نظر نہیں آرہا تھا کہ جسکی وجہ سے یہ رشتہ ٹوٹا تھا۔۔رامش اور جنید، گل کے ساتھ کچن میں کھڑے باہر کے سنجیدہ سے ماحول سے خوفزدہ تھے۔

"اسفند لالہ کہاں ہیں۔۔؟"

رامش نے ہلکی سی آواز میں پوچھا تو جنید نے لاعلمی کے باعث کندھے اچکادیۓ۔

"کیا ہمیں رُخ آپی کو بتادینا چاہیۓ۔۔"

اس نے ایک بار پھر پوچھا لیکن گل کی جانب سے اسے کندھے پر ایک دھپ پڑی تھی۔

"پاگل ہو گیا۔۔اسے کیوں پریشان کررہے ہو بتا کر۔پہلے ہی یہاں سب پریشان ہیں کیا یہ کافی نہیں ہے۔۔"

ابھی انکی بحث چل ہی رہی تھی کہ داخلی دروازے سے اسفند داخل ہوا۔سیاہ جینز پر بھوری جیکٹ پہنے۔۔فریش سا۔۔وہ آکر ارمغان کے عین سامنے پنجوں کے بل بیٹھا تھا۔سب نے ایک ساتھ ہی نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"اسفند۔۔مجھے کوئ با۔۔"

"میں رامین سے نکاح کرنا چاہتا ہوں ماموں۔۔"

اور ارمغان کی بات تو منہ میں ہی رہ گئ تھی۔فرقان جو پیچھے ہو کر بیٹھے تھے اگلے ہی پل سیدھے ہو بیٹھے۔۔فاطمہ اور افغان نے بے یقینی سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا تھا۔کچن سے جھانکتے

رامش، جنید اور گل اپنی جگہ جم سے گئے تھے۔اور رامین۔۔وہ پتھر کی ہوئی لاؤنج کے صوفے پر بیٹھی ساکت ہوگئی تھی۔۔

"اسفند۔۔دماغ درست ہے تمہارا۔۔کیا کہہ رہے ہو یہ۔۔!!"

سب سے پہلی دھاڑ فرقان کی جانب سے موصول ہوئی تھی۔اس نے انتہائی سکون سے چہرہ موڑ کر انہیں دیکھا تھا۔پھر مسکرا کر ارمغان کی طرف دیکھا جو ساکت سے بیٹھے تھے۔

"ماموں۔۔آپکو مجھ جیسا داماد اس پورے شہر میں تو کیا اس پوری دنیا میں نہیں ملے گا۔۔کیا ہوا جو رامین کا رشتہ وہاں نہیں ہوسکا۔۔وہ لوگ قابل نہیں تھے اسکے۔۔لیکن میں اپنے گھر کی عزت رکھنا چاہتا ہوں ماموں۔۔میں بہت عزت کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہوں رامین سے۔۔"

کیا کبھی تم نے اتنا سعادت مند بچہ دیکھا ہے۔۔؟ نہیں ناں۔۔اس سعادت مند بچے نے بہت بری طرح فرقان کا دماغ گھمادیا تھا۔انکا بس چلتا تو اسے بھگو بھگو کر مارتے۔۔یہ خر۔۔!

"کیا آپکو بھروسہ نہیں مجھ پر ماموں۔۔؟"

اس نے انکی جانب چھائی گہری خاموشی دیکھ کر بہت سکون سے پوچھا تھا۔لیکن پھر اگلے ہی پل وہ ساکت رہ گیا۔۔وہ اسے اٹھا کر خود سے لگا رہے تھے۔۔وہ شاید رو بھی رہے تھے۔۔یکدم ہی لاؤنج میں زندگی سی دوڑ گئی تھی۔فرقان نے گہرا سانس لیا تھا۔۔اس اسفند کے بچے کو تو وہ بعد میں دیکھنے والے تھے۔۔اب افغان بھی اٹھ کر اسے گلے لگارہے تھے۔جنید، رامش اور گل خوشی سے

تمتماتے چہرے لیۓ رامین کی جانب بڑھے تھے۔فاطمہ اب روتی ہوئیں رامین کو ساتھ لگارہی تھیں۔انہوں نے بہت تکلیف دیکھی تھی رامین کے رشتے کو لے کر۔۔اب اس تکلیف کا ازالہ ہورہا تھا۔ازالہ ہونے جارہا تھا۔۔بھلا وہ خوش کیوں نہ ہوتے۔۔

"لیکن انہوں نے اچانک ایسے انکار کیوں کردیا رشتے سے۔۔؟"

جب سب لاؤنج میں ایک ساتھ بیٹھے تو رامش نے پوچھا۔اسفند نے بہت معصومیت سے کندھے اچکائے تھے۔جیسے اسے کیا پتہ۔۔اسے کیا پتہ ہوسکتا تھا بھلا۔۔ابھی تو اس جیسا معصوم کوئ تھا ہی نہیں اس روئے زمین پر۔۔

رامین فاطمہ کے ساتھ اٹھ کر جاچکی تھی اور سب مرد حضرات کو گل چائے پیش کررہی تھی۔آج انکے چہروں سے خوشی پھوٹی پڑ رہی تھی۔

"میری بیٹی کو بہت خوش رکھنا اسفند۔۔وہ بالکل پھولوں جیسی ہے۔میں اسے تمہیں سونپ رہا ہوں۔۔بہت جلدی میں سونپ رہا ہوں لیکن میرا دل کہتا ہے کہ تم ہی اسکے لیۓ بہترین انتخاب تھے۔۔تم ہی لائق تھے اسکے۔۔"

ارمغان نے کہہ کر اسے ایک بار پھر سے گلے لگایا تو وہ آسودگی سے مسکرادیا تھا۔اسے خود بھی یقین نہیں آرہا تھا کہ اسے اتنی جلدی اس رشتے کے لیۓ قبول کرلیا جائے گا۔۔

جب محفل برخاست ہوئی تو وہ اٹھ کھڑا ہوا۔۔فرقان بھی اجازت لیتے اسکے پیچھے ہی آئے تھے۔

پھر انیکسی کا دروازہ بند کرتے ہی وہ کھولتے ہوئے اسکی جانب مڑے تھے۔

"کیا تھا یہ سب۔۔؟ اور کیا کیا ہے تم نے جاوید کے ساتھ۔۔؟"

" میں نے کیا کیا ہے۔۔؟ اس نے انکار کردیا رشتے سے بس۔۔"

کندھے اچکا کر مزے سے کہا تو فرقان کا دل کیا اپنا سر دیوار میں مارلیں۔

"جیسے مجھے تو پتہ ہی نہیں ہے کہ تم نے اسکے ساتھ کیا کیا ہو گا۔۔باز آجاؤ تم اسفند۔۔"

" جب پتہ ہے تو پھر پوچھ کیوں رہے ہیں۔۔؟ مجھے اس مسئلے سے ایسے ہی ڈیل کرنا تھا۔۔"

وہ اگلے ہی پل اسکے قریب چلے آئے تھے۔پھر غور سے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔ ہلکا سا مسکرائے۔۔وہ پانی کی بوتل منہ کو لگائے ہی ان سے کندھے اچکا کر پوچھنے لگا تھا

"کیا۔۔؟"

"رامین کو پسند کرتے تھے تم۔۔۔نہیں۔۔؟"

اور اگلے ہی پل۔۔پانی اسکے منہ سے ابلا تھا۔اس نے کھانستے ہوئے بے یقین سے سر اٹھا کر فرقان کی جانب دیکھا۔۔

"لیونے (پاگل) انسان۔۔تمہیں کیا لگتا ہے مجھے پتہ نہیں چلے گا۔"

"لیکن آپکو کیسے۔۔؟"

"چل چل۔۔اب زیادہ بن مت۔۔شادی ہے اگلے ہفتے تمہاری۔۔تیاری کرلو۔۔اور ہاں۔۔اگر رامین کو ذرا بھی تکلیف ہوئی تو سانول کا اگلا ہدف تم ہوگے۔۔"

اسے بے یقین انیکسی میں چھوڑ کر وہ باہر کی جانب بڑھے تو اس نے جھرجھری لے کر آہستین سے منہ صاف کیا۔پھر مسکرادیا۔۔یہ لالہ کو کس نے بتادیا۔۔! اب کوئی اسے کیا بتاتا کہ لالہ اسکا باپ تھا۔۔

****

رامین سُن ہوئی اپنا سانولہ سا سراپا سنگھار آئینے میں تک رہی تھی۔اسفند جیسا وجیہہ بندہ اسے کیسے پسند کرسکتا تھا۔۔؟ کہاں وہ مضبوط سا اونچا مرد اور کہاں وہ۔۔معمولی سی شکل و صورت کی۔۔ قابلِ قبول سی لڑکی۔۔کیا بھدا جوڑ تھا۔کیا دیکھ لیا تھا ایسا اسفند نے اس میں۔۔

وہ اب اپنا ایک ایک نقش چھو کر محسوس کررہی تھی۔پھر اسکی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر گرا۔۔ اس نے بے دردی سے اس ایک آنسو کو رگڑ ڈالا تھا۔۔اسفند پر اس ایک لمحے میں اتنا غصہ چڑھا کہ حد نہیں۔۔اگر وہ سامنے ہوتا تو ایک زوردار تھپڑ کھینچ مارتی اسے۔زہر آدمی۔۔بدتمیز۔۔جاہل کہیں کے۔۔گنجے کبوتر۔۔

اوکے۔۔یہ آخری والا بہت برا تھا۔لیکن چونکہ اس سے زیادہ کی گالیاں وہ افورڈ نہیں کرسکتی تھی اسی لیۓ کفایت شعاری سے بھرپور کام لیتے ہوئے انہی پر اکتفا کرنا ضروری سمجھا۔بلکہ ہم میں

سے بہت سے لوگ گالیاں دینا اپنے لیٔے جرم سمجھتے ہیں اسی لیٔے۔۔ہم جیسے معصوم لوگوں کو۔۔ اپنی ہی گالیوں کی ایک لغت تیار کرنی چاہیٔے جس میں ہماری طرح کے معصوم لفظ ہوں۔۔ جنہیں بول کر شرمندگی بھی نہ ہو اور آگے والے پر اپنا غصہ بھی اتر جائے۔۔ گنجا کبوتر۔۔پہاڑی بکرا۔۔ہذیانی مرغا۔۔اور ہاں۔۔ہم جنگلی خر کو کیسے بھول سکتے ہیں۔۔ہی ہی ہی۔۔

اور بھی بہت ہیں۔۔بس انسان کو ذرا تخلیقی بننے کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔اور جانتے ہیں انسانی ذہن کی تخلیق کس وقت برق رفتاری سے کام کرتی ہے۔۔جی ہاں۔۔تب جب وہ غصے میں ہو۔۔ اور رامین اس وقت شدید غصے میں تھی۔۔اسی لیٔے بہت اعلیٰ قسم کے القابات اسکی نگاہوں کے سامنے گردش کرنے لگے تھے۔۔بھلا وہ اتنے پیارے اسفند کو گنجا کبوتر بول رہی تھی۔۔بات تھی کوئ۔۔چچ چچ۔۔

اس نے تھک کر اپنا ماتھا سنگھار آئینے سے ٹکایا اور آنکھیں موند گئ۔۔اسے پتہ تھا کہ وہ اسفند کا مقابلہ کبھی نہیں کر سکتی۔۔وہ چاہے تب بھی نہیں۔۔اسکی سرمئ آنکھوں کی سنجیدگی انسانوں کو خائف کیا کرتی تھی۔۔بھلا وہ نازک سی لڑکی کہاں تک اس سے لڑ سکتی تھی۔۔؟ اس سے صرف ایک ہی مقابلہ کر سکتی تھی۔۔اور وہ تھی۔۔لالہ رُخ۔۔اسکے علاوہ اسفند کے سامنے کسی کا بھی بات کرنا محال تھا۔۔اور اس ایک بات سے رامین بخوبی واقف تھی۔

*

اسی صبح وہ بالوں کو جوڑے میں باندھے کچن میں کھڑی سمیرا کے ساتھ ناشتہ بنارہی تھی۔اس نے آف وائٹ رنگ کی لمبی قمیص زیب تن کر رکھی تھی، جسکے نیچے سے ہم رنگ پجامہ ہلکا سا جھلک رہا تھا۔وہ ناشتہ ٹیبل پر لگا رہی تھی جب گم صم سی ناشتے کے سامنے براجمان رمشہ پر نظر پڑی۔ کالج کا سفید لباس زیب تن کیۓ۔۔اونچی پونی میں بال سمیٹے۔۔بالکل تیار لیکن تھکی ماندی۔۔

اس نے بغور اسے دیکھا تھا۔پھر اسکے سامنے ناشتہ رکھ کر اسے ہلایا تو وہ کسی خیال سے جاگی۔ چونک کر اسکی جانب دیکھا اور پھر الجھ کر ناشتے کی جانب متوجہ ہوئی۔یہ رمشہ کا انداز نہیں تھا۔وہ کبھی اس طرح خاموش نہیں بیٹھا کرتی تھی لیکن کل سے اسکے ہونٹوں پر چپ کا تالا پڑا تھا۔اور کسی کو یہ بات محسوس ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔۔لیکن لالہ رُخ کو اسکی خاموشی بہت چبھی تھی۔۔ کیونکہ وہ خاموشی خوفزدہ تھی۔۔ایسے جیسے وہ کسی بات سے ڈری ہوئی ہو۔۔خائف ہو۔۔

اس نے ایک آخری نگاہ اس پر ڈالی اور پھر سمیرا کے ساتھ بیٹھ کر ناشتہ کرنے لگی۔ارسل تو اسکے اٹھنے سے قبل ہی آفس جا چکا تھا۔

"رامین کی شادی کب تک ہے بیٹے۔۔؟"

سمیرا بیگم نے کپ میں چاۓ انڈیلتے ہوۓ اس سے پوچھا تو وہ انکی جانب متوجہ ہوئی۔۔

"جی آنٹی اگلے ہفتے سے ہے اسکی شادی۔تیاری وغیرہ تو مکمل ہوچکی ہے لیکن اب بھی کچھ کام رہتے ہیں۔"

اس نے پراٹھے کا نوالہ توڑ کر منہ میں رکھا تھا۔پھر چونک کر ساتھ سے اٹھتی رمشہ کو دیکھا۔

"رمشہ ناشتہ تو ٹھیک سے کرلو بچے۔یہ کیا۔۔چائے اور آملیٹ تو جوں کا توں ہی رکھا ہوا ہے۔۔"

اسکے بولنے سے قبل ہی سمیرا بول اٹھی تھیں۔رمشہ نے بہت بیزاریت سے سر نفی میں ہلایا تھا۔

"امی میرا دل بالکل بھی نہیں چاہ رہا ہے ناشتہ کرنے کا۔۔میں کالج میں کچھ لے کر کھالونگی۔۔"

اس نے ہاتھ جھلا کر کہا اور پھر باہر کی جانب بڑھ گئ۔ان دونوں نے ایک ساتھ ایک دوسرے کی جانب دیکھا تھا۔

"پتا نہیں اس لڑکی کو ہوتا کیا جارہا ہے۔کل شام بھی کچن میں کھڑے کھڑے کانپنے لگ گئ تھی۔ میں نے پوچھا بھی تو کہنے لگی کہ کھانا نہیں کھایا شاید اسی لیۓ بی پی لو ہورہا ہے۔۔کھاتی بھی نہیں ہے ٹھیک سے یہ۔۔"

انکے کہنے پر اب کہ اسکے ابرو بے اختیار ہی سکڑ گۓ تھے۔ہاتھ میں پکڑا چائے کا کپ اس نے بے ساختہ ہی ٹیبل پر رکھا تھا۔

"آنٹی۔۔کوئ آیا تھا کیا کل گھر میں۔۔؟"

اسکے پوچھنے پر سمیرا سر ہلا کر بے خبر سی بتانے لگی تھیں۔

"ہاں کل زرتاج اور اسکے بھائ آۓ تھے۔۔کیوں۔۔؟"

انہوں نے چونک کر ایک دم پوچھا تو وہ جلدی سے مسکرائی۔

"میں تو ویسے ہی پوچھ رہی تھی آنٹی۔کام کی وجہ سے بھی اکثر طبیعت میں چڑچڑا پن آجاتا ہے ناں۔شاید رمشہ بھی اسی وجہ سے ٹھیک سے کھانا نہیں کھارہی ہے۔یا پھر ہوسکتا ہے کالج کا کام زیادہ ہو۔۔لڑکیاں ہوجاتی ہیں ایسی چڑچڑی اور بیزار۔۔"

اس نے سکون سے کہہ کر بھاپ اڑاتا چائے کا کپ لبوں سے لگایا تھا۔اڑتی بھاپ کے پار سمیرا کے چہرے پر پھیلا فکر مند سا تاثر زائل ہوگیا تھا۔لیکن تحلیل ہوتی بھاپ کے اس پار اسکا چہرہ لمحے بھر کو تفکر سے تمتما اٹھا تھا۔کچھ باتیں بتانے کی ضرورت نہیں ہوا کرتی۔۔کیونکہ کچھ باتوں کا وجود ہی مشکوک ہوا کرتا ہے۔۔کچھ باتوں کا ہونا ہی ناگواری کا احساس دلاتا ہے۔۔لمحے کے ہزارویں حصے میں اس ناگواریت نے اسکا احاطہ بہت تیزی کے ساتھ کیا تھا۔

*

وہ شیر افگن کے ساتھ چلتا انکی کسی بات پر سنجیدگی سے گردن ہلارہا تھا۔پھر انکے ساتھ لفٹ کے باہر رک کر کچھ بات کرنے لگا۔وہ دونوں ابھی ابھی میٹنگ برخاست ہونے پر باہر نکلے تھے اور اب اپنے اپنے آفس کی جانب بڑھ رہے تھے۔یکایک لفٹ کے اندر قدم رکھتا ارسل افگن بری طرح چونکا تھا۔اندر وہ بہت انداز سے تیار ہو کر کھڑی ہوئی تھی۔۔گویا ابھی ابھی کسی فوٹو شوٹ سے فارغ ہوئی ہو۔شیر افگن نے ایک سنجیدہ نگاہ ارسل پر ڈالی تھی اور دوسری زرتاج پر۔۔وہ اب انہیں سلام کرنے لگی تھی۔۔جسکا جواب انہوں نے انتہائی خشک سے انداز میں دیا تھا۔انکے

اطوار دیکھ کر بھی زرتاج کی ڈھیٹ مسکراہٹ مدھم نہیں پڑی تھی۔ارسل کو تو اس بندھی ٹائی میں اپنا حلق گھٹتا ہوا محسوس ہورہا تھا۔۔اس نے بے ساختہ ہی ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کی تھی۔

لفٹ میں پھیلی بدنما اور دم گھونٹتی خاموشی نے ارسل کو اس ٹھنڈ میں بھی پسینے پسینے کردیا تھا۔شیر افگن کی برف سی سرد مہری اچھے اچھوں کو سیدھا کردیا کرتی تھی۔۔اور وہ تو پھر انکا اپنا بیٹھا تھا۔۔ان سے بخوبی واقف تھا۔۔وہ جانتا تھا کہ انہیں زرتاج ایک آنکھ نہیں بھاتی۔۔انہیں اس جیسی بچھ بچھ جانے والی لڑکیاں ہرگز بھی ہضم نہیں ہوا کرتی تھیں۔۔

لفٹ کا دروازہ اگلے ہی پل کھلا تو ارسل کو کچھ سانس آیا۔وہ زرتاج پر ایک بھی نگاہِ غلط ڈالے بغیر شیر کے ساتھ باہر کی جانب بڑھا تھا۔زرتاج لفٹ کے اندر کھڑی گئ۔پھر دروازہ بند ہونے پر مسکرائی۔۔بہت زہریلی مسکراہٹ تھی وہ۔۔کڑواس سے بھرپور۔۔

آہستہ سے کچھ گنگناتی ہوئی وہ اب اپنا فون نگاہوں کے سامنے کرتی کچھ نمبر ڈائل کررہی تھی۔پھر فون کان سے لگا کر ہولے سے مسکرا کر چہرے پر گھر آتی لٹ کان کے پیچھے اڑسی۔۔

کیا تم نے اسکی بہن کو ہراساں کیا صائم۔۔؟ اور اگر کیا بھی ہے تو ٹھیک سے کیا ہے ناں۔۔!"

اسکی مسکراہٹ اب بہت کاٹ دار سے تاثرات میں بدل گئ تھی۔یوں لگتا تھا گویا اسکی نگاہوں سے آگ کی لپٹیں نکل رہی ہوں۔وہ جو بھی لائحہ عمل طے کررہی تھی۔۔وہ بلاشبہ بہت بھیانک تھا۔۔

دوسری جانب شیر کے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھا وہ ایک فائل پر جھکا، چند اہم نکات کی نشاندہی کررہا تھا۔۔جب شیر کی آواز پر چونکا۔۔

"یہ لڑکی ہمارے آفس میں کیا کررہی ہے ارسل۔۔؟"

انکا سرسراتا سا لہجہ اسکی ریڑھ کی ہڈی کو سنسناتا ہوا گزرا تھا۔اس نے تھوک نگلا۔۔

"بابا م۔۔مجھے نہیں پتا۔۔"

"تو پتا کرو۔۔اور آئندہ مجھے یہ اس آفس میں دکھائی نہ دے۔۔بے وقت اور بیکار جگہوں پر دکھنے والے لوگ کبھی کبھی خوشحالی کا عندیہ لے کر نہیں آتے ارسل۔۔وہ صرف تباہی اور بربادی کے ضامن ہوا کرتے ہیں۔۔ سمجھ رہے ہو ناں تم؟"

اس نے تیزی سے سر اثبات میں ہلایا تھا۔بھلا اس سے اچھا اور کون سمجھ سکتا تھا اس بات کو۔

"اور اس سے بے تکلف ہونے کی ضرورت ہرگز بھی نہیں ہے۔۔"

"میں کبھی بے تکلف نہیں ہوا بابا۔۔"

اور ایسے کہتے ہوئے وہ پچیس نہیں پانچ سال کا لگ رہا تھا۔۔"میں نے یہ نہیں کیا بابا۔۔یہ تو گندے بچے کرتے ہیں ناں۔۔میں تو اچھا بچہ ہوں ناں بابا۔۔"

اسکی شکل بالکل اسی طرح کا نقشہ کھینچے ہوئے تھی۔لیکن شیر کے نقوش میں پھر بھی نرمی نہ گھلی۔ انکی سرد آنکھیں سرد ہی رہیں۔

"سب کچھ تمہاری ڈھیل کی وجہ سے ہوا ہے۔مجھے تو سمجھ نہیں آتا کہ تم کس قسم کے مرد ہو۔ ایک عورت کو ٹھیک سے جواب نہیں دینا آتا تمہیں! اگر یہ بات لالہ رُخ کو پتا چلی تو وہ بہت ہرٹ ہوگی ارسل۔۔اور اسکے ذمے دار صرف اور صرف تم ہوگے۔"

"بابا لیکن-"

"کوئی اندھا بھی بتا سکتا ہے کہ وہ تم میں دلچسپی لیتی ہے۔۔"

اور اس بات پر اسکا چہرہ کانوں کی لوؤں تک سرخ پڑ گیا تھا۔یہ آخر بابا کو کس نے بتادیا تھا۔اس نے ضبط سے گہرا سانس لے کر بیچارگی سے سر اٹھایا تھا۔پھر انہیں دیکھا۔

"میں نے بہت بار سمجھانے کی کوشش کی ہے لیکن۔۔"

"بس ارسل۔۔مجھے پتا ہے کہ تم نے اسے کیسے سمجھایا ہوگا۔میری ایک بات دھیان سے سنو۔جب گھر بساتے ہیں ناں تب ہوا کے بہت سے سرد اور بے رحم تھپیڑے ہمارا گھر بکھیر دینے کے درپے ہوتے ہیں۔تب ہمیں اپنے کمفرٹ زون سے باہر نکلنا پڑتا ہے ارسل۔۔تب ان تھپیڑوں کے سامنے دیوار بن کر کھڑا ہونا پڑتا ہے۔۔انہیں منہ توڑ جواب دینا پڑتا ہے۔۔اور کئی سالوں تک بنا تھکے یہ کام بہت خوش اسلوبی سے سرانجام دینا ہوتا ہے۔۔تب جا کر کہیں گھر بستے ہیں۔۔زندگیاں چلتی ہیں اور دو انسان اپنا گھر بچا پاتے ہیں۔یہ صرف لالہ رُخ کے کرنے سے نہیں ہوگا۔۔مجھے اسکا

پتا ہے۔۔وہ ڈٹ کر مقابلہ کرے گی لیکن تم جیسا بزدل انسان ضرور کہیں نا کہیں ہمت ہار جائے گا۔۔"

انکی آخری بات اسے کہیں بہت اندر تک زخمی کر گئ تھی۔

"!آپ میرے کردار پر شک کررہے ہیں بابا۔۔"

"شک نہیں کررہا ارسل۔۔لیکن ایسا کوئ بھروسہ بھی نہیں کررہا تم پر۔تم ایک کمزور اعصاب رکھنے والے ڈرپوک انسان ہو۔جس عمر میں تمہیں ایک کڑا محافظ ہونا چاہیۓ اس عمر میں تمہاری حفاظت کرنی پڑرہی ہے مجھے۔۔بھلا اس سے زیادہ ذلت کیا ہوسکتی ہے میرے لیۓ۔۔"

"میرا قصور نہیں ہے اس میں بابا۔۔"

اسکی آواز لرزی تھی۔وہ پچیس سالہ مضبوط جوان تھا لیکن اسکی آواز لرز رہی تھی۔وہ آج بھی کہیں اس تاریک بیسمینٹ میں قید تھا۔اس اندھیر تہہ خانے میں وہ بچہ کہیں آج بھی چھپ کر رورہا تھا۔

"جو روتے ہیں ناں ارسل۔۔ہمارے یہاں انہیں مرد نہیں سمجھا جاتا۔عورت سمجھتے ہیں لوگ انہیں۔۔کیا تم اتنے کمزور ہو کہ اس ذرا جتنی لڑکی سے ڈرجاؤ۔۔نکل بھی آؤ بس اپنے اس ٹراما

سے۔۔ختم کرو اس قصے کو۔۔کچھ نہیں ہوتا تمہارے چند سخت جملوں سے۔۔کوئی نہیں مرتا۔۔تم جتنا حساس ہوگے اتنا ہی یہ خوف تمہارے اندر جڑ پکڑ جائے گا۔۔مرد بنو۔۔مرد بن کر جیو۔۔"

اس نے گلابی پڑتی آنکھوں کو بمشکل جھپکایا اور پھر سر ہلاتا وہاں سے اٹھ آیا۔باہر نکلتے ہی اس نے گہرا سانس لیا تھا۔پھر ٹائی کو مزید ڈھیلا کرتا آگے بڑھنے لگا۔اسکے ہاتھ کانپ رہے تھے اور حلق میں بہت سی گرہیں ابھرنے لگی تھیں۔تھکے قدموں سے چلتا وہ اپنے کیبن میں چلا آیا تھا۔پھر سر دونوں ہاتھوں میں گرائے بیٹھا رہا۔۔اگلے ہی پل ٹپ ٹپ آنسو اسکی آنکھوں سے گرنے لگے تھے۔

آمنہ کو دی گئی تکلیف ایک بار پھر سے کھرچنے لگی تھی۔۔

پھپھو کی اذیت نے بہت دنوں بعد آج اسکے اندر سر اٹھایا تھا۔۔

لالہ رُخ کے ساتھ ہوئی زیادتی کو سوچ کر وہ نئے سرے سے تکلیف میں گھرنے لگا تھا۔

اس نے اس شادی کو روکنے کی بہت کوشش کی تھی لیکن اسکی کوششیں رائیگاں گئی تھیں۔۔اس نے بہت کوشش کی تھی کہ کسی طرح آمنہ تکلیف سے بچ جائے لیکن وہ اس میں بھی کامیاب نہ ہوسکا۔۔اس نے بہت کوشش کی تھی کہ کسی طرح وہ پھپھو کے وجود سے بہتا خون روک سکے لیکن وہ۔۔وہ تو اس میں بھی نامراد ہی رہا تھا۔

اس نے ہمیشہ سب کو ہر قسم کی تکلیف سے بچانے کی کوششیں کی تھیں۔۔اس نے انہیں حفاظت سے رکھنے کے لیۓ خود کو بہت تھکایا تھا لیکن آخر میں بزدل کون تھا۔۔؟ وہ ہی تھا۔۔آخر میں بے غیرت اور ڈرپوک کون تھا۔۔؟ وہ ہی تھا۔۔آخر میں عورتوں کی طرح کون رو رہا تھا۔؟ وہ ہی رو رہا تھا۔۔

تلخی سے ہنستے ہوۓ اس نے سر جھٹکا تھا۔پھر آہستین سے گلابی نم سی آنکھیں صاف کیں۔وہ نہیں دے سکتا تھا کسی کو بھی تکلیف۔۔وہ کسی کو اذیت کا شکار کر کے چین سے نہیں بیٹھ سکتا تھا اور یہی۔۔یہی اسکی کمزوری تھی۔۔اسکی کمزوری نے اسے زندگی کے گزرتے ہر برس میں بے حد اذیت کا شکار کیا تھا۔

کہتے ہیں کہ اگر آپ مضبوط نہ بھی ہوں تب بھی خود کو فولاد ظاہر کریں۔یہ تو کم از کم آپکو کرنا ہی چاہیۓ۔اور وہ بھی یہی کررہا تھا لیکن وہ اس سب میں بری طرح سے شکست کا سامنہ بھی کررہا تھا۔اسکے اوپر گزرتا ہر لمحہ بہت بھاری اور بوجھل ہوتا جارہا تھا۔۔کاش کہ کوئ اسے سمجھ سکتا۔!اسے جانے کیوں۔۔رُخ اس وقت بہت شدت سے یاد آئ تھی۔۔ہاں اسے پہلی بار آمنہ نہیں بلکہ رُخ یاد آئ تھی۔۔

اور اپنے اس خیال سے بے خبر ارسل اب لالہ رُخ کی نم آنکھوں کے بارے میں سوچ رہا تھا۔۔سر کرسی کی پشت سے ٹکاۓ۔۔بالکل خاموشی کے ساتھ۔

وقت نے اسے گردن ترچھی کر کے بہت اداسی سے دیکھا تھا۔۔اداس سی مسکراہٹ لی ئے۔۔

*

دوسری جانب افغان کے لاؤنج میں بیٹھے رامش، جنید اور گل کسی بات پر قہقہ لگا کر ہنس پڑے تھے۔اسی وقت لاؤنج میں اسفند داخل ہوا تو ان تینوں کے بلند ہوتے قہقے ساکت ہو گ ئے۔۔ ہششش۔۔لالہ آگ ئے ہیں۔۔اب ذرا تمیز سے ہنسیں۔۔وہ کیسے بھلا۔۔منہ پر ہاتھ رکھ کر۔۔ہلکا سا ہی ہی ہی۔۔اور بس۔۔

وہ تینوں بھی اگلے ہی پل سیدھے ہوئے تھے۔اس نے یہاں وہاں فاطمہ کو تلاشا اور پھر اگلے ہی پل اوپر کو جاتے زینوں کی جانب بڑھ گیا۔اوپر سے اترتی بے خبر رامین سے اسکی مڈبھیڑ ہوئ تھی۔وہ ریشمی دوپٹے کو بمشکل سر پر جماتی ساتھ سے نکلنے ہی لگی تھی کہ اسفند کی آواز پر رک گئ۔

"مامی کہاں ہیں۔۔؟"

رامین کے ابرو خواہ مخواہ ہی خفگی سے اکھٹے ہوئے تھے۔اسفند نے لبوں پر ابھرتی مسکراہٹ جلدی سے سمیٹی تھی۔

"وہ برابر میں خالدہ خالہ کے گھر گئ ہیں۔۔"

اس نے کہہ کر نیچے اترنے کے لی ئے پر تولے لیکن وہ ایک بار پھر اسے روک گیا۔

"میرا ایک کام کردیں گی آپ۔۔؟"

جناب۔۔لاؤنج میں بیٹھے تینوں ہی بے ساختہ کھنکھارے تھے۔اسفند کی ایک نگاہ پر جلدی سے چہرے دوسری طرف کو پھیر گ ئے۔جیسے کچھ دیکھا ہی نہیں۔۔ناں ناں۔۔

"مجھے میری ایک کتاب ڈھونڈ دینگی آپ۔۔؟ میں نے مامی کو دی تھی۔لیکن انہوں نے پتا نہیں کہاں رکھ دی ہے۔مجھے مل نہیں رہی۔"

اسکا مطالبہ ان تینوں نے بھی بخوبی سن لیا تھا اسی لیئے جنید کی حسِ ظرافت پھڑکی تھی۔

"شادی سے ایک ہفتہ پہلے کونسا کتاب پڑھ کر لالہ کو ارسطو بن جانا ہے! بچو۔۔سب بہانے ہیں رامین آپی سے باتیں کرنے کے۔۔"

اسکی سرگوشی پر گل اور رامش کھی کھی کرنے لگے تھے۔دوسری جانب رامین نے جھنجھلا کر اسفند کی جانب دیکھا تھا۔جیسے کہہ رہی ہو۔۔"میں کتاب ڈھونڈنے والی لگتی ہوں آپکو۔۔!"

"کونسی کتاب ہے۔۔؟ اور اتنی بھی کیا لاپرواہی کے آپ سے ایک کتاب بھی نہ سنبھل سکی۔چاچی کو وہ کتاب دے دی۔۔ان سے تو اپنا آپ نہیں سنبھلتا اس عمر میں۔۔آپکی کتابیں کہاں سنبھالتی پھریں گی وہ۔"

کہاں کا غصہ کہاں اتر رہا تھا۔۔نہیں بلکہ ٹھیک جگہ ہی اتر رہا تھا۔

"ایک کتاب ہی تو کھوئ ہے۔۔"

اسفند کی مدھم سی آواز پر رامین کو اور ہی غصہ آیا تھا۔یہ گنجا کبوتر۔۔!

" اچھا۔۔پھر خیر ہے۔۔ایک کتاب ہی تو کھوئ ہے۔۔آپ جب تک کوئ اور کتاب پڑھ لیں۔۔"

اس نے اب کہ صاف جواب دیا تھا۔پھر "ہونہہ" کر کے زینے اترنے لگی۔

"پتا نہیں وہ کون تھا جو ایک کتاب کے نہ ملنے پر رورہا تھا۔کیا آپ اسے جانتی ہیں۔۔؟"

اور زینے سے اگلا قدم اتارتی رامین ٹھہر ہی تو گئ تھی۔لائبریری میں پھیلی وہ مدھم زرد رات جیسے اگلے ہی پل ہر جانب تحلیل ہو کر بکھرنے لگی تھی۔اسفند جانتا تھا کہ وہ کیا کہہ رہا تھا۔اسفند کو معلوم تھا کہ وہ کس جانب اشارہ کررہا تھا۔رامین ایک جھٹکے سے اسکی جانب مڑی تھی۔اسفند نے گردن ہلکی سی ترچھی کی تھی۔پھر ہولے سے بولا۔۔

"مجھے بس یہ یاد نہیں آرہا کہ وہ لاپرواہ تھا کون جو اس رات اپنی کتاب کے نہ ملنے پر رورہا تھا۔ مجھے بس اس لاپرواہ سے ایک بات کہنی تھی۔۔"

وہ دو زینے اتر کر اس سے ایک زینے کے فاصلے پر رک گیا تھا۔رامین سانس روکے تک رہی تھی اسے۔اسکی سرمئ آنکھوں میں ہلکورے لیتی نرمی کے ساتھ گھلی ہلکی سی شرارت نے اسے الگ ہی رنگ دے دیا تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔

"اَلسَلامُ عَلَیکُم احباب۔۔۔۔

"ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید۔۔۔۔

ناولز کی دنیا" ویب سائیٹ / گروپ / پیج دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کرسکتے ہیں --- اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں --- ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے ---

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں -- اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کرکے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہوسکا آپکی تحریر پوسٹ ہوجائے گی ---

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیئے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں--

Email address :- Novelskiduniya77@gmail.com

Facebook page :- Novels ki duniya

(user name @zoyatalib77)

Facebook group :- Novels ki duniya

Instagram Page:- Zoya Talib (UserName: Novelskiduniya77)

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو)

اور باقی کے رابطے کے لیئے ہر پیج کے نیچے

"novels ki duniya "

اور

"website"

لکھا ہے ان دونوں کو وزٹ کرنے کے لیئے لکھے ہوئے پر ہی کلک کریں اور اوپن کرلیں ---

شکریہ-----

"وہ ایک کتاب کے کھوجانے پر رونے والی لڑکی، اپنی ذات کے کھوجانے کا سودا کرنے چلی تھی۔ زیادتی کررہی تھی وہ۔۔پھر زیادتی روکنے والے کو ڈانٹ بھی رہی تھی۔۔ ظلم نہیں۔۔؟"

وہ مسکرایا تھا۔۔بہت ہلکے سے۔۔اسی پل داخلی دروازے سے فاطمہ داخل ہوئیں تو رامین جلدی سے پلٹ کر سرخ چہرہ لیۓ ، دوسری جانب بنے اپنے پورشن کی طرف بڑھ گئ۔فاطمہ نے پہلے اسے جاتے دیکھا پھر سوالیہ نگاہوں نے اسفند کا سامنہ کیا۔وہ مسکراتا ہوا ان کے عین سامنے آرکا تھا۔فاطمہ اسکی مسکراہٹ سمجھتی تھیں اسی لیۓ چپکے سے وہ خود بھی متبسم ہوئ تھیں۔

"مامی مجھے کام تھا آپ سے۔۔۔"

"ہاں کہو۔۔"

" میرے دوست کے گھر والوں کو دعوت دینے کے لیۓ انکے گاؤں جانا ہے۔چلیں گی ناں آپ۔۔؟"

اس نے پوچھا تو فاطمہ نے سر اثبات میں ہلایا۔پھر اس سے وقت اور جگہ پوچھنے لگیں۔جیسے ہی وہ آگے بڑھنے لگا تو رامش کے سوال پر رک گیا۔

"آپکی تو کتاب کھو گئ تھی ناں لالہ۔۔"

کچھ سوچ کر وہ اگلے ہی لمحے مسکرایا تھا۔پھر بے نیازی سے کندھے اچکاۓ۔۔

"میری نہیں۔۔کسی اور کی کتاب کھوئی تھی۔۔شاید مل گئی ہو اب تک۔۔میں اتنا لاپرواہ نہیں۔۔ چلتا ہوں مامی۔۔"

اسکی ذومعنی بات کو وہ تینوں نہیں سمجھ سکتے تھے۔ناں ہی فاطمہ سمجھ سکتی تھی۔۔بلکہ اسکی اس بات کو زینوں کے اس پار کھڑی لڑکی سمجھ رہی تھی۔وہ آگے بڑھتے ہوئے لمحے بھر کو رکا۔۔پھر چہرہ گھما کر زینوں کی جانب دیکھا جہاں وہ سن ہوئی کھڑی تھی۔۔ایک پل کے لیے ان دونوں کی نگاہیں ملی تھیں۔۔اور اس ایک نگاہ میں وہ اسے بہت سے راز سونپ کر آگے بڑھ گیا تھا۔رامین سے کھڑا ہونا محال ہونے لگا تھا۔۔اسکے جیسے رگو پے میں وہ دو سرمئی نگاہیں حلول کر گئی تھیں۔۔ اس نے بمشکل گہرا سانس لیا اور پھر اپنے کمرے کی جانب بڑھ آئی۔۔یہ اسفند۔۔کون تھا یہ اسفند۔۔!کیا تھا یہ اسفند۔۔!

*

شام کی سیاہی پھیلی تو بھاری پردے گرادیے گئے۔سردیوں کی سوغاتیں ہر جانب بکھرنے لگیں اور زرد قمقمے روشن کردیے گئے۔رُخ نے مسکرا کر دادی کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا تھا۔۔پھر اندر داخل ہوگئی۔دادی اپنی مغرب کی نماز سے فارغ ہو کر جائے نماز پر ہی براجمان تسبیح کے دانے گرا رہی تھیں۔اسے آتا دیکھ کر مسکرادیں۔۔

وہ پاس چلی آئی۔۔پھر انکے ساتھ دبیز قالین پر بیٹھ گئی۔انہوں نے آگے بڑھ کر اسے پیار کیا تھا۔

"آپ آج کمرے سے باہر ہی نہیں آئیں دادی۔۔طبیعت تو ٹھیک ہے ناں آپکی۔۔؟"

اسکی متفکر سی سرگوشی پر وہ جھریوں زدہ چہرہ لیئے مسکرائی تھیں۔ایسے بچوں کی طرح مسکراتی ہوئیں وہ بہت پیاری لگتی تھیں۔رُخ کو ہمیشہ ان پر بے طرح پیار آیا کرتا تھا۔۔

"بس آج کچھ طبیعت بوجھل سی ہورہی تھی۔اسی لیئے باہر آنے کا دل نہیں کیا۔۔ویسے بھی بوڑھوں کا کیا ہے۔۔ایک جانب بھی پڑے رہیں تو گھر کے نظامِ زندگی میں کیا فرق پڑتا ہے۔۔"

انہوں نے تسبیح چوم کر نگاہوں سے لگائی تھی۔پھر کچھ پڑھ کر رُخ پر پھونکا۔ وہ مسکرا کر انکے قریب ہوئی تھی۔پھر گھنگھور سیاہ پلکیں جھپکا کر انہیں دیکھا۔

"دادی میں یہاں لیٹ جاؤں۔۔؟"

انکی گود کی جانب اشارہ کیا تو وہ نہال ہی ہوگئیں۔جیسے انہیں ارسل پیارا تھا ویسے ہی انہیں رُخ بھی بہت پیاری تھی۔انہوں نے ہاتھ آگے بڑھا کر اسے اپنی گود میں لٹایا تھا۔۔ پھر اسکے چہرے پر گھر آتی لٹ کو پرے کر کے اسکی صبیح پیشانی چومی۔لالہ رُخ آپ ہی آپ مسکرانے لگی تھی۔۔

"دادی۔۔مجھے آپ سے ارسل کے بارے میں کچھ بات کرنی تھی۔۔"

اس نے آہستہ سے کہا تو اسکی وہ جانب چہرہ جھکا کر دیکھنے لگیں۔

"نازنین پھپھو کے انتقال کے بعد ارسل کو کیا ہوگیا تھا دادی۔۔؟"

اسکی بات سن کر وہ بری طرح چونکی تھیں۔پھر اسکی جانب سوالیہ نگاہوں سے دیکھا تو رُخ نے گہرا سانس بھرا۔

"مجھے ارسل نے بتایا تھا دادی۔۔وہ انکی وجہ سے کافی ڈسٹرب رہے تھے۔۔"

دادی نے ایک بہت سرد آہ بھری تھی۔جوان خوبصورت بیٹی کا دکھ آج بھی کہیں دل کو اندر تک زخمی کردیا کرتا تھا۔انہوں نے آنکھوں میں جمع ہوتی نمی کو انگلی کے پوروں پر چنتے اداسی سے مسکرا کر اسے دیکھا تھا۔

"نازنین سے بہت مانوس تھا ارسل۔اسکے بغیر جیسے ادھورا تھا وہ۔۔کسی کے ساتھ نہیں بنتی تھی لیکن نازنین میں جان تھی اسکی۔اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، پہننا اوڑھنا اور پڑھنا لکھنا۔۔غرض یہ کہ ہر چیز نازنین سے شروع ہو کر اسی پر ختم ہوتی تھی ارسل کی۔۔پھر جب۔۔"

انکی آواز اس آخری جملے پر کانپی تھی۔رُخ کا دل گھٹنے لگا تھا۔اسکی آنکھیں بہت تیزی سے اداسی کی گرفت میں آنے لگی تھیں۔

"پھر جب وہ۔۔وہ مرگئ تو ارسل کی زندگی گویا ختم ہی ہوگئ۔یوں لگتا تھا جیسے وہ کسی بند کنویں میں قید ہوگیا ہو۔۔سانس تک نہیں آتا تھا اسے۔۔اس قدر نازنین کا غم اسے توڑ گیا تھا۔۔کافی عرصے تک اسکی ذہنی حالت درست نہیں رہی تھی۔اسے چیزیں یاد نہیں رہتی تھیں۔۔بیٹھے بیٹھے باتیں کرنا بھول جاتا تھا۔۔کتنے وقت تک خوابوں سے خوفزدہ ہو کر اٹھا تھا وہ۔۔آج بھی یقین ہے

مجھے کہ ان خوابوں نے پیچھا نہیں چھوڑا ہو گا اسکا۔۔اپنی پھپھی کا خون میں لت پت جسم دیکھ کر، اسے مٹی کے نیچے دفن ہوتا دیکھ کر، اسکے گداز سے وجود کو سرد پڑتا دیکھ کر۔۔ارسل کے اندر خوف نے بسیرا کرلیا۔وہ ہر اس بات سے خوفزدہ ہونے لگا جو کسی کو تکلیف پہنچانے کا باعث بنیں۔۔اس نے عام بچوں کی طرح لڑنا چھوڑدیا۔۔ہر وہ کھیل کھیلنا چھوڑ دیا جو کسی بھی طرح کے جھگڑے کو دعوت دیتا ہو۔"

دادی کے آنسو اسکے چہرے پر گر رہے تھے اور اسکے اپنے آنسو دادی کے لباس میں جذب ہورہے تھے۔

"شیر بہت غصہ ہوتا تھا اس پر۔وہ بزدل ہوگیا تھا ناں رُخ اور پٹھانوں میں تو بزدلی کو گناہِ عظیم تسلیم کیا جاتا ہے۔۔پھر یوں ہوا کہ اس نے باپ کے سامنے۔۔بلکہ کسی کے بھی سامنے رونا ترک کردیا۔ہمیں لگا وہ ٹھیک ہوگیا ہے۔۔ہمیں لگا کہ وہ زندگی کی جانب پلٹ رہا ہے لیکن ایسا نہیں تھا لالہ رُخ۔۔"

دادی کی سانس بتاتے بتاتے اکھڑنے لگی تھی۔

"ایک دن پھر میں نے اسے تاریک تہہ خانے میں چھپ کر روتے دیکھا۔وہ گھٹنوں کو سینے سے لگائے بلک بلک کر رورہا تھا۔۔اس دن مجھے پتا چل گیا کہ وہ تو آگے بڑھا ہی نہیں تھا۔۔بس اس نے اپنی کمزوری پر خول چڑھالیا تھا۔۔جیسے ہم زیوارت پر سونے کا پانی چڑھا کر خود کو۔۔سب کو دھوکہ دیتے ہیں ناں رُخ۔۔اسی طرح۔۔وہ خود کو۔۔ہم سب کو۔۔نازنین کو دھوکہ دینا سیکھ گیا

تھا۔۔اس نے اپنا خوف ڈھکنا سیکھ لیا۔۔اس نے بہت کچھ خود میں قید کئے رکھا ہے بچے۔۔مجھے ثابت یقین ہے کہ وہ آج بھی اس خوف کے زیرِ اثر بہت کچھ برداشت کررہا ہوگا۔۔بتاتا نہیں ہے وہ الگ بات ہے۔۔لیکن ارسل آج بھی اسی تہہ خانے میں بند ہے بیٹے۔۔"

انہوں نے تھک کر سانس لیتے ہوئے اپنی آنکھیں صاف کی تھیں۔پھر چہرہ جھکا کر رُخ کو دیکھا تو مسکرادیں۔وہ اب اٹھ کر دادی کا گیلا چہرہ صاف کررہی تھی۔

"ارسل کا بہت خیال رکھا کرو رُخ۔میرا پوتا بہت نازک ہے۔۔جلدی ڈر جاتا ہے۔۔گھبرا جاتا ہے۔۔اسکی اس کمزوری کے باعث اس سے کبھی نفرت نہ کرنا۔۔"

اس نے انکا ہاتھ دبا کر انہیں یقین دہانی کروائی تھی کہ اسکا بہت خیال رکھے گی۔

"اچھا کھانا کھائنگی آپ۔۔؟ میں رمشہ کو بھی بلانے جارہی ہوں۔صبح سے کمرے میں گھسی بیٹھی پتا نہیں کیا کررہی ہے۔۔اور سونے پر سہاگہ آنٹی میری امی کی طرف گئ ہوئیں ہیں تو وہ محترمہ بالکل بھی باہر نہیں نکل رہی۔۔"

وہ اب تیز تیز بولتی اٹھ کر کمرے سے باہر نکلی تو دادی نے ایک آسودہ سی مسکراہٹ کے ساتھ اسے جاتے دیکھا۔کیا ہوا جو انکا پوتا اتنا مضبوط نہیں تھا۔۔؟ جتنی مضبوط اور طاقتور رُخ تھی۔۔ انہیں یقین تھا کہ وہ اسے ضرور بالضرور ٹھیک کردے گی۔ہاں۔۔ضرور ہی۔۔

*

وہ باہر آئی اور پھر کچن کی سمت بڑھ گئی۔۔یکایک اندر سے آتی دبی دبی چیخ کی آواز پر وہ ٹھٹھک کر رکی تھی۔۔پھر ایک جھٹکے سے کچن کے اندر چلی آئی۔۔

ایک سوکھا سا لڑکا، رمشہ کے انتہائی قریب کھڑا کوئی سرگوشی کررہا تھا۔اور رمشہ انتہائی خوفزدہ ہوئی، آنسوؤں سے رو رہی تھی۔اس کی نگاہیں اگلے ہی پل سپاٹ ہوئی تھیں۔۔کنپٹی میں دوڑتا لہو جیسے ابل پڑا تھا۔اس نے آگے بڑھ کر اسکی شرٹ پیچھے سے جکڑی اور اسے اپنی طرف گھسیٹا۔ اگلے ہی پل ایک زوردار گھونسا اس نے لڑکے کے جبڑے پر مارا تو وہ لڑکھڑا کر پیچھے کی جانب لڑھکا۔

وہ اس بے وقت کی آفتاد پر بری طرح گھبرایا تھا۔رمشہ بھاگ کر اسکے پاس آئی تھی۔اس نے لہو رنگ آنکھوں سے لڑکے کو دیکھا۔۔یوں جیسے اسے چیر پھاڑ دے گی۔پھر آگے بڑھ کر اسکے پیٹ میں گھٹنا پوری قوت سے مارا تو وہ تکلیف سے بل کھاتا زمین پر گر پڑا۔

"ہمت کیسے ہوئی تمہاری میرے گھر میں قدم رکھنے کی۔۔اور پھر رمشہ کو ہراساں کرنے کی۔۔!"

وہ اس پر جھکی پھر اسے گریبان سے جکڑ کر گھسیٹتی ہوئی لاؤنج میں لے کر آئی۔۔اسکے بازوؤں میں جیسے جنوں بھوتوں کی سی طاقت بھر گئی تھی۔لڑکے نے مزاحمت کرنے کی کوشش کی تھی لیکن رُخ کی پروفیشنل گرفت سے چھٹکارا پانا آسان نہیں تھا۔۔

لاؤنج سے گھسیٹ کر داخلی دروازے تک وہ اسے مارتی ہوئی لے کر گئ تھی۔ساتھ ساتھ وہ اس پر خالص پشتو میں گرج بھی رہی تھی۔۔انسان غصے میں ہو تو اپنی مادری زبان میں ہی کلام کیا کرتا ہے۔۔وہ بھی اس پر گالیوں برسات کرتی اس پر پوری طرح سے حاوی ہوچکی تھی۔

ایک رامین تھی کہ جسے ڈھنگ سے ایک گالی دینے بھی نہیں آتی تھی اور ایک رُخ تھی۔۔جس نے خود سے عہد باندھ رکھا تھا کہ وہ اس زمین میں دفن تو ہوجائے گی لیکن کبھی ظلم برداشت نہیں کرے گی۔۔!

رامو کاکا شور سن کر داخلی دروازے کی جانب دوڑتے ہوئے آئے تھے۔دادی بھی گھبرا کر کمرے سے باہر نکل آئ تھیں۔پھر اسے لڑکے کو مارتے دیکھ کر اپنی ہی جگہ ٹھہر گئیں۔۔رامو کاکا بھی پھٹی آنکھوں سے اسکے چلتے ہاتھ دیکھ رہے تھے۔انہوں نے اپنی پوری زندگی میں کسی لڑکی کو اس طرح لڑتے اور اتنے سخت الفاظ کا استعمال کرتے نہیں دیکھا تھا۔

لڑکے نے ایک دو دفعہ اسے مارنے کے لیۓ ہاتھ اٹھایا لیکن وہ ہر دفعہ اتنی پھرتی سے اسکا وار روکتی تھی کہ وہ مزید بوکھلا جاتا تھا۔اسے گھر سے لات مار کر باہر پھینکنے کے بعد وہ اندر کی جانب مڑی تو رمشہ بے ساختہ ہی بھاگتی ہوئ اسکے قریب آئ اور پھر اس سے چمٹ گئ۔اس نے اپنے سرخ پڑتے ہاتھوں سے اسکی پیٹ تھپتپائ تھی۔پھر اسے خود سے الگ کیا۔۔اسکا وجود زلزلوں کی زد میں تھا۔۔اس نے اسے دونوں کندھوں سے تھام کر مضبوطی سے کھڑا کر رکھا تھا۔

"یہ لڑکا کون تھا رمشہ۔۔؟"

اور رمشہ ایک بار پھر سے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی تھی۔

"میں نے پوچھا یہ کون تھا۔۔؟"

اسکی آواز طیش سے بلند ہوئی تھی۔رمشہ نے آنسوؤں سے بھیگی آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔

"ز۔۔زرتاج۔۔کا بھائی تھا وہ۔۔"

اور رُخ کی پیشانی پر پڑا ہر بل ڈھیلا پڑ گیا تھا۔لب اگلے ہی پل بھنچ گ ئے تھے اور ابرو تن گ ئے تھے۔۔زرتاج۔۔استا دا مخ!

اس نے اپنے دانت پیسے تھے۔۔

****

اب کہ لاؤنج میں رمشہ دادی کے ساتھ لگی بیٹھی تھی اور لالہ رُخ اسکے بالکل مقابل۔۔ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے۔۔سپاٹ اور سرد چہرہ لی ئے۔۔

"یہ لڑکا کب سے تنگ کررہا ہے تمہیں رمشہ۔۔؟"

اسکی بے لچک سی آواز پر رمشہ نے رو رو کر ہلکان ہوتی نگاہیں اٹھائی تھیں۔پھر گیلی سانس اندر کو کھینچ کر کہنے لگی۔

"پ۔۔پہلے بھی ایک دفعہ وہ مجھے ایسے ہی ہراساں کر کے گ ئے تھے۔۔کچن میں ہی۔۔"

اسکا سانس بے تحاشہ چڑھا ہوا تھا اور خوف سے آواز تک لرز رہی تھی۔لالہ رُخ کی سرد نگاہیں اسکا سانس خشک کیئے دے رہی تھیں۔اس نے کبھی رُخ کو اتنا سنجیدہ اور سپاٹ نہیں دیکھا تھا۔

"کیا کہہ رہا تھا پہلے یہ تم سے۔۔؟ اور ابھی کیا بکواس کی ہے اس نے۔۔؟"

دادی بھی اب کہ سوالیہ نگاہوں سے رمشہ کا فق چہرہ تک رہی تھیں۔اس نے پہلے حلق میں جمع ہوتیں بہت سی گرہیں نگلیں اور پھر بے حد ہلکی سی آواز میں کہنے لگی۔

"وہ۔۔وہ پہلے بھی یہی کہہ رہے تھے کہ میں ارسل بھائی سے کہوں کہ وہ آپکو۔۔آپکو چھوڑ دیں اور زرتاج سے شادی کرلیں۔وہ مجھے دھمکا کر گیا تھا کہ اگر میں نے ایسا نہ کیا تو وہ مجھے۔۔مجھے خراب کردے گا۔۔وہ مجھے خاندان بھر میں بدنام کردے گا۔۔وہ مجھے کہیں کا نہیں چھوڑے گا۔۔"

اسکی یہ بات سنتے ہی رُخ کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔اس نے ضبط سے گہرا سانس لیتے ہوئے جیسے بہت سا ابلتا طیش دبایا تھا۔دادی اب پھر سے رمشہ کو ساتھ لگاتیں بہت بے چین سی نظر آرہی تھیں۔اسکی باتیں سننے کے بعد جیسے وہ بھی خوفزدہ ہوئی تھیں۔پھر حیران ہو کر کہنے لگیں۔۔

"ذرا شرم نہیں آئی ان بے غیرت لوگوں کو اپنی ہی خالہ کے گھر میں نقب لگاتے ہوئے۔خدایا۔۔ ہم تو کبھی شک بھی نہیں کرسکتے تھے ان پر۔۔کیسا وقت وارد ہوچلا ہے اللہ۔۔اور یہ زرتاج۔۔یہ لڑکی تو مجھے شروع سے ہی ایک آنکھ نہیں بھائی۔"

اگلے چند پل کوئی کچھ نہ بولا۔لاؤنج میں محض رمشہ کی دبی دبی سی سسکیاں وقفے وقفے سے سنائی دے رہی تھیں۔پھر اگلے ہی پل رُخ گہرا سانس لیتی آگے کو جھکی۔ہتھیلیاں باہم ملا کر، کہنیاں گھٹنوں پر جمالیں۔سیاہ ارتکاز اٹھا کر رمشہ کی آنکھوں میں دیکھا۔

"میری بات اب دھیان سے سنو رمشہ۔۔"

اس نے کبھی کسی کی اس قدر سرد آواز نہیں سنی تھی۔اسے رُخ سے ایک پل کو خوف آیا تھا۔

"صبح تم اپنے وقت پر ہی کالج جاؤ گی۔رامو کاکا کے ساتھ جا کر انہی کے ساتھ واپس آؤ گی۔کالج کے بعد کہیں بھی باہر نکلنے کی ضرورت نہیں تمہیں۔آنٹی، شیر بابا یا پھر ارسل کو بتا کر پریشان کرنے کا بھی کوئی فائدہ نہیں۔اسی لیے اس مسئلے سے میں خود نپٹ لونگی۔۔وہ اب تمہیں تنگ نہیں کرے گا اور اگر کرے گا تو وہ اپنی قبر خود تیار کرے گا۔۔باقی۔۔"

وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔رمشہ اور دادی نے ایک ساتھ ہی سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔

"ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں کسی سے بھی۔آرام کرو تم۔۔آج دادی کے ساتھ انکے کمرے میں سوجاؤ، اکیلے نہیں سونا۔۔صبح سب ٹھیک ٹھاک اٹھیں گے۔۔کچھ نہیں ہوا اوکے۔۔؟"

اسکا گرمجوش سا والہانہ پن اس پل بالکل مفقود تھا۔وہ سنجیدہ سی مختصر بات کر کے آگے بڑھی تو رمشہ نے بے اختیار دادی کی جانب خائف نگاہوں سے دیکھا۔

"دادی۔۔بھابھی مجھ سے ناراض ہیں کیا۔۔!"

اسے رُخ کے ایسے رویے پر یقین نہیں آرہا تھا۔دادی نے مسکرا کر اسکے چمکتے بھورے بالوں پر ہاتھ پھیرا تھا۔پھر بہت آہستگی سے بولیں۔

"وہ رُخ ہے ناں رمشہ۔۔اسے سمجھنا تھوڑا سا مشکل ہے۔۔وہ بیک وقت ابھی بہت سی باتوں پر غصہ ہے۔۔بہت سی باتوں پر دکھی ہے۔۔اور بہت سی باتوں کو وہ ابھی درست نتائج کے ساتھ سمجھ نہیں پارہی۔جب وہ ان سب کے ساتھ اپنا معاملہ درست کرلے گی تب ضرور تم سے بات کرے گی وہ۔۔ابھی اگر اس نے تم سے مزید کوئی بات کی تو بچے۔۔وہ اپنے الفاظ سے زخمی کردے گی تمہیں۔"

دادی کی وضاحت پر اس نے سرخ سی حیران آنکھیں پھیلائی تھیں۔۔

"میں نے کچھ نہیں کیا ہے دادی۔۔میرا کوئی قصور نہیں اس سب میں۔۔"

"مجھے پتا ہے میری جان۔۔"

انہوں نے نرمی سے کہہ کر، ایک بار پھر اسے خود میں بھینچا تھا۔

"لیکن یہ جو فائٹر لوگ ہوتے ہیں ناں۔۔انکا غصہ الگ قسم کا ہوتا ہے۔یہ اپنے ہاتھ استعمال کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔۔یہ جواب اکثر اپنی جسمانی تکنیک اور طاقت سے دیا کرتے ہیں۔۔ایسے لوگ ظلم برداشت نہیں کرتے اور ظلم پر خاموش رہنے والوں کو تو ہرگز بھی قبول نہیں کرتے۔۔وہ جانتی ہے کہ اگر تم سے ابھی بات کرے گی تو تمہیں تکلیف پہنچادے گی۔۔ اسی لیئے ابھی وہ

اٹھ کر چلی گئ ہے۔اس میں جو غصہ طاقت کی صورت ابل رہا ہے کہیں وہ تم پر نہ اتر جائے۔۔ اسی لیے اس نے تم سے مزید کوئ بات نہیں کی۔"

دادی نے بہت سہولت کے ساتھ کہہ کر اسکی پریشانی دور کردی تھی۔اس نے بہت اداس ہو کر زینوں کی جانب دیکھا تھا جہاں سے رُخ ابھی ابھی گزر کے اوپر کی جانب بڑھی تھی۔

"مجھے ڈر لگ رہا ہے دادی۔۔مجھے بھابھی سے ڈر لگ رہا ہے۔۔"

وہ چند لمحے تو خاموش رہیں لیکن پھر انکی ہولے سے ابھرتی آواز نے اسے اگلی ہی ساعت میں برف کردیا تھا۔۔

"وہ خطرناک ہے رمشہ۔۔اس سے ڈرنا ہی چاہیۓ۔۔"

انہیں آج۔۔اس پل۔۔اسی گھڑی۔۔اندازہ ہوا تھا کہ وہ لڑکی کتنی مضبوط اور سرد تھی۔ظالم کے لیۓ کس قدر کاٹ دار اور بے رحم تھی۔۔وہ لڑکی۔۔جو ہر لمحہ قلقاریاں بھرتی تھی۔۔ جو ہر لمحہ گزرتی زندگی کو اپنی پوری شادابی کے ساتھ بسر کرنا جانتی تھی۔۔وہ لڑکی جو رنگوں اور پھولوں کی رسیا تھی۔۔ہاں وہی لڑکی۔۔اپنی ذات کے اندر کھبے رنگوں کی رنگینی میں۔۔کہیں بہت گہرائ تک زخمی تھی۔۔اسے اندر کہیں ایسا زخم لگا تھا کہ جسکی نمائش بھی حرام تھی اس معاشرے میں۔۔ہاں کہیں۔۔اندر وہ لڑکی ایسی ہی تھی۔۔عام لڑکیوں جیسی۔۔

لاؤنج میں اب انکی بہت مدھم سی سرگوشی گونج رہی تھی۔ان میں سمٹی رمشہ کا خوف آہستہ آہستہ زائل ہونے لگا تھا۔ایسا خوف۔۔جو پچھلے کئ دنوں سے اسے جمائے ہوئے تھا۔۔اس وقت۔۔دادی کی نرم گرم سی آغوش میں پانی بن کر بہنے لگا۔کچھ خوف ہوتے ہیں کہ جن کو محض نرمی زائل کرسکتی ہے۔۔اور کچھ خوف کا علاج محض سختی ہوا کرتی ہے۔۔اسی سختی نے لالہ رُخ کے خوف کو اسکے اندر سے اکھاڑ پھینکا تھا۔اور شاید۔۔اسی سختی نے۔۔اسے تھوڑا سا۔۔بہت تھوڑا سا۔۔کرخت کردیا تھا۔۔!

*

آفس سے واپس لوٹتے وقت سنسان سڑک پر جیسے ہر ذی روح اپنا وجود کھو چکا تھا۔ اس نے دھواں دھواں ہوتی آنکھوں سے نظر آتے منظر کو جذب کرنے کی کوشش کی تھی۔پھر گہرا سانس لے کر گاڑی کو یونہی بج پڑتی، تارکول کی بے رحم سی سڑک پر بے ہنگم دوڑاتا رہا۔دل جیسے ہر شے سے اچاٹ ہوتا جارہا تھا۔۔بیزار۔۔خالی سا۔۔

سامنے نظر آتی سیاہ سڑک کی سخت سی ساخت پر گاڑی دوڑاتے ہوئے وہ خود کو بھی یہیں کہیں گم کردینا چاہتا تھا۔

اوپر کمرے کا دروازہ بند کر کے وہ چند ساعتیں گہرے گہرے سانس لیتی خود کو نارمل کرنے لگی تھی۔اسکا سارا جسم لمحوں میں تپتے تانبے کی مانند سرخ ہوگیا تھا۔گردن پر ابھرتی بہت سی پسینے کی بوندیں اسکے اندر مچی توڑ پھوڑ کا غماز تھیں۔اس نے لمحے بھر کو آنکھیں بند کی تھیں۔۔

اسکول کے وسیع و عریض میدان میں چند لڑکیاں اس پر جھکیں اسکے چہرے پر اپنے جوتوں سے ضربیں لگارہی تھیں۔تکلیف کی شدت سے اس نے آنکھیں میچ رکھی تھیں اور گٹھڑی کی صورت وہ مٹی مٹی سے میدان پر گری۔۔بہت بے بس دکھ رہی تھی۔ایک زوردار ضرب اسکے ہونٹ پر لگی تو خون کی ایک باریک دھار بہہ کر مٹی میں جذب ہوگئ۔

اس نے آنکھیں کھول دیں۔اسکا سانس دھونکنی کی مانند چل رہا تھا۔کچھ خوف ہوتے ہیں۔۔جو انسان کا پیچھا کبھی نہیں چھوڑا کرتے۔۔اس روز میدان میں بے بسی سے پڑے رہنے کا خوف آج بھی کہیں اس کے اندر سانس لے رہا تھا۔وہ مضبوط تھی۔۔بہت دلیر اور دبنگ تھی۔اب جب ظلم ہوتے اپنی نگاہوں کے سامنے دیکھتی تھی تو اسکا جسم یونہی تپ کر بِھنّا جایا کرتا تھا۔شاید وہ اس بچی کو اس ذلت سے بچا نہیں سکی تھی جو اس روز بہت بے بس سی میدان میں منہ کے بل گری ہوئ تھی۔۔لیکن پھر اسکے بعد۔۔وہ ہر ظلم کو روک لینا چاہتی تھی۔۔وہ ہر ایک کو ایسی کسی بھی ذلت سے بچالینا چاہتی تھی۔۔ہاں وہ ایسا ہی کرنا چاہتی تھی۔

ارسل نے گاڑی گھر کو جاتے راستے کی جانب موڑی اور پھر اداسی سے گہری ہوتی تاریکی میں خود بھی تاریکی کا ہی حصہ لگنے لگا۔اسکی بھوری آنکھیں زخمی لگتی تھیں۔۔زخمی اور خاموش۔۔گہری اور بوجھل۔۔

رُخ نے آگے بڑھ کر ڈریسنگ روم کا دروازہ کھولا اور پھر خالی خالی نگاہوں سے خود کا عکس آئینے میں دیکھے گئ۔اسکی آنکھوں میں ضبط کی سرخی ابھری تھی۔۔بے اختیار اس نے اپنے نچلے ہونٹ کو چھوا۔۔ٹھیک وہیں۔۔جہاں اسے وہ ضرب لگی تھی۔۔تکلیف آج بھی ہوتی تھی۔۔زخم مندمل ہو کر بھی زخم ہی رہا کرتے تھے۔

ارسل نے خاموشی سے داخلی دروازہ کھولا اور پھر بنا چاپ پیدا کیۓ آگے بڑھ آیا۔لیکن اسکا رُخ اوپر کو جاتے زینوں کی جانب نہیں تھا۔اسکا رخ تو گھر کے عقب میں بنے اس کھوکھلے تہہ خانے کی جانب تھا کہ جس میں اس نے اپنے بچپن کا بہت سا حصہ گزارا تھا۔س نے آگے بڑھ کر زینوں کے دوسری طرف قدم رکھا اور پھر تاریکی میں ڈوبے دروازے کو دھکیل کر اندر کی جانب بڑھ گیا۔۔

وہ اب چہرے پر پانی کے چھینٹے مار رہی تھی۔پھر گیلا چہرہ اٹھا کر خود کو آئینے میں دیکھا۔۔جُوڑے میں بندھے بال ہلکے سے ڈھلک کر گردن پر آگرے تھے اور پانی کی چند بوندیں بہہ کر اسکی ٹھوڑی سے لڑھک رہی تھیں۔

وہ اب سیاہ تہہ خانے کے زینوں پر دھیرے دھیرے قدم دھرتا اتر رہا تھا۔کوٹ اس نے باہر ہی صوفے پر ڈال دیا تھا اور ٹائ کی گرہ ڈھیلی ہو کر گردن کے ساتھ ہولے سے جھول رہی تھی۔ آستینیں پیچھے کی جانب مڑی ہوئ تھیں اور بھوری آنکھیں اندھیرے میں بھی کسی کی آسودہ سی

خوشبو محسوس کرتیں اگلے ہی پل بند ہوگئ تھیں۔۔اس تاریک تہہ خانے میں بسی نازنین کی خوشبو۔۔اسکے لمس اور اسکے محبت سے بھرپور تاثرات نے اسے آج بھی زندہ کر رکھا تھا۔۔وہ جب بھی اداس ہوتا تھا۔۔اسی تہہ خانے کا رُخ کیا کرتا تھا۔۔

لالہ رُخ نے خود کو وضو کے پانی سے بھگویا اور پھر آہستگی سے چلتی بیڈ کی جانب چلی آئ۔شدید طیش کے وقت وضو کا بھگوتا پانی بہترین ہوا کرتا ہے۔ایسا پانی جو انسانی وجود پر چڑھی کثافت اور گھٹن کی ہر گرہ کو خود کے ساتھ بہا کر لے جاتا ہے۔اس نے بھی اتنے عرصے کی محنت میں یہی سیکھا تھا۔۔اب وہ بالوں کو جوڑے سے آزاد کرتی آہستہ سے اپنے بستر پر لیٹ رہی تھی۔اسکی سیاہ جگمگاتی آنکھیں کھلی سی دکھائ دیتی تھیں۔۔

"زخم کی تکلیف پر رونے میں قباحت نہیں رُخ۔اپنی کم ہمتی پر رونے میں قباحت ہے! جو کم ہمتی اور بزدلی پر رودے وہ بھی بھلا کوئ انسان ہوا۔۔!"

اسفند لالہ کی بہت عرصے پہلے کہی بات اسکی سماعت میں گھلی تھی۔زخم زخم آنکھیں گلابی ہوگئیں۔۔لیکن ان سے ضبط کا آنسو نہ ٹپکا۔۔وہ مضبوط تھی۔۔وہ نہیں روئے گی۔۔ اس نے مٹھی بھینچ کر خود کو بکھرنے سے روکا تھا۔۔

ارسل اب دیوار کے ساتھ لگ کر خاموشی سے بیٹھا تھا۔اسکی آنکھیں تاریکی میں گھور رہی تھیں۔ پھر اسکے رخسار پر ایک آنسو پھسلا۔۔اگر جو وہ نازنین کو نہ کھوتا تو وہ بھی آج۔۔شیر افگن۔۔ اسفند۔۔فرقان۔۔ہاں وہ بھی سب کی طرح مضبوط ہوتا۔۔وہ بھی بے خوف اور نڈر ہوتا۔۔لیکن وہ یہ سب نہیں تھا۔۔اس نے ایک انسان کو کھونے کے بعد خود کے خوف میں پناہ لی تھی۔۔اور جو اپنی ذات میں جڑ پکڑتے خوف میں پناہ لیتے ہیں وہ صدیوں تک اس قید سے رہائی حاصل نہیں کرسکتے۔

رُخ نے چونک کر آس پاس دیکھا تھا۔ارسل۔۔ارسل کو تو اب تک آجانا چاہیے تھا۔۔وہ جلدی سے سیدھی ہو بیٹھی پھر چہرہ گھما کر گھڑی کی جانب نگاہ پھیری۔۔رات کے ساڑھے دس بج رہے تھے لیکن سردیوں کی راتیں ہونے کے باعث یوں لگتا تھا گویا رات کا آخری پہر چل رہا ہو۔۔اس نے بے ساختہ ہی اٹھ کر کمرے کا دروازہ کھولا اور پھر دوپٹے سے بے نیاز، کھلے بالوں کو ہاتھ سے سمیٹتی تیز تیز زینے اترنے لگی۔۔اسکا دل اچانک ہی بہت گھبرانے لگ گیا تھا۔۔ارسل۔۔اسے اس سب میں وہ بالکل بھول گیا تھا۔ابھی وہ داخلی دروازے کی جانب بڑھ رہی تھی کہ یکدم ٹھہر گئی۔۔ وہ زینوں کے اس پار سے بہت تھکا ماندہ سا آرہا تھا۔اسے یوں دوپٹے کے بغیر۔۔کھلے بالوں کے ساتھ کھڑا دیکھا تو چونک کر رک گیا۔۔

وہ دونوں ہی ایک دوسرے کو دیکھ کر ٹھہر گۓ تھے۔۔رک گۓ تھے۔۔روک لیۓ گۓ تھے۔۔برف ہوتے ٹائلز پر کھڑے وہ دونوں اس سمے برف ہی کے مجسمے دکھ رہے تھے۔۔یخ۔۔

نرم دھوپ کی تمازت سے پگھلنے کے لیۓ بے تاب۔۔!اس برف سی دنیا میں اپنے خوف میں سمٹ کر زندہ رہنے والے دو مجسمے۔۔سانس لیتے۔۔زندہ اور زخمی مجسمے۔۔کیا کبھی تم نے ایسے مجسمے دیکھے ہیں۔۔؟

داخلی دروازہ کھلا ہونے کے باعث اک سرسراتا جھونکا اندر کو داخل ہوا اور رُخ کے بالوں کو اپنے ساتھ اڑا لے گیا۔۔پلکوں کی باڑ پر آنسوؤں کے چند قطرے لیۓ اسکی سیاہ آنکھیں اتنی دور سے بھی جگمگارہی تھیں۔ان آنکھوں کی جگمگاہٹ ہی نے ارسل کا دل لمحے بھر کے لیۓ جکڑ لیا تھا۔۔

خوف کے پل صراط پر ایک جانب وہ کھڑی تھی تو دوسری جانب ارسل۔۔ایک رونا جانتا تھا تو دوسرا خود کے آنسوؤں کو مٹھی بھینچ کر ڈانٹنا جانتا تھا۔۔ایک نے اپنے خوف کے آگے گھٹنے ٹیک دیۓ تھے اور دوسرے نے اسی خوف کو دھول بنا کر اڑا دیا تھا۔۔فرق کہاں تھا بھلا۔۔!لیکن فرق تھا۔۔فرق تو بہت تھا۔۔لیکن فرق سے بھلا کیا فرق پڑتا تھا؟ قلب تو کبھی بھی پلٹ سکتا تھا۔۔کسی بھی ساعت۔۔کسی بھی لمحے اور ہر ماہ و سال کی قید سے آزاد ہو کر۔۔

وہ اگلے ہی پل دوڑتی ہوئ آئ اور بے اختیار اس کے گلے لگ گئ۔وہ اپنی جگہ ہی ساکت ہوگیا تھا۔آنکھیں حیرت سے پھیل کر باہر آنے کو تھیں اور سانس تک رک گیا تھا۔وہ ایڑیاں اونچی کیۓ، آنکھیں موندے اس سے لگی رہی۔۔اسکا دل بہت ڈر گیا تھا۔۔اچانک ہی اسے دادی کی

باتیں یاد آگئ تھیں۔۔لیکن۔۔پھر۔۔اس نے آنکھیں کھول دیں۔۔اگلے ہی پل وہ خود بھی اپنی بے ساختگی پر دنگ رہ گئ تھی۔۔پھر ایک جھٹکے سے الگ ہوئ۔۔

وہ سانس تک روکے دیکھ رہا تھا اسے۔۔جیسے اسے سمجھ نہ آرہا ہو کہ یہ تھوڑی دیر پہلے رُخ نے کیا تھا۔۔!وہ اب چھوٹے بچوں کی طرح منہ میں انگشتِ شہادت دبائے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

"یہ کیا تھا رُخ۔۔!"

اس نے بے یقینی سے کہا تو وہ دو قدم پیچھے ہٹی۔

"میں نے کچھ نہیں کیا ہے۔۔"

اسکی خوفزدہ سی آواز ابھری تھی۔لالہ رُخ دی گریٹ۔۔ڈر گئ تھیں۔۔ہاں جی۔۔وہی۔۔ہماری جھانسی کی رانی۔۔میمنے سے ڈر گئ تھی۔۔

"پھر یہ کیا تھا۔۔!"

ارسل کی حیرت سے پھیلی آنکھیں اب تک رخ پر جمی تھیں جو خود بھی تیزی سے پلکیں جھپکاتی خود کو کمپوز کررہی تھی۔

"سوری۔۔"

"اب یہ سوری کس لیۓ ہے۔۔؟"

وہ جیسے بیزار ہوا تھا۔

"میں نے بغیر اجازت کے۔۔آ۔۔آپکو۔۔"

اور اسکی اٹکتی زبان اگلے ہی پل رک سی گئ تھی۔یاد آیا کہ وہ تو لالہ رُخ تھی۔۔بیچاری سی صورت پر جھکے ابرو تن گ ئے۔۔چہرہ جو پریشان حال سا دکھتا تھا، اعتماد سے جگمگانے لگا۔۔بال جو بکھر کر پشت پر گر رہے تھے اگلے ہی لمحے اس نے انگلیاں چلا کر اک ادا سے لہرائے۔۔ہاں جی۔۔اب لگ رہی تھی وہ جھانسی کی رانی۔۔

"کیا کیا ہے میں نے۔۔!شوہر ہی ہیں ناں آپ میرے۔اگر میں نے آپکو گلے لگالیا تو اس میں کیا ہوگیا۔مجھے تو کوئ شرمندگی نہیں۔۔آپکو کوئ مسئلہ ہے کیا۔۔؟"

اصولاً تو اسے شرمندہ ہونا چاہیۓ تھا لیکن ڈھٹائ زندہ باد۔۔!

"جی ہے مجھے مسئلہ۔۔اور ٹھیک ٹھاک قسم کے تحفظات ہیں مجھے تو۔۔"

ارسل جل بھن ہی تو گیا تھا اسکے پینترا بدلنے پر۔وہ دو قدم چل کر اسکے قریب آئ تو ارسل بے ساختہ ہی پیچھے کو ہوا۔ایک ہاتھ حفاظتی طور پر سینے پر بھی رکھا تھا۔۔محتاط سی آنکھیں رُخ پر ہی جمی تھیں۔۔

"ڈر گ ئے کیا آپ۔۔؟"

شرارت سے چمکتی آنکھوں کے ساتھ سوال کیا تھا اس نے۔۔وہ اسے دیکھ کر رہ گیا۔۔

سدھر جائیں رُخ آپ۔ تھوڑی سی وہ ایک چیز ہوتی ہے شرم نام کی۔۔ لیکن آپکو کیا پتہ کہ وہ کیا "ہوتی ہے۔۔"

اس نے آنکھیں اندر کو کر کے بڑے انداز سے خفا ہوتے ہوئے کہا تھا۔ساتھ ہی اسے گھور کر دیکھا۔۔ سر کو ہلکا سا جھٹکا بھی دیا۔۔ جیسے کہہ رہا ہو۔۔

"ہنہہ"

"میں نے اگر کوئے بے شرمی والا کام کیا ہوتا تو میں شرمندہ بھی ضرور ہوتی لیکن میں نے ایسا کچھ نہیں کیا اسی لی ئے مجھے کوئے شرمندگی نہیں۔۔ آپ تو بس ناولز کی ہیروئین کی طرح ہمیشہ مجھ سے ڈر کر پیچھے جاتے رہا کریں۔۔اور یہ ہاتھ۔۔"

اس نے اسکے حفاظتی بندھ کی جانب تمسخرانہ سا اشارہ کیا تھا۔۔

"یہ ہاتھ کسی کام کا نہیں ہے آپکا۔۔ آپ میرے ہیں اور ہمیشہ میرے ہی رہیں گے۔۔سنا آپ نے۔۔"

اس نے بھی آخر میں اسے گھور کر دیکھا تھا پھر گردن "ہنہہ" جھٹکتی زینے چڑھتی اوپر کی جانب بڑھ گئ۔ نیچھے ارسل نے دانت پیسے تھے۔۔

"میں آپکا نہیں ہوں۔۔میں صرف میرا ہوں۔۔سنا آپ نے۔۔"

آخر میں ایڑیوں کے بل اونچا ہو کر زور سے بولا تھا وہ۔۔رُخ نے شانِ بے نیازی سے ہاتھ جھٹک کر اسکے خیالِ مبارک کو گویا رد کیا تھا۔ارسل نے اس کے ایسے انداز پر کھولتے ہوئے ماتھے پر ہتھیلی جمائی تھی۔۔کیا کرے وہ اس لڑکی کا۔۔

اس نے کمرے میں آتے ہی دروازہ بند کیا اور پھر اس کے ساتھ لگی کھڑی رہی۔چہرے پر چھائی ہٹ دھرمی اور بے نیازی لمحوں ہی میں عنقا ہوئی۔۔لعنت۔۔لعنت۔۔لعنت ہو لالہ رُخ۔۔اس نے خود پر اس سمے بہت لعنتیں بھیجی تھیں۔پھر سر دونوں ہاتھوں میں تھامتی بستر کی جانب چلی آئی۔ یہ کیا کردیا تھا اس نے۔۔کیا "چیزی"حرکت تھی بھلا یہ۔۔!!اف اف اف۔۔یعنی کے بس اف۔۔ وہ اب گداز سے تکیئے پر مکے مار رہی تھی۔۔ساتھ ساتھ لعنت کے چار حرف بھی خود پر بارہا بھیج چکی تھی۔پھر بے دم سی آڑی ترچھی بستر پر دراز ہوگئی۔۔ایسے کے ایک ٹانگ بیڈ سے نیچے لٹک رہی تھی اور دوسری اس نے موڑ رکھی تھی۔۔بال بیڈ پر بکھرے ہوئے تھے اور دوپٹہ ندارد۔۔ اسے اپنی بے ساختگی پر بہت غصہ آرہا تھا۔لیکن اب کیا ہوسکتا تھا۔۔؟ جو ہونا تھا وہ تو ہو ہی چکا تھا۔

پگھلتی چاندنی میں یہ پہلی بے ساختگی تھی جو اس سے سرزد ہوئی تھی۔ارسل نیچے صوفے پر گردن پیچھے کو کیئے، آنکھیں موندے بیٹھا تھا۔۔اور لالہ رُخ۔۔وہ اب تک اپنے بازوؤں میں ارسل کا نرم گرم سا سراپا محسوس کررہی تھی۔۔اس میں تو کوئی شک نہیں تھا کہ وہ دونوں ہی پاگل تھے۔۔لیکن ایک بات بتاؤں۔۔ان پاگلوں کو محبت ہونے لگی تھی۔۔جو بنا چاپ پیدا کیئے، انکے

قلوب میں داخل ہورہی تھی۔۔ہاں بالکل خاموشی سے۔۔جس سے فی الحال۔۔ہمارے دونوں لیونے (پاگل) بے خبر تھے۔۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔

"اَلسَلامُ عَلَيْكُم احباب۔۔۔۔

"ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید۔۔۔۔

ناولز کی دنیا" ویب سائیٹ / گروپ / پیج دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کرسکتے ہیں ۔۔۔ اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں ۔۔۔ ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے ۔۔۔

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں ۔۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائیپ کرکے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہوسکا آپکی تحریر پوسٹ ہوجائے گی ۔۔۔

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیئے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں۔۔

Email address :- Novelskiduniya77@gmail.com

Facebook page :- Novels ki duniya

(user name @zoyatalib77)

Facebook group :- Novels ki duniya

Instagram Page:- Zoya Talib (UserName: Novelskiduniya77)

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو)

اور باقی کے رابطے کے لیئے ہر پیج کے نیچے

["novels ki duniya "]

اور

["website"]

لکھا ہے ان دونوں کو وزٹ کرنے کے لیئے لکھے ہوئے پر ہی کلک کریں اور اوپن کرلیں ۔۔۔

شکریہ۔۔۔۔۔

*

دوسری صبح اسفند اور فرقان، افغان کے ساتھ لاؤنج میں براجمان شادی کی تقریب کے بارے میں محوِ گفتگو تھے۔اس زینے والے واقعے کے بعد اسفند نے دوبارہ رامین کو دیکھا ہی نہیں تھا۔۔جانے کہاں تھی وہ۔۔ساتھ ساتھ اب رامش اور جنید بھی لاؤنج ہی میں چلے آئے تھے۔۔کسی بات پر جھگڑ بھی رہے تھے شاید۔۔

"تم مجھے آئندہ اپنی شکل مت دکھانا جنید۔۔زہر لگ رہے ہو تم مجھے اس وقت۔۔"

رامش کے دانت کچکچا کر کہنے پر فرقان اور افغان دونوں انکی جانب متوجہ ہوئے تھے۔اسفند البتہ اپنے فون پر جھکا کچھ ٹائپ کرنے میں مصروف تھا۔

"لیکن میری شکل تو تم دیکھ رہے ہو۔۔نہیں۔۔؟"

جنید نے پورے دانتوں کی نمائش کی تھی۔۔ساتھ ساتھ ابلتے رامش کو چھیڑا بھی۔۔

"ہوا کیا ہے بھئی۔۔؟ کس بات کا جھگڑا ہے۔۔؟ اور شکل کیوں نہیں دیکھنا چاہتے تم ہمارے جنید کی۔۔؟ اتنا تو پیارا ہے۔۔"

فرقان ہی نے مصالحت سے کہا تھا۔رامش یکدم بدکا۔۔پھر خفگی سے فرقان کو دیکھا۔۔

"اس نے میری کلاس فیلوز کے سامنے کہا کہ میں۔۔مجھے گلابی رنگ پسند ہے اور یہ بھی کہ میں لڑکیوں کی طرح ڈرامے دیکھتا ہوں۔۔یہ بھی کہ مجھے جنات سے ڈر لگتا ہے۔۔اور میں خون نہیں دیکھ سکتا۔۔جانتے بھی ہیں سب نے کتنا مزاق اڑایا میرا وہاں۔۔سب تب سے مجھے "باجی رمشہ" کہہ کر چھیڑ رہے ہیں۔اتنی بے عزتی ہوئی ہے میری۔۔"

"حالانکہ لالہ جو چیز ہے ہی نہیں اس کے بارے میں فکر مند ہونے کا کیا جواز۔۔؟"

جنید کی زبان ایک بار پھر سے چل پڑی تھی۔رامش کا بس چلتا تو اس کا سر اب تک پھاڑ چکا ہوتا لیکن ہک ہاہ۔۔!اسفند لالہ ساتھ ہی بیٹھے تھے۔انکی گھوری پر تو وہ ویسے ہی سہم جایا کرتا تھا۔

"تم منہ بند رکھو اپنا۔۔میں بھی تمہاری کلاس فیلوز کو بتاؤنگا کہ تم۔۔تم چھپ چھپ کر حجاب باندھنے والی وڈیوز دیکھتے ہو۔۔"

دھت تیری کی۔۔!جنید یکدم ہی سیدھا ہو بیٹھا تھا۔لبوں پر چپکی مسکراہٹ لمحے ہی میں اڑنچھو ہوئی۔فرقان لالہ کو بے اختیار ہی ہنسی آئی تھی۔افغان نے البتہ گردن ہلائی تھی۔۔

"تم۔۔وہ چند وڈیوز میں نے اپنی دوست کو سینڈ کی تھیں کیونکہ اسکا انٹرنیٹ ٹھیک سے کام نہیں کررہا تھا۔۔اور تم۔۔تم میرا موبائل کس سے پوچھ کر اٹھاتے ہو۔۔؟"

اب اکھڑا تھا جنید ہتھے سے۔۔رامش کو اسے ایسے دیکھ کر بہت مزا آیا۔

"جیسے تم میرے بغیر پوچھے میری ہر چیز استعمال کرتے ہو۔۔بالکل ویسے ہی۔۔"

"بھائی ہوں میں تمہارا۔۔!"

آپا رشیدہ کی طرح ہاتھ جما کر جتایا تھا جنید نے اسے۔

"اچھا پھر میں کون ہوں تمہارا۔۔آلو۔۔یا پھر وہ کھڑکی کے پاس رکھا گملا۔۔؟ میں بھی تو بھائی ہی ہوں تمہارا۔۔!"

اسفند نے اب کہ کھولتے جنید اور سختی سے ابرو اکھٹے کیے رامش پر نگاہ ڈالی تھی۔افغان اور فرقان البتہ ہنستے ہوئے ان کی طوفانی نوک جھونک سن رہے تھے۔۔

"تو کیا غلط کہا ہے میں نے۔۔؟ کیا تمہیں گلابی رنگ نہیں پسند۔۔؟"

"ہاں تو گلابی رنگ پسند کرنے میں کوئی قباحت بھی نہیں جنید۔رنگوں کے ساتھ تو کم از کم جنس کو جوڑنا چھوڑ دو۔۔"

فرقان نے اپنی ہنسی روک کر سہولت سے کہا تھا۔

"ٹھیک ہے پھر۔۔اب تم مجھ سے میرا چارجر لے کر دکھانا موبائل کا۔۔"

رامش کی یہ دھمکی بہت زیادہ کارآمد تھی۔کیونکہ جنید کے اپنے موبائل کا چارجر ٹوٹ چکا تھا اور اسکا موبائل محض رامش کے چارجر ہی سے چارج ہوتا تھا۔

" چاہیئے بھی نہیں مجھے۔۔"

"اور مجھے وہ سارے پیسے بھی واپس دو جو تم نے مجھ سے ادھار لیئے تھے۔وہ سارے تحائف بھی جو میں نے تمہاری برتھ ڈے پر تمہیں دیئے تھے۔۔ابھی کہ ابھی مجھے سب کچھ واپس چاہیئے۔۔"

جنید کو پسینہ ہی آگیا تھا۔اب وہ یہ سب کہاں سے دیتا اسے۔افغان کو درمیان میں آنا ہی پڑا۔۔

"بس ختم کرو اب۔۔اور جنید تم آئندہ ایسی کوئی بات نہیں کروگے۔رامش تم بھی کچھ نہیں کہوگے اس کی کلاس فیلوز کے سامنے۔۔"

لیکن وہ دونوں شروع ہوچکے تھے۔رامش کو اب اس سے اپنی ہر چیز واپس چاہیئے تھی مگر جنید کا یہی کہنا تھا کہ وہ تو اوپر نیچے سے کنگال ہی بیٹھا ہے۔ابھی یہ چھوٹی سے جھڑپ تیسری جنگِ عظیم میں بدل جاتی کہ اسفند کی بہت ٹھنڈی سی آواز پر ان دونوں کی زبانوں کو بریک لگا تھا۔۔

"رامش اور جنید۔۔اب میرے کانوں میں آواز نہیں آئے تم دونوں کی۔۔"

اور واقعی ان دونوں کی سٹی ایک ساتھ ہی گم ہوئی تھی۔اب وہ چہرہ پھیرے فرقان سے کچھ کہہ رہا تھا۔۔کسی کو دعوت دینی تھی شاید۔۔ایک تو اسکی جان پہچان اس قدر تھی کہ لوگ رہ رہ کر یاد آتے جارہے تھے۔اسی لمحے فاطمہ کے ساتھ لاؤنج میں گل داخل ہوئی تو وہ سیدھا ہو بیٹھا۔

"لالہ رُخ کو بتایا تم نے اس رشتے کے بارے میں۔۔؟"

فاطمہ لاؤنج میں آ کر بیٹھیں تو افغان نے پوچھا۔انہوں نے بے ساختہ ہی ماتھے پر ہاتھ مارا تھا۔۔

"ارے دیکھیں۔۔اسے بتانا تو بھول ہی گئی۔۔کل اسکی ساس بھی آئی تھیں لیکن انہیں بتانا مجھے مناسب نہ لگا۔سوچا تھا رُخ کو بتادونگی وہ خود ہی اپنے طریقے سے آگاہ کردے گی۔۔"

رامش نے انہیں اور گل کو پانی لا کر تھمایا تو وہ پی کر کچھ پرسکون ہوئیں۔

"کوئی بات نہیں مامی۔۔میں خود بتادیتا ہوں لالے کو فون کرکے۔۔"

وہ اٹھتے ہوئے بولا تھا۔اسے جانے کیوں سوچ کر ہی مزا آیا تھا کہ لالہ رُخ کا ردعمل کس طرح کا ہوگا۔اسکی بات پر افغان اور فاطمہ نے بیک وقت سر ہلایا تو وہ باہر کی جانب بڑھ گیا۔انیکسی کی اندر قدم رکھتے ہی وہ بری طرح چونکا تھا۔اسکے سامنے ہی رامین کھڑی تھی۔۔ساتھ ہی عافیہ بھی تھی۔۔شاید وہ انیکسی کی صفائی کروارہی تھی جیسے ہر ہفتے کروایا کرتی تھی۔اسے دیکھ کر پل بھر کو ٹھہری اور پھر ناک بھوں چڑھا کر ساتھ سے نکلتی آگے بڑھنے لگی تو وہ اسے بے ساختہ ہی پکار

بیٹھا۔ہاں ٹھیک ہے وہ بہت برا تھا لیکن پھر بھی رامین اسکی بات سن کر نظر انداز نہیں کر سکتی تھی۔۔وہ اسفند تھا ناں۔۔اسی لیۓ۔۔

*

"زخم کیسا ہے۔۔؟"

اس نے پلٹے بغیر ہی پوچھا تھا۔رامین کی بھی پشت اسکی جانب تھی۔دونوں کے چہرے مخالف سمت میں تھے۔عافیہ ان دونوں کو پیچھے چھوڑے آگے بڑھ گئ تھی۔۔

"کونسا زخم۔۔؟"

اسکے سوال پر وہ حیران ہوا تھا۔کتابیں پڑھنے والی لڑکیاں آسان نہیں ہوا کرتیں۔۔وہ بھی بڑی مشکل باتیں کرجایا کرتی تھی۔۔

"ہر وہ زخم جو تکلیف دیتا ہے۔۔"

"کیا کریں گے جان کر۔۔؟"

"مرہم رکھنے کا کچھ سامان کرونگا۔۔"

"ضرورت نہیں ہے۔"

"کیوں۔۔؟"

"زخموں کی عادت ہوجائے تو انکی تکلیف بھی زندگی کا حصہ لگنے لگتی ہے اسفندیار۔۔"

اور اسفندیار کو کبھی کسی لڑکی نے یوں لاجواب نہیں کیا تھا۔

"تم اب تک ناراض ہو مجھ سے۔۔؟"

"کیا مجھے نہیں ہونا چاہیئے۔۔؟"

سوال پر سوال کررہی تھی۔۔وہ سانولی سی لڑکی کمال کررہی تھی۔۔

"اپنے محسن سے کوئی ناراض ہوتا ہے بھلا۔۔"

محسن کے احسان اور ظلم میں جب فرق کرنا ممکن نہ ہو تب میرے خیال سے ناراضگی بجا ہوتی "ہے۔۔"

"میں نے کوئی ظلم نہیں کیا رامین۔سوچ بھی نہیں سکتا میں ایسا۔۔"

"آپ نے یہ سب کرکے یہ جتایا ہے اسفند کے آپ کچھ بھی کرسکتے ہیں۔اس سارے عرصے میں۔۔میری بات کی کوئی اہمیت۔۔کوئی حیثیت نہیں تھی۔۔میں کچھ نہیں ہوں۔۔میرا وجود بھلا آپ کے اٹل فیصلوں کے آگے کیا معنی رکھتا ہوگا۔۔!"

اسکی اس آخری بات نے اسفند کو تکلیف پہنچائی تھی۔اس نے گہرا سانس لے کر اپنا سراپا اسکی جانب پھیرا تھا۔۔

"معافی طلب کرونگا تو کیا تب بھی معاف نہیں کروگی۔۔؟"

اور اب حیران ہوکر پلٹنے کی باری رامین کی تھی۔

"تمہیں بچانا چاہتا تھا میں اس آدمی سے۔یقین کرو۔اگر وہ قابل ہوتا تمہارے تو کبھی درمیان میں نہیں آتا میں۔۔بلکہ ہر اس ہاتھ کو کاٹ کر پھینک دیتا جو تمہیں اس سے الگ کرنے کی کوشش کرتا۔۔"

وہ آنکھوں میں ڈھیروں آنسو لیۓ سنے گئ تھی اسے۔اس پر یقین کرنے کو دل چاہتا تھا۔۔

"کچھ لوگ ہوتے ہیں اسفند۔۔جو تکلیف سے کسی کو بچانا بھی چاہیں تب بھی تکلیف ہی پہنچا دیا کرتے ہیں۔۔کیا آپکو اندازہ ہے کہ آپ ان لوگوں میں سے ہیں۔۔!"

وہ سوال نہیں تھا۔۔اسکے اتنے واضح جملے پر وہ اداسی سے مسکرایا تھا۔۔

"میں جانتا ہوں۔مجھ سے زیادہ مجھے کوئ نہیں جانتا ہوگا۔اور اگر میں چھوٹی تکلیف دے کر کسی کو بڑی تکلیف سے بچالیتا ہوں تو ایسا کوئ گھاٹے کا سودا بھی نہیں کرتا میں۔۔"

اسے پتا تھا کہ وہ کیا ہے۔بس یہ رامین کو ہی آج پتا چلا تھا۔وہ چند لمحے خفگی سے اسے دیکھتی رہی اور پھر تھک کر بولی۔

"یہ پٹھانوں کا ظالم ہو کر بھی محسن ہونا ضروری ہوتا ہے کیا۔۔!"

وہ چند لمحے تو اسے لب کھولے دیکھتا رہا اور پھر ہنس پڑا۔رامین بھی نم آنکھوں سے ہنس دی تھی۔

"میں اچھا والا پٹھان ہوں سچ میں۔۔"

"برے ہیں آپ۔۔بہت برے ہیں۔۔"

" سچ ہے۔۔بروں کے لیۓ بہت برا ہوں۔۔تمہارے لیۓ اچھا بن جاؤنگا۔۔"

وہ آسودگی سے مسکرائی اور پھر جلدی سے پلٹ کر باہر کی جانب بڑھ گئ۔اسے آن کی آن ہی میں بہت سی شرم نے گھیر لیا تھا۔وہ بھی اسے جاتا دیکھتا رہا۔۔پھر چونک کر اپنے بجتے فون کی جانب متوجہ ہوا۔۔لالہ رُخ کالنگ لکھا آرہا تھا۔۔اس نے مسکراتے ہوئے فون کان سے لگایا تھا۔۔

"لالے میں رامین سے شادی کررہا ہوں۔"

دوسری جانب وہ بے یقینی سے چیخی تھی۔اس نے فون بے ساختہ ہی کان سے دور ہٹایا۔۔یہ رُخ بھی ناں۔۔بس رُخ ہی تھی۔۔

****

پورا ایک دن بہت خاموشی سے دبے پاؤں انکے درمیان سے سرسرا کر گزر گیا تھا۔نہ ہی لالہ رُخ نے ارسل کی جانب دیکھا تھا اور نہ ہی ارسل نے لالہ رُخ کی طرف دیکھنے کی غلطی کی تھی۔۔اس جیسی سر پھری لڑکی کا کیا بھروسہ تھا۔۔جانے کیا کردیتی اس کے ساتھ۔۔

اس نے سوچتے ہی جھرجھری لی تھی۔پھر صوفے پر دراز، موبائل نگاہوں کے سامنے کیۓ کچھ ٹائپ کرنے ہی لگا تھا کہ لالہ رُخ کی چیخ پر بے اختیار ہی موبائل اسکی گرفت میں اتھل پتھل سا ہوگیا۔اس نے باقائدہ ڈر کر رُخ کی جانب دیکھا تھا۔وہ اب فرطِ جذبات سے دہکتی اٹھ کھڑی ہوئ تھی۔وہ بھی آہستہ سے اٹھ بیٹھا۔۔سوالیہ نگاہوں سے اسکا تمتماتا سا چہرہ دیکھنے لگا۔۔

"آپ سچ کہہ رہے ہیں ناں لالہ۔۔!آپ مجھ سے مزاق تو نہیں کررہے ناں۔۔"

وہ اب بے چینی اور بے یقینی کے سمندر میں غوطہ زن ہوئ۔۔دائیں سے بائیں۔۔بائیں سے دائیں۔۔اور پھر سے دائیں۔۔ ٹہل رہی تھی۔ارسل کی نگاہیں اسکی جنبش کے ساتھ ساتھ سفر کرنے لگیں۔وہ اب باقائدہ کودنے لگی تھی۔اس نے کوفت زدہ سی نگاہ اس پر ڈالی اور دوبارہ سے دراز ہونے ہی لگا تھا کہ اسکی اگلی چیخ پر جھٹکے سے پھر سیدھا ہو بیٹھا۔

"کیا۔۔!!اگلے ہفتے۔۔آپ اگلے ہفتے ہی کریں گے شادی۔۔ارے رکیں۔۔رامین مان گئ کیا۔۔اچھا چھوڑیں اسے۔۔اسکا ماننا نہ ماننا برابر ہے۔۔ہوتی کوئ میرے جیسی تو پھر بتاتی آپکو کہ مہرباں جب آتے آتے دیر کرتے ہیں تو کس قسم کے خوفناک چھتر انتظار کررہے ہوتے ہیں ان مہرباں حضرت کا۔۔اب وہ تو بیچاری رامین ہے ناں۔۔کیا کرسکتی ہے آپکے جیسے جن کے سامنے۔۔"

وہ اب ہنستی ہوئ تیز تیز پشتو میں بولتی جارہی تھی۔اسکی خوشی بڑی جنگلی قسم کی تھی۔۔یا شاید اسکا اظہار ہی جنگلیوں والا تھا۔۔ہا ہا ہو ہو کر کے ہنسنے والا۔۔خوش ہونے والا انداز۔۔اللہ گواہ تھا کہ ارسل کو ایسے ٹیڑھے بانکے۔۔قہقہے لگا کر ہنسنے والے لوگ کبھی پسند نہیں آئے تھے لیکن ہائے ری قسمت۔۔!

اس نے بے ساختہ ہی ماتھہ پیٹا تھا۔وہ اس ماتھے پر لکھی تقدیر کو کیسے مٹا سکتا تھا بھلا؟ اسے اس جن کو قبول کرنا ہی تھا۔۔کیونکہ اس کہانی کا جن وہ ہرگز بھی نہیں تھا۔۔وہ تو اس کہانی کی "پری" تھا۔نازک۔۔ڈرپوک اور بیوقوف سی پری۔۔

اب وہ فون بند کرتی اسی کی طرف آرہی تھی۔ارسل نے بے اختیار ہی زیر لب کوئی حفاظتی دعا پڑھی تھی۔پھر بڑی معصومیت سے سر اٹھا کر اپنے سر پر کھڑی آفت کو دیکھا۔۔وہ یکدم دھم سے اسکے برابر میں بیٹھی تھی۔

"ارسل آپکو پتا ہے رامین کا رشتہ ٹوٹ گیا۔۔"

اس نے ایک زور دار دلفریب سا قہقہہ لگایا تھا۔ارسل نے ایسے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو "بی بی کچھ تو ہوش کریں۔"

"رشتہ ٹوٹ۔۔رشتہ ٹوٹ گیا مطلب۔۔اور تم خوش ہو رہی ہو۔۔؟ انکا رشتہ ختم ہوگیا اور تم خوش ہورہی ہو۔۔!"

اسے واقعتاً حیرت نے گھیرا تھا۔رُخ نے یکدم ہی منہ بگاڑ کر اسکے کندھے پر دھپ رسید کی تھی۔ اس نے جھنجھلا کر اپنا کندھا سہلایا پھر۔۔برا سا منہ بنا کر اسے دیکھنے لگا۔۔

"میں بتاتی ہوں آپ کو کہ اصل میں کہانی ہوئی کیا۔۔"

پچھلا "واقعہ" اسکی یاد کے پردے سے بالکل صاف ہوچکا تھا اور اب وہ بالکل ڈرامائی سے انداز میں اسے بتانے لگی تھی کہ رامین کی زندگی کی کہانی آخر شروع کیسے ہوئی تھی۔وہ بھی اسکا انداز دیکھ کر سننے پر مجبور ہوگیا تھا۔۔کیا غضب کا انداز تھا ویسے۔۔آنکھیں چھوٹی کر کے۔۔انگلیوں سے اندیکھی لکیریں کھینچتی وہ ساتھ ساتھ طلسماتی کہانی بُننے لگی تھی۔۔

"ایک دفعہ کا ذکر ہے۔۔کہ ایک لڑکی۔۔"

"خدا کے لیئے رُخ میرے کانوں سے خون آنے لگ جائے گا۔۔"

ارسل نے گہرا سانس لے کر اسکے گھسے پٹے انداز پر تبصرہ کیا تھا۔اس نے ایک پل کو ابرو اکھٹے کر کے گویا برا مان کر اس میمنے کی جانب دیکھا۔۔یہ پہاڑی بکرا۔۔!

"کہانی جب سنانے لگتے ہیں ناں تو کبھی اسے "ایک دفعہ کے ذکر" سے شروع نہیں کرتے۔یہ کہانی کی روح سلب کرنے کے مترادف ہے۔تم کہانی کو اس کے حال سے اٹھا کر ماضی کی گتھیوں سے سلجھاؤ۔۔پھر اسے دوبارہ سے حال میں لا کر بہنے دو۔۔وہ اپنا وجود کسی شفاف جھرنے کی مانند ثابت کر دکھائے گی۔۔کہانی کو ہمیشہ وہاں سے شروع کرتے ہیں جہاں سے وہ اپنا وجود آپکو القاء کرتی ہے۔کہانی کے ساتھ زور زبردستی نہیں کیا کرتے،

نہیں تو پھر وہ آپکو اپنے رازوں کا امین نہیں ٹھہراتی۔۔"

رُخ اپنی گھسی پٹی سی کہانی بھول کر ارسل کو دیکھنے لگی تھی۔انگلیاں فضا ہی میں ساکت ہو گئی تھیں اور نگاہیں ستائش سے لمحے بھر کو پھیلی تھیں۔

"آپ کیا آفس کے علاوہ کہانیاں بھی سناتے ہیں۔۔؟"

اس نے پوچھ ہی لیا۔۔وہ بے اختیار ہنس پڑا۔پھر ابرو اٹھا کر اسے دیکھا۔۔

"پاگل ہو گیا۔۔بتاؤ پھر کیا ہوا رامین کے رشتے کا۔۔؟"

"پہلے آپ مجھے بتائیں کہ کیا آپکو کہانی آتی ہے۔۔؟"

وہ ضرورت سے زیادہ ہی سنجیدہ لگ رہی تھی۔اس نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

"ہا۔۔ہاں۔۔ایک دو کہانیاں تو آتی ہی ہیں مجھے۔۔"

"آپ سنائیں گے مجھے؟"

اس نے یکدم ہی مچل کر اسکے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیۓ تھے۔کون کہہ سکتا تھا کہ یہ لڑکی لوگوں کو اٹھا اٹھا کر پھینکا کرتی تھی۔اس سمے تو وہ کسی معصوم بچے کی مانند امید افزاء نگاہوں سے ارسل کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔لالہ رُخ کو شاید خود بھی اندازہ نہیں تھا کہ وہ کتنی پیچیدہ تھی۔ اسکا ایک روپ دیکھ کر دوسرا گماں کی سی صورت لگنے لگتا تھا۔۔

اسکے جگمگاتے آئینے کے اس پار کا عکس سیاہ تھا تو دوسرا عکس تر و تازہ سی صبح کی مانند دمکتا ہوا۔ ایسے لوگوں سے ڈرنا چاہیۓ۔۔وہ کب پگھلتی صبح میں سیاہی کا لبادہ اوڑھ لیں۔۔کوئ ادراک کیسے کر سکتا ہے بھلا۔۔!

اس نے نامحسوس طریقے سے اپنے ہاتھ اسکی گرفت سے نکالے تھے۔پھر بادل نخواستہ سر ہلا ہی دیا۔۔"ہاں۔۔سنا دونگا۔۔لو اب۔۔اور دور ہوجاؤ مجھ سے۔۔"

اسکا انداز بالکل ایسا ہی تھا۔رُخ نے خوش ہو کر تالیاں پیٹی تھیں۔پھر چمکتے دانتوں کی بھرپور نمائش کرتی بتانے لگی۔

"مجھے وہ والی کہانی سنایئے گا جس میں شیر ہوتا ہے۔۔ایک انسان جنگل میں درخت کے اوپر رہتا ہے اور اسکے بہت سارے جانور دوست بھی ہوتے ہیں۔ساتھ ساتھ وہ اڑ بھی سکتا ہو۔۔اس کے

اندر کسی عام انسان سے بھی زیادہ طاقت ہو۔۔وہ اچھا خاصہ ہینڈسم ہو۔۔اسے جانوروں کی زبان بھی آتی ہو۔۔جنگلی اور پھر پیارا ہو۔۔کیا ایسی کوئی کہانی آتی ہے آپکو۔۔۔؟"

ارسل کو اب کہ ہنسی بھی نہیں آرہی تھی۔اس نے بمشکل پلکیں جھپکا کر رُخ کے رُخِ مبارک کو دیکھا تھا۔

"انسان ہو۔۔شیر بھی ہو۔۔اڑتا بھی ہو۔۔ہینڈسم بھی ہو۔۔جانوروں کی زبان بھی آتی ہو۔۔مطلب لگ بھگ خود بھی جانور ہی ہو۔۔اور بھلا درخت پر کیوں رہے گا وہ۔۔؟ گھر میں رہنے میں کیا مصیبت ہے۔۔۔؟"

"نہیں۔۔وہ درخت پر ہی رہتا ہو۔اس سے ذرا اسکا رف ٹف سا شخصی تاثر پڑے گا ناں۔۔"

لیکن ارسل کو اسکے درخت پر رہنے میں سخت اعتراض تھا۔رامین کی شادی کہیں پیچھے رہ گئ تھی۔ ابھی اہم مسئلہ یہ تھا کہ وہ "عجیب الخلقت" انسان درخت پر رہے گا یا گھر میں۔۔

"مجھے ایسی ہی ایک کہانی سننی ہے ارسل۔۔مجھے کچھ نہیں پتا۔۔"

"تمہیں واقعی کچھ نہیں پتا ہے رُخ۔"

اس نے بہت افسوس سے کہا تھا یہ جملہ۔۔پھر اس نے سر اثبات میں ہلا کر اسے یقین دہانی کروائ کہ وہ اسے ایک ایسی ہی کہانی سنادے گا۔۔ایسی ہی بکواس کہانی۔۔بکواس اسکے منہ پر نہیں کہا نہیں تو پھر سامنے کے دانت نہیں بچتے ناں۔۔سمجھا کریں۔۔

"رامین کا رشتہ کیوں ختم ہوگیا رُخ۔۔؟ تمہارے تایا تو بہت پریشان ہونگے۔تم اتنی خوش کیوں ہو مجھے سمجھ نہیں آرہا۔۔سب ٹھیک ہیں ناں گھر میں۔۔؟"

"سب ٹھیک ہیں۔۔اسفند لالہ شادی کررہے ہیں رامین سے۔تایا نے بھی ہاں کہہ دیا ہے۔سب بہت بہت خوش ہیں ارسل۔۔وہ لوگ بہت گھٹیا تھے۔کسی بھی طرح لائق نہیں تھے وہ رامین کے۔اچھا ہوا کہ یہ رشتہ ختم ہوگیا اور اسفند لالہ نے شادی کے لیۓ ہامی بھرلی۔۔"

اسکی بات سن کر وہ چند پل تو خاموشی سے کچھ سوچتا رہا پھر آہستہ سے بولا۔۔

"اتنی جلدی اسفند لالہ کا راضی ہونا۔۔مجھے ٹھیک نہیں لگ رہا۔۔"

اسکی بات سن کر لالہ رُخ کی باچھیں اگلے ہی لمحے پوری طرح سے کھل گئ تھیں۔اس نے راز دارنہ سا اسکی جانب جھک کر کہا۔۔

"اتنی جلدی کہاں۔۔وہ تو کب سے راضی تھے۔۔"

"کب سے راضی تھے مطلب۔۔؟"

ارسل ٹھٹکا تھا۔لالہ رُخ نے یوں ہاتھ جھلایا جیسے کہہ رہی ہو۔۔ایک تو آپ بھی ناں ارسل۔۔بس ارسل ہی ہیں۔۔

"مطلب وہ انہیں شروع سے ہی پسند کرتے تھے۔۔"

وہ اسکی بات پر بھک سے اڑا تھا۔آنکھیں پھیلا کر پوری طرح سے اسکے آسودہ سے چہرے کو دیکھا تھا۔

"تو پھر وہ کسی اور کے ساتھ انکی شادی کیسے ہونے دے رہے تھے۔۔؟ اور ابھی ایسے اچانک انکے سسرالیوں کی جانب سے انکار کا آنا کچھ مشکوک نہیں لگ رہا تمہیں۔۔؟"

اسکی بات سن کر لالہ رُخ مسکرائی تھی۔پھر سیاہ متبسم آنکھیں اسکی جانب پھیریں۔۔ہلکا سا اسکی جانب جھکی۔۔

"مجھے پتا ہے ارسل کہ یہ انکار ہوا نہیں ہوگا۔۔یہ انکار کروایا گیا ہوگا۔۔لیکن میں کبھی لالہ کو یہ باور نہیں کرواؤنگی کہ میں اس بارے میں جانتی ہوں۔۔ہم ایک دوسرے سے وہ باتیں نہیں کرتے جن کے پیچھے ہماری کمزوریاں بندھی ہوتی ہیں۔وہ جانتے ہونگے کہ مجھے اس بات کا علم ہوگا لیکن وہ اور میں ہمیشہ اس بات سے ایسے ہی انجان رہیں گے جیسے یہ سب انہوں نے کیا ہی نہ ہو۔۔"

اسکی ریڑھ کی ہڈی ایک لمحے کو سنسنائی تھی۔بمشکل تھوک نگل کر اس نے بہت کچھ سمجھتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا تھا۔

"ایسے تو جانے کتنے رازوں کے امین ہوگے تم لوگ۔۔؟"

وہ سیدھی ہو بیٹھی تھی۔پھر گہرا سانس بھرتی مسکرائی۔۔

"ہم پٹھان لوگ ایسے ہی بہت سے راز اپنے سینوں میں دفن رکھتے ہیں ارسل۔ہمارے دل بہت بوجھل ہوتے ہیں لیکن ہم پھر بھی۔۔بھاری بھر کم۔۔راز سنبھالنا جانتے ہیں۔۔ہم بہادر ہوتے ہیں۔۔غیرت مند بھی۔۔جرأت مند بھی۔۔ہمیں للکارنا آسان نہیں ہوتا۔۔لیکن پھر۔۔ وہ بھی ہم ہی ہوتے ہیں جو جوان جنازوں کو اپنے ناتواں کندھوں پر اٹھا کر قبروں تک لے جاتے ہیں۔۔وہ پھر ہم ہی ہوتے ہیں جو رات کے آخری پہر کسی کی موجودگی نہ پا کر رو پڑتے ہیں۔۔وہ ہم ہی ہوتے ہیں کہ جنگی عمریں قصاص اور عدالتوں کے چکروں میں گزر کر ختم ہوجاتی ہے۔۔ہم مزاق تھوڑی ہیں۔۔ہم زندہ دل۔۔رازوں کی حفاظت کے دعویدار لوگ ہیں۔۔کمزور اور بیک وقت مضبوط۔۔!"

ارسل مسکرایا تھا۔

"تم تو خاصی متاثر لگتی ہو اپنے پٹھان لوگوں سے۔۔"

"میں متاثر ہوں بھی۔۔میں نے اپنے آس پاس بہت جنگیں دیکھی ہیں ارسل۔۔ظلم کی نا ختم ہونے والی داستانیں سنی ہیں۔۔لوگوں کو اپنے جوان بیٹوں کے جنازوں کے قریب روتے بلکتے دیکھا ہے۔۔میں نے بہت خون دیکھا ہے۔۔بہت تکلیف دیکھی ہے۔۔لیکن اس سب کے بعد بھی جیسے میں نے جواں مردی سے اپنے گھر کے مردوں کو مقابلہ کرتے دیکھا۔۔لڑتے دیکھا۔۔تب مجھے اندازہ ہوا کہ جو بزدلی کی موت مرا وہ بھی کیا خاک ہوا۔۔"

اس نے ارسل کی جانب دیکھا تھا۔لیکن وہ اسکی جانب دیکھنے کے بجائے اسکے ہاتھوں کی اوپری جِلد دیکھ رہا تھا۔۔جو ہلکی سی خراش زدہ تھی۔۔اس نے اگلے ہی پل اسکے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر بغور دیکھے تھے۔پھر چہرہ اٹھا کر رُخ کو دیکھا۔۔

"یہ زخمی کیسے ہوئے تمہارے ہاتھ۔۔؟"

رُخ نے جلدی سے اپنے ہاتھ اسکی گرفت سے نکالے تھے۔پھر عجلت میں اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

"میں۔۔میں گر گئی تھی۔۔اسی لیئے لگی ہے یہ چوٹ۔۔اور ابھی مجھے آنٹی اور رمشہ کو بھی تو بتانا ہے پھر تیاری بھی کرنی ہے۔۔رہنے بھی جانا ہے اماں کے گھر۔۔"

وہ اب "ہائے مزے۔۔مزے۔۔"کہتی کمرے سے باہر کی جانب بڑھ رہی تھی۔اس نے پرسوچ نگاہوں سے دروازے کی جانب دیکھا اور پھر گہرا سانس لیتا دوبارہ سے صوفے پر نیم دراز ہوگیا۔۔

*

وہ اب دادی اور سمیرا کو فاتحانہ سے انداز میں بتارہی تھی کہ کیسے رامین کا رشتہ ان گھٹیا لوگوں کی جانب سے ختم ہو کر۔۔بہت ہی پیارے۔۔گنجے کبوتر۔۔اسفند سے جڑ چکا ہے۔دادی اور سمیرا تو خیر بہت ہی خوش ہوئی تھیں۔۔پھر اس سے شادی کی مصروفیت اور تیاریوں کے بارے میں پوچھنے لگیں۔۔گھر کی بات گھر ہی میں طے ہوجانے کی طمانیت انکے چہروں ہی سے عیاں تھی۔اس نے مسکرا کر پلٹتے پلٹتے۔۔رمشہ کا پوچھا تو دادی بے ساختہ ہی چونکیں۔۔اس نے انکا چونکنا محسوس کرلیا تھا لیکن پھر بھی اطمینان سے کھڑی رہی۔۔

"وہ تو اپنے کمرے میں ہے بچے۔۔پتا نہیں کیا ہوتا جارہا ہے اسے۔۔باہر ہی نہیں نکلتی اپنے کمرے سے۔کل ہی مجھے شیر بھی کہہ رہے تھے کہ رمشہ کی صحت دن بدن گرتی جارہی ہے۔"

وہ یکدم ہی فکر مند ہوئی تھیں۔رُخ ہلکا سا مسکرائی۔۔

"آپ اسے مجھ پر چھوڑ دیں۔۔ابھی دیکھیں کیسے ٹھیک کرتی ہوں میں اسے۔۔اچھا آنٹی۔۔مجھے کچھ شاپنگ کرنی ہے شادی کے لیۓ۔۔رمشہ کو ساتھ لے جاؤں۔۔کوئی مسئلہ تو نہیں ہوگا ناں۔۔؟"

اسے جواب پتا تھا لیکن پھر بھی رک کر پوچھ لینے میں حرج ہی کیا تھا۔اس نے بھی سمیرا کی رضامندی پر مسکراتے ہوئے سراپا لاؤنج سے باہر کی جانب پھیرا اور پھر زینے چڑھتی اوپر رمشہ کے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔۔

*

"شاپنگ پر۔۔لیکن بھابھی میرے پاس تو سب کچھ پہلے سے ہے۔۔"

اس کے سر پر پہنچ کر کہنے پر وہ سٹپٹائی تھی۔پھر جلدی سے اسکی "آفر" سے خوفزدہ ہو کر نفی میں سر ہلایا لیکن اگر جو لالہ رُخ کسی کے منع کرنے سے مان جاتی تو پھر وہ رُخ کیسے کہلاتی۔اس نے ہاتھ جھلّا کر بڑے انداز سے اسکی نفی رد کی تھی۔پھر آگے بڑھ کر اسکی الماری کا ایک پٹ وا کیا۔۔چند کپڑے الٹے پلٹے۔۔مایوس ہو کر چہرہ رمشہ کی جانب پھیرا۔۔

"یہ دادی کی کلیکشن تمہاری الماری میں کیا کررہی ہے؟"

اسکے استفسار پر رمشہ نے ناسمجھی سے دیکھا تھا اسکی جانب۔۔

"کیا مطلب؟"

"ہر رنگ ہی سفید، سیاہ، یا پھر سرمئ ہے تمہاری الماری میں تو۔ایسے تو نہیں لگ رہا کہ یہ کسی کالج جاتی لڑکی کی الماری ہے۔۔یوں لگ رہا ہے کہ دادی جان کی الماری غلطی سے کھول لی ہو۔"

"آپ میری پسند کا مزاق اڑا رہی ہیں۔۔؟"

وہی ارسل کی طرح خفا ہونے والا انداز۔۔اسے بے ساختہ ہی میمنہ یاد آیا تھا۔۔خفا ہو کر رُخ موڑتا۔۔منہ بسورتا ہوا۔۔اسے دیکھتی وہ مسکرائ پھر پاس چلی آئ۔اسے دونوں کندھوں سے تھام کر اپنی جانب پھیرا۔وہ ڈری ڈری سی تھی۔۔خوفزدہ۔۔ سہمی ہوئ۔۔اسے اس چھوٹی سی لڑکی پر لمحے بھر کو ترس آیا تھا۔۔

"تم ڈر رہی ہو۔۔؟"

اسکا سوال بہت براہِ راست تھا۔وہ لمحے بھر کو خود میں سمٹ سی گئ تھی۔

"نہیں۔۔می۔۔میں ٹھیک ہوں بھابھی۔۔"

"ایک دفعہ چہرہ آئینے میں دیکھو اپنا۔۔بتاؤ کہاں سے ٹھیک لگ رہی ہو تم۔۔؟"

اس نے اسے کھینچ کر سنگھار آئینے کے سامنے کھڑا کیا تھا۔رمشہ اپنا چہرہ دیکھ کر لمحے بھر کو گنگ رہ گئ۔روکھا، مرجھایا ہوا۔۔پژمردہ سا چہرہ تو کبھی بھی اسکی شخصیت کا خاصہ نہیں تھا۔۔وہ تو ہمیشہ چہکتی چمکتی، تر و تازہ سی رہا کرتی تھی۔۔یہ اسے کیا ہوتا جارہا تھا۔۔

"بتاؤ مجھے۔۔کہاں سے ٹھیک ہو تم۔۔؟"

اس نے اسے کندھوں سے تھام رکھا تھا۔بے اختیار ہی رمشہ کی آنکھوں سے آنسو پھسلے۔۔گلے میں گرہیں لگنے لگیں۔۔آنسو روکنے کی وجہ سے حلق درد کرنے لگا تھا۔

"رونے سے کسی نے نہیں روکا ہے تمہیں۔رو لو۔۔اچھے سے رو لو۔۔رونے میں کوئی قباحت نہیں۔۔لیکن رلانے والوں پر ادھار چھوڑنے کی اجازت بھی نہیں تمہیں۔۔"

اسکی آواز اگلے ہی لمحے دھیمی سرد سی محسوس ہوئی تھی رمشہ کو۔ایک لمحے کے لیۓ اس نے خوفزدہ ہو کر دیکھا تھا رُخ کو۔۔کہا پھر بھی کچھ نہیں۔۔

"آج میں تمہیں سمجھاؤنگی رمشہ کہ شیر کی ایک دن کی زندگی، گیدڑ کی سوسالہ زندگی سے بہتر کیسے ہوتی ہے۔۔!"

اس نے اسے اپنی جانب پھیرا تھا۔ پھر اسکی نم آنکھوں میں مضبوطی سے دیکھا۔ کندھوں کو زور سے تھاما۔

"تم میرے ساتھ ابھی چل رہی ہو۔۔ابھی اسی وقت۔۔اس حسان نامی مخلوق کو ایک زوردار گھونسا مارنے۔۔!"

لیکن اسکی اگلی بات پر رمشہ کا سانس حلق ہی میں اٹک کر رہ گیا تھا۔۔اسے پتا تھا کہ یہ حسان نامی مخلوق کون تھا۔۔جی وہی۔۔آپ درست سمجھے۔۔زرتاج کا خبیث بھائی۔۔

*

ڈر ایک دماغی فتور ہوتا ہے

اسے خود میں جگہ دینے والے_ اپنے حقوق کے قاتل ہوتے ہیں اپنی دنیا کو_ اپنے ہی قدموں تلے روند رہے ہوتے ہیں_ ڈر سے نہ ڈرا کریں_ اسے تو راکھ بنا کر_ اڑا دیا کریں_ کہ پھر آپ آزاد ہونگے_ اپنی ذات میں پلتی ہر اس تاریکی سے_ جو روکتی ہے آپکو_ روشنی کی جانب سفر کرنے سے_ اور جانتے ہیں کیا_ دنیا میں موجود کون لوگ خطرناک ہوتے ہیں_ ہاں وہی_ جو بے خوف ہوں_ جو کسی سے نہیں ڈرتے_ انہیں کوئی چیز نہیں ہرا سکتی_ کیونکہ وہ روند کر آئے ہوتے ہیں_ اپنے وجود میں پلتی_ سیاہی کو۔۔سیاہی جو_ روکتی ہے آپکو_ بے خوف ہونے سے۔!

وہ بھی اب کے اپنی خالہ کے بنے عالیشان سے گھر میں موجود تھی۔لالہ رُخ نے خاص طور پر سیاہ لباس زیب تن کرر کھا تھا۔بالوں کو جوڑے میں باندھے، پیروں میں ہائی ہیلز پہنے۔۔ٹانگ پر ٹانگ جما کر بیٹھی۔۔وہ اپنے مقابل براجمان شخصیت کو جوتی کی نوک پر رکھے ہوئے تھی۔اسکا ٹھنڈا، مسکراتا سا انداز ایسا تھا کہ وہ جس زمین پر چلتی ہے۔۔اس میں دفن تو ہوسکتی ہے لیکن کسی کی ناحق بات برداشت نہیں کرسکتی۔۔

اسی کے ساتھ رمشہ بھی براجمان تھی۔اپنے ازلی انداز سے مختلف، ذرا غیر آرام دہ۔۔ لیکن مضبوط بننے کی کوشش کرتی ہوئی۔۔وہ سبز رنگ کے لباس میں ملبوس ، بالوں کو فرانسیسی طرز کی چوٹی میں گوندھے۔۔اپنی پوری تیاری کے ساتھ آئی تھی۔۔اگر آپ مضبوط نہ بھی ہوں تو مضبوط نظر

آنے میں کوئی قباحت بھی نہیں۔۔یہ آتے ہوئے اسے رُخ نے کہا تھا۔۔اور اسے احساس ہورہا تھا کہ اس نے ایسا کچھ غلط بھی نہیں کہہ دیا تھا۔۔

سامنے بیٹھیں رشیدہ خالہ البتہ خاصی گڑبڑائی ہوئی لگ رہی تھیں۔انکا ہاتھ بار بار ماتھا چھو رہا تھا۔۔ رُخ نے ٹھنڈی نگاہوں سے انکا سٹپٹایا سا انداز دیکھا اور پھر مسکرا کر سیدھی ہوئی۔۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔

"اَلسَلامُ عَلَيْكُم احباب۔۔۔۔

"ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید ۔۔۔۔

ناولز کی دنیا" ویب سائیٹ / گروپ / پیج دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کرسکتے ہیں ۔۔۔ اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں ۔۔۔ ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے ۔۔۔

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں ۔۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائیپ کرکے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہوسکا آپکی تحریر پوسٹ ہوجائے گی ۔۔۔

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیئے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں ۔۔

Email address :- Novelskiduniya77@gmail.com

Facebook page :- Novels ki duniya

(user name @zoyatalib77)

Facebook group :- Novels ki duniya

Instagram Page:- Zoya Talib (UserName: Novelskiduniya77)

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو)

اور باقی کے رابطے کے لیئے ہر پیج کے نیچے

"novels ki duniya "

اور

"website"

لکھا ہے ان دونوں کو وزٹ کرنے کے لیئے لکھے ہوئے پر ہی کلک کریں اور اوپن کرلیں ---

شکریہ-----

"سوری خالہ جان۔ہم بغیر بتائے ہی آپکی طرف آنکلے۔دراصل میں اور رمشہ شاپنگ کے لیۓ جارہے تھے پھر رمشہ ہی نے کہا کہ کیوں ناں ایک سلام خالہ کو بھی کرتے ہوئے چلیں۔۔"

اور وہ لالہ رُخ ہی کیا جو طوفان لانے سے قبل ٹھنڈے طنز کی مار نہ مارے۔خالہ جو کہ اسے قطعاً بھی پسند نہیں کرتی تھیں اب کہ ذرا سنبھل کر بیٹھیں۔وہ اپنی بیٹی کی پسند سے واقف تھیں اور اللہ گواہ تھا کہ کتنی کوششیں کی تھی انہوں نے زرتاج کا رشتہ ارسل سے طے کرنے کی مگر سامنے بیٹھی اس ناگن نے ہر جادو پر جیسے پانی پھیر دیا تھا۔۔

"آتے ہوئے بتا کر آنا چاہیئے تھا رمشہ۔میں بس ابھی نکلنے ہی والی تھی بازار کے لیئے۔اب تم لوگ آگئے ہو تو۔۔چلو میں بعد میں چلی جاؤنگی۔۔اور آپا کیسی ہیں۔۔؟"

رُخ کو یکسر نظرانداز کر کے انہوں نے رمشہ سے پوچھا تھا۔وہ انہیں سمیرا کے متعلق بتانے لگی۔ لالے نے محظوظ ہو کر ابرو نچائے تھے۔

"خالہ زرتاج نظر نہیں آرہی۔"

نظر اتاری جانی چاہیئے تھی لالہ رُخ کی اس سمے۔۔

"__زرتاج گئ ہوئ ہے"

"کہاں۔۔؟ ارسل کے آفس۔۔؟"

اور ابھی انکی بات مکمل بھی نہ ہوئ تھی کہ اس نے انکا جملہ اچک لیا تھا۔اگلے ہی پل خالہ کا اعتماد جھاگ کر بیٹھ گیا تھا۔رمشہ نے بھی چونک کر اسے دیکھا تھا۔ایسے ہی تو نہیں ارسل اسے ظالم کہتا تھا۔

"ک۔۔کیا مطلب۔۔؟"

"مطلب یہ کہ وہ اس وقت اکثر ارسل کے آفس میں پائ جاتی ہے تو مجھے لگا کہ شاید آج بھی۔۔لیکن اوہ۔۔آپ کہیں۔۔کیا کہہ رہی تھیں۔کہاں ہے زرتاج۔۔؟"

معصومیت سے آنکھیں جھپکائیں۔۔اداکارہ نہ ہو تو۔۔

"مجھے نہیں پتا کہ تم کیا کہہ رہی ہو لیکن وہ اس وقت اپنی اکیڈمی جاتی ہے۔اسکا ارسل کے آفس میں کوئی کام نہیں۔۔"

"ہونا بھی نہیں چاہیئے۔خیر میں نے تو ویسے ہی کہہ دیا تھا۔بس ایک دو بار اسکے آنے جانے کی خبریں موصول ہوئی تھیں مجھے آفس سے۔۔"

رشیدہ کی تیوری چڑھی تھی اب کہ۔رمشہ سانس روکے بیٹھی رہی۔زرتاج کا کیا بھروسہ تھا بھلا۔ زبان کی مٹھاس سے اگلے کے حلق میں کڑواس گھولتی وہ ذرا بھی نہیں گھبرا رہی تھی۔وہ صرف ایک سے ہی گھبرایا کرتی تھی۔۔اور وہ تھا اسفندیار۔۔اسکے علاوہ تو وہ کسی کے باپ سے بھی نہیں ڈرتی تھی۔

"جانتی بھی ہو تم کیا کہہ رہی ہو لڑکی!!"

انکا سرخ بھبھوکا چہرہ دیکھ کر اسے بہت مزہ آیا تھا۔

"کیا آپکو نہیں پتا خالہ کہ میں کیا کہہ رہی ہوں۔۔؟"

"زبان سنبھالو اپنی تم۔۔"

"بالکل۔۔کیوں نہیں۔۔لیکن پہلے آپ اپنی بیٹی تو سنبھال لیں۔۔"

یکدم لاؤنج کی فضا میں سناٹا چھا گیا تھا۔یوں جیسے سب کچھ اپنی جگہ ہی ساکت ہوگیا ہو۔سوائے رُخ کے سب کچھ واقعی اپنی جگہ ہی ساکت ہوگیا تھا۔

"مجھے سب پتا ہے کہ وہ اس وقت ارسل کے آفس کیوں جاتی ہے اور اسکے پیچھے کیا کیا مقاصد ہیں۔میں نے ابھی تک اسے اپنے طریقے سے نہیں سمجھایا ہے خالہ جان۔میں محض ابھی آپکو وارن کرنے آئی ہوں کہ میرے شوہر سے دور رہیں آپ اور آپکی بیٹی بھی۔۔اگر آپ لوگ خاموشی سے علحیدگی اختیار کرلیں گے تو میں بھی کچھ نہیں کرونگی لیکن اگر۔۔"

اس نے ٹانگ سے ٹانگ ہٹائی تھی۔پرسکون آنکھیں رشیدہ پر جمائیں۔۔

"اگر آپ نے ارسل کو مزید پریشان کرنے کی کوشش کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔۔اچھے سے ذہن نشین کرلیں آپ اس بات کو۔۔"

خالہ جان کے تو جتنے بھی طبق تھے سب کے سب روشن ہوچکے تھے۔انہیں اس نئی نویلی دلہن سے ایسے خون خرابے اور دھمکی آمیز سے بیان کی امید ہرگز بھی نہیں تھی۔۔اب کوئی انہیں کیا بتاتا کہ پٹھان دلہنیں تو پھر ایسی ہی ہوا کرتی ہیں۔۔

"ایک منٹ لگے گا مجھے آپی کو بتانے میں کہ انکی نئی نویلی دلہن کیا کرتی پھر رہی ہے۔۔شرم نام کی کوئی چیز ہے بھی تم میں یا نہیں۔۔!"

انہیں جیسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اسے آخر جواب کیا دینا چاہیئے۔اس لڑکی نے انکا دماغ چند ہی لمحوں میں گھما کر رکھ دیا تھا۔

"اچھا۔۔کیا واقعی۔۔پھر تو آپکو انہیں یہ بھی بتانا ہوگا کہ آپ پر میں کونسا الزام عائد کرنے آئی تھی۔کریں فون۔۔ابھی اور اسی وقت میرے سامنے بات کریں آپ آنٹی سے۔۔یقیناً تب تک تو آپکو ادراک ہو ہی جائے گا کہ شرم آخر آنی کس کو چاہیئے۔۔"

یہ ہوا آخری وار۔۔ڈز ڈز ڈز۔۔رمشہ نے بے چینی سے پہلے خالہ کا سرخ سے سیاہ پڑتا چہرہ دیکھا اور پھر اگلے ہی پل رُخ کے ٹھنڈے سے چہرے کی جانب نگاہ گھمائی۔اسکا سانس ہر گزرتے لمحے جیسے بند ہوتا جارہا تھا۔

"ابھی کہ ابھی دفعہ ہوجاؤ میرے گھر سے۔۔"

"ہم نکلتے نہیں ہیں خالہ۔۔نکالتے ہیں۔۔یاد رکھیئے گا اس بات کو۔۔اور سمجھادیجیئے گا ان زرتاج محترمہ کو بھی۔۔۔"

اس نے اگلے ہی پل رمشہ کا ہاتھ تھاما اور پھر اسے ساتھ لیئے داخلی دروازہ پار کرتی باہر کی جانب بڑھ آئی۔رمشہ کا چہرہ سفید پڑ رہا تھا اور اسکے برعکس زرتاج کا چہرہ پرسکون اور ٹھنڈا۔۔

گاڑی میں بیٹھی اب وہ سن ہوئی کھڑکی سے باہر کی جانب دیکھ رہی تھی۔پھر یکدم ہی چہرہ اسکی جانب پھیرا جو ہلکی سی آواز میں کوئی انجان سی دھن گنگنا رہی تھی۔۔

"یہ سب کیا تھا بھابھی۔۔؟"

"کیا۔۔؟"

بغیر اثر لیئے کندھے اچکا کر پوچھا تھا اس نے۔

"آپ ایسے کیسے خالہ کو کہہ سکتی ہیں۔۔!ڈر نہیں لگتا آپکو انکے ردعمل سے۔۔"

اسکی بات پر وہ ہنس دی تھی۔پھر مسکراہٹ دبا کر چہرہ اسکی جانب پھیرا۔

"میرے چہرے سے لگ رہا ہے کہ میں کہیں سے ڈری ہوئ ہوں۔۔نہیں ناں۔۔رمشہ بچے۔۔جن کے اعمال درست ہوں، وہ ڈرتے نہیں ڈراتے ہیں۔میں نے کبھی کسی کے حق کو نہیں مارا۔میں نے کبھی خود کو کسی ناجائز مہم کا حصہ نہیں بنایا۔میں نے ظلم کرنے والوں کی چمڑی ادھیڑنی سیکھی ہے۔۔اور جو اتنی صاف گوئ سے زندہ رہنے والے ہوتے ہیں انہیں کوئ چیز نہیں ڈرا سکتی۔تم بھی ظلم پر خاموش رہنا چھوڑدو۔۔تمہارے اندر کا ڈر خود کہیں ڈر کر بھاگ جائے گا۔۔"

رمشہ اسے چند پل دیکھتی رہی پھر دھیرے سے مسکرادی۔آنکھوں میں جانے کیوں بہت ہلکی سی نمی تیرنے لگی تھی۔

"آپ بہت بہادر ہیں بھابھی، میں نہیں ہوں۔۔"

"کوئ بات نہیں۔۔میں کس لیۓ ہوں۔۔اب آجاؤ۔۔تمہیں ایک اور مزے کی فلم دکھاؤں۔۔"

اس نے گاڑی کو کسی بلڈنگ کے پارکنگ ایریا میں لا کر روکا تو رمشہ نے چونک کر آس پاس دیکھا۔وہ کبھی اس جگہ پر نہیں آئ تھی۔

"کہاں جارہے ہیں ہم بھابھی۔۔؟"

وہ اب خوفزدہ ہوئ آس پاس دیکھتی اس جگہ کو پہچاننے کی سعی کررہی تھی۔رُخ نے گاڑی سے نکل کر دروازہ بند کیا تو وہ بھی جلدی سے باہر نکل آئ۔پھر اسکے ساتھ ساتھ قدم ملا کر تیز تیز چلنے لگی۔

"بھابھی ہم کہاں جارہے ہیں۔۔؟"

"بتایا تو تھا تمہیں۔۔حسان نامی مخلوق کو ایک گھونسا جڑنے جارہے ہیں ہم۔۔"

اور اس نے آنکھیں پھیلا کر رُخ کو دیکھا تھا۔پھر آگے بڑھ کر جلدی سے اسکا بازو کہنی سے تھامے۔۔اسے مزید اگلا قدم بڑھانے سے روک دیا تھا۔وہ رک گئ تھی۔۔پھر گہرا سانس لیا۔۔

"آج اگر تم نے اس ڈر کو خود پر طاری ہونے دیا ناں رمشہ تو یاد رکھنا تم کبھی اس قید سے آزاد نہیں ہوپاؤگی۔تم اس کی غلام بن جاؤگی۔۔یہ تمہیں سانس لیتا مردہ مجسمہ بنادیگا۔۔کیا تم ایک دفعہ۔۔بس ایک دفعہ ہمت نہیں کرسکتیں اپنے لیئے۔۔؟ میں تمہارے ساتھ ہوں۔۔میں ساتھ رہونگی۔۔بس خود کو اس غلامی کے سپرد نہ کرو جو کسی کشید کیئے زہر سے کم نہیں۔۔خود کو ایسے ضائع مت ہونے دو۔۔شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سوسالہ مردار زندگی سے بہتر ہوتی ہے۔۔تم آگے بڑھو اور چیر پھاڑ دو۔۔ظلم کو نہیں بخشتے۔۔جو ظلم کو بخشتے ہیں وہ ظالم کے برابر گردانے جاتے ہیں۔۔کیا تم ظالم بننا چاہتی ہو۔۔؟"

رُخ نے اسے کندھوں سے تھام کر جھنجھوڑا تھا۔رمشہ کا تنفس اگلے ہی پل دھونکنی کی مانند چلنے لگا تھا۔اسکے اندر چنگاری سی ابھری۔۔مٹھیاں ضبط سے بھنچ گئیں۔۔وہ کیسے چھوڑ سکتی تھی اپنا حق مارا جانا۔!!اسے ہر وہ رات یاد آنے لگی جو اس نے روکر گزاری تھی۔۔سب جیسے نگاہوں کے سامنے

دھواں دھواں ہونے لگا۔اس نے رخسار پر پھسلتے آنسو کو بے دردی سے رگڑا۔۔پھر گلابی آنکھیں اٹھا کر رخ کو دیکھا۔لالے نے اسکا عزم دیکھا تو پورے دل سے مسکرائی۔۔پھر اسے گلے لگالیا۔۔وہ چھوٹی نازک سی تھی۔۔بالکل رامین جیسی۔۔اسے گلے لگایا جانا ہی چاہیے تھا۔۔

اگلے ہی پل اب انکے آگے بڑھتے قدموں میں لڑکھڑاہٹ کی جگہ اعتماد نے لے لی تھی۔ان کے چہروں سے عیاں تھا کہ وہ آج ایک گھونسے سے کم کسی چیز پر راضی نہیں ہونگی۔۔کیا انہیں راضی ہونا چاہیئے تھا۔۔؟ بالکل نہیں!!

*

ارسل ابھی ابھی آفس پہنچا تھا اور دیر ہوجانے کے باعث وہ خاصہ پریشان بھی تھا۔بابا سے عنقریب پڑنے والی جھاڑ کا سوچ کر ہی اسے اکتاہٹ ہونے لگی تھی۔شیر سے اسکا سامنہ اس آخری بات چیت کے بعد نہیں ہوا تھا۔۔شاید وہ انکا سامنہ کرنے کی ہمت خود میں نہیں پاتا تھا۔۔اس نے لفٹ کا بٹن دبا کر اسکے کھلنے کا انتظار کیا اور پھر جیسے ہی اندر بڑھنے لگا۔۔تو ٹھہر سا گیا۔۔اسے زرتاج سے ایک بار پھر سامنہ ہوجانے کی امید نہیں تھی۔۔یکدم ہی غصے کی تیز لہر نے اسکے وجود کا احاطہ کیا تھا۔۔اس ایک لڑکی کی وجہ سے اسکی زندگی بے ہنگم ہورہی تھی۔زہر لگ رہی تھی وہ اسے اس وقت۔

اس نے سپاٹ چہرے کے ساتھ قدم واپس پھیرے تو وہ جلدی سے نکل کر اسکے پیچھے بھاگی۔اسے کہنی سے تھام کر روکا بھی تھا۔۔اس نے پوری قوت سے اسکا ہاتھ جھٹکا تھا۔پھر جمے دانتوں کے ساتھ غرایا۔۔

"آپ ادھر کیا کررہی ہیں زرتاج۔۔!!کیا میں نے منع نہیں کردیا تھا آپکو کہ مجھے آپ میں کوئی دلچسپی نہیں۔۔کیوں آپ مجھے زچ کررہی ہیں۔۔!"

بہت دنوں کا پلتا لاوہ اگلے ہی لمحے اسکے اندر سے ابل پڑا تھا۔زرتاج پہلے تو ذرا گڑبڑائی لیکن پھر اگلے ہی پل مسکرادی۔۔کندھے پر جھولتے پرس سے موبائل نکالا اور چند بٹن دبانے کے بعد تصاویر آگے پیچھے کرنے لگی۔۔ایک تصویر پر رک کر اس نے محظوظ سا چہرہ اٹھایا تھا۔۔

"بہت ناز ہے ناں آپکو اپنی بیوی پر۔۔دیکھیں میں کیا لائی ہوں آپکے لیے آج۔۔"

اس نے اگلے ہی پل موبائل کی جگمگاتی اسکرین اسکی جانب پھیری تھی۔ارسل نے نا سمجھی سے تصویر پر نگاہیں مرکوز کیں۔۔اور پھر اگلے ہی پل اسکی پیشانی پر جما پر بل ڈھیلا پڑتا گیا۔تصویر میں لالہ رُخ بے تکلفی سے ایک اونچے سے مرد کے گرد بازو حمائل کیۓ ہنس رہی تھی۔ساتھ کھڑا مرد بھی اسکی کسی بات پر بھرپور سا قہقہہ لگا رہا تھا۔زرتاج اسکے تاثرات سے محظوظ ہوتی ہلکی سی آواز میں بولی۔۔

"یہ محض ایک تصویر نہیں ارسل جی۔۔ایسی سینکڑوں تصاویر ہیں میرے پاس۔۔اگر آپ مزید اپنی بیوی کی پارسائی اور بہادری پر قصیدے پڑھنے کا ارادہ رکھتے ہیں ت۔۔"

لیکن اسکے الفاظ اگلے ہی پل لبوں پر ٹوٹ سے گ ئے تھے۔ارسل کے عین پیچھے سے اسفندیار چلتا ہوا آرہا تھا۔۔ساتھ ساتھ اس نے ارسل کو دیکھتے ہی دور سے آواز بھی دی تھی۔وہ چونک کر پلٹا۔۔زرتاج کی آنکھیں پھٹ کر باہر آنے لگیں۔۔جلدی سے موبائل اپنی جانب پھیر کر تصویر میں موجود اس اونچے سے بندے کو دیکھا۔۔یہ تو۔۔یہ تو۔۔ہاں۔۔وہ تو اسفندیار تھا۔۔جو کہ بڑے

آرام سے، مسکراہٹ لبوں پر سجائے، جیبوں میں ہاتھ ڈالے سامنے سے چلا آرہا تھا۔۔سرمئی ٹرٹیل نیک سوئٹر پہنے، جینز میں ملبوس۔۔وہ واقعی بہت خوبصورت اور قدرے مضبوط سے جسم کا بندہ لگتا تھا۔وہ قریب چلا آیا تو ارسل نے نا سمجھی سے اسکی جانب دیکھا لیکن اسفند فی الحال زرتاج کی جانب متوجہ تھا۔۔

"محترمہ کیوں ناں بیٹھ کر بات کرلی جائے کیونکہ مجھے بھی آپکو آپکے بھائی کی پارسائی اور پاکیزگی کی بہت سی تصاویر دکھانی ہیں۔۔کیا آپ دیکھنا پسند کریں گی۔۔؟"

مزے سے بھنویں اچکا کر پوچھا۔زرتاج بے یقینی سے کبھی ارسل کو تکتی تو کبھی ارسل سے دو انچ لمبے اسفند کو۔۔

"اسفند لالہ۔۔آ۔۔آپ یہاں کیسے۔۔؟"

ارسل کی حیرت اپنے عروج پر تھی۔اسفند نے مسکرا کر اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔

"میری ایک عدد بہن کے شوہر ہو تم۔۔اور بہن بھی وہ جو جیمز بونڈ کی شاگردہ رہ چکی ہو۔ میں تمہارے اس مسئلے کو سلجھانے آیا ہوں۔۔دیکھیں تو سہی ان محترمہ کے پاس کتنے ہتھیار ہیں تمہیں زچ کرنے کے۔۔کیوں۔۔ٹھیک کہہ رہا ہوں ناں میں۔۔؟"

ایک ہی کہانی کے دو رُخ تھے وہ دونوں۔۔ایک ہی کتاب کے دو صفحے تھے۔۔اسفند اور لالہ رُخ۔۔وہ بھی لوگوں کو سر سے پکڑنے کی عادی تھی اور اسفند تو خیر سے اسکا استاد رہ چکا تھا۔بھلا کیوں نہ اس جیسا ہوتا۔۔

زرتاج کا چہرہ سفید پڑچکا تھا۔۔وہ پوری ٹھنڈی ہوگئ تھی۔۔ہاتھ لرز رہے تھے اور حلق میں بے ساختہ ہی کچھ اٹکا تو وہ کھانسی۔اسے سوچنا چاہیۓ تھا۔۔لیکن اب کیا ہوسکتا تھا۔۔وہ پنگا لے چکی تھی اور جس سے لے چکی تھی وہ یقیناً اسے بخشنے والی نہیں تھی۔۔

اسی پہر آگے بڑھتی لالہ رُخ نے مسکرائ تھی۔ایک تیر سے دو شکار۔۔!اس نے ایک دن پہلے ہی اسفند کو سارا معاملہ سمجھادیا تھا۔۔کیونکہ وہ ارسل کی پریشانی سے پریشان ہوگئ تھی۔وہ خود اس مسئلے سے نپٹ رہا تھا لیکن وہ اس سب کو سنبھال نہیں پارہا تھا۔۔اس نے شیر اور اسکے درمیان کھنچا کھنچا سا رویہ بھی محسوس کرلیا تھا اور بچی تو وہ تھی نہیں کہ اس سب کے بعد کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکتی۔۔اس نے اگلے ہی پل آفس کے دروازے کے پار رک کر دروازہ دھکیلا تھا۔۔پھر حسان کو دیکھ کر مسکرائ۔۔ایک آخری وار تو ابھی رہتا ہی تھا۔۔!

****

اس نے دروازہ دھکیلا تو وہ حسان جو گردن جھکاۓ کسی فائل کی ورق گردانی میں مصروف تھا۔۔یکدم چونکا۔۔سر اٹھا کر دیکھنے پر اسکی آنکھیں اگلے ہی پل پھیل کر باہر آنے کو تھیں۔۔وہ لالہ رُخ کے پیچھے سے سامنے نکل کر آتی رمشہ کو دیکھتا اگلے ہی پل اٹھ کھڑا ہوا تھا۔گود میں رکھے بہت سے پرچے پھسل کر زمین بوس ہوگۓ۔انگلی میں پھنسا قلم بھی اگلے ہی لمحے چھوٹ کر ٹیبل پر جا گرا تھا۔

اسکا ہونق چہرہ دیکھ کر وہ مسکراتی ہوئی اندر چلی آئی تھی۔اسکے نشان زدہ چہرے پر محظوظ ہو کر نگاہیں جمائیں۔۔ہاں۔۔اسکی مار کے نشان اب تک حسان کے چہرے پر ثبت تھے۔ زخم مندمل ہو چکے تھے لیکن نشانات کا موجود ہونا یقینی سی بات تھی۔۔ہولا ہاتھ تھوڑی رکھا تھا رُخ نے اس پر۔۔

پھر اسکے سامنے رکھی کرسی کھینچ کر بیٹھی۔گردن اٹھا کر مجسمے کی صورت ساکت ہوئے حسان کو دیکھا۔وہ جسامت میں خاصہ کمزور اور لمبوترا سا تھا۔۔مانو رُخ کی نگاہوں سے ہی پگھلنے کی تیاری میں لگ رہا تھا وہ تو۔۔

"کیسے ہو حسان۔۔؟ زیادہ تکلیف تو نہیں ہوئی تھی زخم صاف کرتے وقت۔۔؟"

اس نے پلکیں جھپکا کر پوچھا تھا۔وہ اگلے ہی لمحے غصے میں بھناتا، ہوش میں آیا تھا۔پھر دانت کچکچا کر سامنے کرسی پر براجمان رُخ کی جانب دیکھا۔اسکی آنکھیں اگلے ہی پل طیش سے گلابی پڑنے لگی تھیں۔۔

"کیا بکواس ہے یہ سب۔۔؟ اور۔۔اور آپ یہاں میرے آفس میں کیا کررہی ہیں۔۔؟"

"گھر بھی گئی تھی تمہارے۔۔"

پرسکون سے جوابی وار پر وہ بھک سے اڑا تھا۔کیا اس نے گھر والوں کو بتادیا تھا اسکی حرکت کے بارے میں۔۔!اگر ایسا تھا تو اگلے کئی مہینوں تک اسے گھر میں رہنا نصیب نہیں ہونا تھا کیونکہ اسکے باپ کا غصہ بھڑکتے الاؤ کی مانند دہکتا تھا۔اسکی پیشانی پر بے ساختہ ہی پسینہ پھوٹ نکلا تھا۔

"میرے گھر جانے کی اجازت کس نے دی آپکو۔۔؟ اور وہاں جا کر میرے متعلق کیا بکواس کی ہے آپ نے۔؟ مجھے ابھی آپ جانتی نہیں ہیں مس لالہ رُخ۔۔زندگیاں تباہ کر دیتا ہوں میں۔۔"

رُخ نے "اچھا" والا ابرو اٹھایا تھا۔پھر گردن ذرا ایک جانب کو ڈھلکا کر بڑے انداز سے حسان کی بگڑتی صورت دیکھی۔

"ابھی تم مجھے نہیں جانتے ہو حسان۔۔اسی لیے بچے ضد نہیں کرتے اور اپنے کیے غلط کام پر تو کبھی بھی نہیں اکڑتے۔تم ابھی۔۔اور اسی وقت۔۔رمشہ سے معافی مانگ رہے ہو۔۔"

اسکی بات سن کر دروازے میں کھڑی رمشہ نے ہاتھ باندھ کر، مضبوط تاثرات کے ساتھ حسان کو دیکھا تھا۔دل اب بھی اندر کہیں خوف سے لرز رہا تھا اور سانسیں بے ترتیب تھیں۔۔لیکن اس نے بھی فیصلہ کرلیا تھا۔۔ایسے تھا تو پھر ایسے ہی سہی۔۔

"اچھا۔۔اوہ واؤ۔۔"

وہ ہنسا تھا۔خود کو ہلکا پھلکا ظاہر کرنے کے لیے یقیناً۔لیکن پریشانی سے اسکے تنے جبڑے اوپر کی جانب بھنچے تھے اور ہتھیلیاں پسیج گئ تھیں۔۔رُخ نے بغور اسے دیکھا تھا۔ پھر گہرا سانس لے کر سیدھی ہو بیٹھی۔

"آپکو لگتا ہے کہ میں آپکی اس جھوٹی دھمکی پر ڈر جاؤنگا۔۔؟"

"تم ڈر گئے ہو حسان۔۔"

ہولے سے بول کر رُخ نے مزے سے اسکی غلط فہمی دور کی تھی۔وہ دانت جما کر سامنے رکھے ٹیبل پر ہاتھ مارتا جھکا۔لالے نے محض ایک ابرو اٹھا کر اسکا تمتماتا چہرہ دیکھا تھا۔

"میں نے کچھ غلط نہیں کیا اور معافی تو میں ہر گز بھی نہیں مانگونگا۔۔اور وہ بھی اس سے۔۔اس کچرے کے ڈھیر سے۔۔"

استھزاء ہنس کر رمشہ کی جانب انگلی سے اشارہ کیا اور پھر چہرہ جھکا کر ہنسنے لگا۔رمشہ نے کھینچ کر سانس لیا تھا۔اسکی آنکھیں اس قدر ضبط پر اب کے بھیگنے لگی تھیں۔اسکے سینے میں تکلیف سی ابھرنے لگی تھی۔

"تو تم معافی نہیں مانگو گے۔۔؟"

لالہ رُخ نے اسے ایسے دیکھا جیسے آخری بار اسکی رائے جاننا چاہ رہی ہو۔وہ اب کہ قدرے سنبھلا ہوا لگ رہا تھا۔پھر بالوں میں ہاتھ چلا کر اسے مسکراتی نگاہوں سے دیکھا اور نفی میں سر ہلا دیا۔۔

"اس دن تو میں اکیلا تھا جبھی کچھ نہیں کر پایا تھا آپکے سامنے۔۔لیکن آج میرے ساتھ پورا آفس ہو گا۔میرے سیکیورٹی گارڈز باہر ہی موجود ہیں مس لالہ رُخ۔آپ آج مجھے ہراساں نہیں کر سکتی۔اور کیا ثبوت ہے آپکے پاس کہ میں نے رمشہ کے ساتھ زبردستی کرنے کی کوشش کی ہے۔۔؟"

اسکی آنکھوں میں فاتحانہ سی چمک تھی۔لالہ رُخ نے لمحے بھر کو اسے افسوس سے دیکھا تھا۔پھر کندھے اچکائے۔۔

"__میرے پاس ثبوت"

"ہے۔۔"

لیکن یہ بات لالہ رُخ نے مکمل نہیں کی تھی۔یہ تو اسکے پیچھے مٹھیاں بھینچ کر کھڑی رمشہ نے مکمل کی تھی۔لالے نے چونک کر اپنے پیچھے دیکھا۔اور ٹھٹکا تو بری طرح حسان بھی تھا۔۔رمشہ اب کے مزید دو قدم آگے چلی آئی تھی۔پھر لرزتے ہاتھوں سے موبائل نکال کر ایک وڈیو پلے کی۔۔وڈیو کی آواز سن کر جہاں حسان اپنی جگہ جم سا گیا تھا وہیں رُخ نے حیرت سے رمشہ کی جانب دیکھا تھا۔۔

اس نے موبائل کی چمکتی اسکریں حسان کے سامنے کی تو وہ بھونچکا رہ گیا۔۔

وڈیو میں واضح طور پر دیکھا جاسکتا تھا کہ وہ اسے کس طرح سے زود و کوب کرتا ہوا، دیوار سے لگا کر دھمکا رہا تھا۔وہ رو رہی تھی لیکن وہ اسکی بات نہیں سن رہا تھا۔وڈیو کے ہر گزرتے لمحے کے ساتھ حسان کا چہرہ سفید پڑتا گیا۔۔یوں گویا مردہ ہوگیا ہو۔۔رمشہ نے انہی لرزتے ہاتھوں سے موبائل اپنی جانب پھیر اور پھر آگے بڑھ کر ایک زور دار چانٹا اسکے منہ پر رسید کیا۔

وہ شاید اسکے ایسے ردعمل کے لیۓ تیار نہیں تھا اسی لیۓ ہونق ہو کر، رخسار پر ہاتھ جمائے وہ رمشہ کو ہی تک رہا تھا۔اسے جیسے یقین نہیں آرہا تھا کہ یہ اس لڑکی نے کیا تھا۔۔لالہ رُخ اس سارے عرصے میں پہلی دفعہ دل سے مسکرائی تھی۔

"گھٹیا انسان۔۔میری۔۔میری خالہ کے بیٹے ہو تم۔۔م۔۔میرے لیۓ بھائی کی جگہ پر ہو۔۔او۔۔ اور تم نے می۔۔میرے ساتھ ایسے۔۔"

رمشہ کی آنکھوں سے بے اختیار ہی آنسو پھسلے تھے۔اسکا جسم زلزلوں کی زد میں تھا اور نگاہیں لبالب آنسوؤں سے بھر گئ تھیں۔اسے اپنی نسوانیت پر ہوا کاری وار جیسے اندر ہی اندر کھائے جارہا تھا۔

لیکن حسان اگلے ہی پل جنگلیوں کی طرح گھوم کر اسکے سامنے آیا تھا۔۔وہ ڈر کر پیچھے ہٹی۔۔اس نے جیسے ہی اسکے ہاتھ سے موبائل جھپٹنا چاہا تو رُخ نے اسے گریبان سے پکڑ کر پیچھے کی جانب گھسیٹا۔۔پھر اسے دیکھ کر مسکرائ۔۔

"اسکے لیٔے سوری۔۔"

اگلے ہی پل الٹے ہاتھ کا ایک زناٹے دار چانٹا حسان کے پہلے سے سرخ ہوئے رخسار پر پڑا تو وہ، رمشہ کے قدموں میں جاگرا۔۔ساتھ ساتھ وہ شاید رو بھی رہا تھا۔رمشہ بے ساختہ ہی دو قدم پیچھے ہٹی تھی۔

"معافی نہیں مانگو گے تم۔۔"

رُخ نے اگلے ہی پل کہہ کر اسے ایک بار پھر سیدھا کیا تھا۔وہ اب بری طرح ہانپ رہا تھا۔۔سرخ چہرہ اور پسینے پسینے ہوتا جسم۔۔لالے نے اسکے گھٹنے پر اپنی ہیل ماری تو وہ پیچھے کی جانب بلبلاتا ہوا گرا۔۔وہ اب اسکے سامنے پنجوں کے بل بیٹھ رہی تھی۔پھر مسکرائ۔۔کیا آگ جیسی برف مسکراہٹ تھی۔۔خوفزدہ کردینے والی۔۔ظالم۔۔کاٹ دار۔۔

"معافی مونگو گے یا ارادہ بدل لیا تم نے۔۔؟"

"__می۔۔میں ابھی اپنے سیکیورٹی گا"

لیکن رُخ نے اسے موقع نہیں دیا۔اگلے ہی پل اب وہ اسے گریبان سے پکڑ کر ایک بار پھر سے کھڑا کررہی تھی۔پھر رمشہ کی جانب پلٹ کر دیکھا اور نرمی سے مسکرائی۔۔

"کون ہے کچرے کا ڈھیر۔۔؟"

اسکی جانب سے پڑا ایک جاندار گھونسا سیدھا جبڑے پر آکر لگا تھا۔وہ پیچھے رکھے ٹیبل پر گرا تو بیشتر چیزیں بکھر کر زمین بوس ہوگئیں۔اسکے نفیس سے آفس کی حالت دیکھنے لائق تھی اس سمے۔۔پھیلے ہوئے کاغذات، آگے پیچھے رکھیں کرسیاں۔۔بکھرے بالوں اور تازہ زخموں کے نشان لیۓ میز پر گرا حسان۔۔

"__معافی مانگو گے یا"

لیکن اسکا جملہ مکمل بھی نہیں ہوا تھا کہ وہ جلدی سے گھٹنوں کے بل بیٹھا۔کانپتے ہاتھ رمشہ کے سامنے جوڑ دیۓ۔۔ٹوٹے دانتوں اور خون رستے ہونٹوں کے ساتھ معافی مانگنے لگا۔رُخ نے گردن کسرتی انداز میں دائیں بائیں پھیری تھی۔پھر ہاتھ جھاڑ کر گہرا سانس لیا۔۔

"اتنا کافی ہے رمشہ؟"

ایک بار رک کر پوچھا۔رمشہ نے نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔پھر جلدی سے سر اثبات میں ہلایا۔۔

"بہت ہے بھابھی۔۔بس اب چلیں یہاں سے پلیز۔۔میرا دم گھٹ رہا ہے یہاں پر۔۔"

اسکے کہنے پر وہ ایک قہر آلود نگاہ حسان پر ڈال کر رمشہ کی جانب مڑی تھی۔پھر اسے ہاتھ سے تھام کر آفس کا دروازہ کھولتی باہر نکل آئی۔ساتھ ہی ہاتھ میں تھاما سیاہ چشمہ بھی آنکھوں پر جمایا تھا۔لوگ مڑ مڑ کر اس دراز قد خوبصورت سی لڑکی کو دیکھنے لگے تھے۔۔وہ کسی بھی نگاہ کو خاطر میں لائے بغیر بے نیازی سے قدم اٹھاتی آگے ہی آگے بڑھتی رہی۔اور آج شاید وہ ان لڑکیوں کی شکر گزار بھی تھی۔۔انہی لڑکیوں کی جنہوں نے اسے اس دن۔۔میدان میں گرا کر مارا تھا۔۔تب ہی تو وہ وقت تھا۔۔کہ پھر اس نے ہر اس ہاتھ کو روکنا سیکھ لیا جو اسکی جانب کسی بھی غلط ارادے سے بڑھا ہو۔۔اس نے یہ سیکھ لیا تھا۔۔اسے یہ سیکھنا ہی تھا۔۔ایک دفعہ جب اس نے بھی دھاڑ کر وار کیا تو کبھی کوئی حق تلفی کے ناپاک عزائم لیئے اسکی جانب نہ بڑھ سکا۔۔وہ آج خود پر فخر کرتی تھی۔۔اسکا فخر کرنا بنتا تھا کیونکہ وہ مضبوط تھی۔۔

رمشہ نے شکرگزار سی آنکھیں رُخ کی جانب پھیریں۔اسکا دل لالہ رُخ کے لیئے عزت سے بھرنے لگا۔اچھا۔۔تو لوگ ایسے بھی ہوا کرتے ہیں۔۔بھابھیاں اس قدر مہربان اور مضبوط بھی ہوا کرتی ہیں!۔۔اس نے تو کہانیوں میں پڑھ رکھا تھا کہ بھابھیاں بہت چنڈال اور خرانٹ سی فطرت کی مالک کوئی مخلوق ہوتی ہیں لیکن یہ کیا۔۔اسکی بھابھی تو ایسے کسی بھی کردار پر پورا نہیں اترتی تھی۔اسکی بھابھی تو عزت کرتی تھی۔۔عزت کروانا جانتی تھی۔۔اسکی بھابھی غیرت مند تھی۔۔وہ غیرت کے لیئے اپنا سر تک کٹوا سکتی تھی۔۔اسکی بھابھی تو عظیم عورت تھی۔۔اس نے ہمیشہ ظلم کے خلاف عزم سے بولنا سیکھا تھا۔۔اس نے ڈر کر چھپنا نہیں سیکھا تھا۔۔اور اس نے کیا خوب

سیکھا تھا۔وہ اس سے۔۔متاثر ہوئی تھی۔۔ہاں وہ رُخ کی دلفریب اور دھوپ چھاؤں سی شخصیت کے لیۓ پگھلنے لگی تھی۔۔

اسکے گلے میں یکدم آنسوؤں کا گولہ اٹکا تو اس نے چہرہ جھکا لیا۔آنسو ٹپ ٹپ اسکے قدموں میں گرنے لگے تھے لیکن یہ وہ پہلے آنسو تھے کہ جنھیں وہ خود صاف کرنا چاہتی تھی۔۔اکیلے۔۔تن تنہا۔۔!کیونکہ جو اپنے آنسو خود صاف کرتے ہیں وہ پہلے سے زیادہ مضبوط ہوجاتے ہیں! وہ بھی مضبوط بننا چاہتی تھی۔۔زیادہ نہیں تو کم از کم اپنے آنسو پونچھنے والی ہی سہی۔۔!اس نے اگلے ہی لمحے آنکھیں رگڑیں اور سر اٹھا کر چلنے لگی۔۔

*

دوسری جانب پگھلتی دھوپ کے عکس میں وہ تینوں بھی ایک دوسرے کے مقابل براجمان تھے۔ اسفند اور ارسل ایک جانب جبکہ زرتاج سفید پڑتا چہرہ لیۓ انکے مخالف۔۔

"یہ جس کی تصویر دکھا کر آپ ارسل کو اسکی بیوی سے بدگمان کرنا چاہتی ہیں ناں محترمہ۔۔وہ میری بہن ہے۔۔لالہ رُخ۔۔"

بات اسفند نے ہی شروع کی تھی۔ارسل تو سکڑے ابرو لیۓ بہت سنجیدہ سا بیٹھا تھا۔کچھ تھا جو اسے بہت برا لگا تھا۔

زرتاج نے جلدی سے اپنے ہاتھ آپس میں رگڑے تھے، پھر لب مس کرتی تیزی سے پلکیں جھپکانے لگی۔

"__وہ۔۔وہ اس نے مجھے"

"کسی پر الزام لگانے سے قبل اگر آپ تھوڑی بہت تحقیق کرلیا کریں تو کچھ قباحت نہیں۔۔بس انسان عین وقت پر ذلیل ہونے سے بچ جاتا ہے۔۔خیر۔۔یہ جو بھائی ہے آپکا۔۔کیا اسکے کرتوت جانتی ہیں آپ۔۔؟ یا ان کارناموں سے یکسر بے خبر کسی اور کی ذات پر کیچڑ اچھالنے ہی میں وقت صرف ہوتا رہا ہے آپکا۔۔؟"

وہ بھی اپنے نام کا ایک ہی تھا۔پیچھے ہو کر بیٹھا۔۔ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے۔۔ٹھنڈے انداز میں بھگو بھگو کر مار رہا تھا۔ارسل نے بھی اب کہ انہی سنجیدہ نگاہوں سے زرتاج کو دیکھا تھا۔

"میرے بھائی نے ایسا کچھ نہیں کیا ہے۔وہ۔۔وہ تو ارسل مجھے بہکا رہے تھے کافی عرصے سے۔۔"

"زبان سنبھال کر بات کرو تم زرتاج۔۔میں نے کبھی تم سے کوئی غیر ضروری تو کیا ضروری بات بھی نہیں کی اور تم یہ سب۔"

اسفند نے طیش سے ابل کر بولتے ارسل کو ہاتھ کے اشارے سے تھمنے کو کہا تھا۔وہ اگلے ہی پل چپ سا ہوگیا۔اسے اپنا آپ بہت بیوقوف اور چھوٹا لگ رہا تھا۔اپنے معاملے میں کسی اور کا بولنا اسے ایک آنکھ نہیں بھارہا تھا۔اس نے تنفر سے رخ ہی پھیر لیا تھا۔

"میں اور آپ۔۔ہم دونوں جانتے ہیں کہ یہ سب سچ نہیں۔آپ بلاوجہ کسی بھی شخص پر منہ اٹھا کر الزام نہیں لگاسکتیں۔اور اگر آپ الزام لگا بھی رہی ہیں تو کیا کوئی جاندار ثبوت رکھتی ہیں آپ اپنے اس الزام کا۔۔؟"

وہ بہت سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔زرتاج سے سانس لینا مشکل ہونے لگا۔اس نے بے اختیار ہی تھوک نگلا تھا۔پھر ذرا سنبھل کر بیٹھی۔۔

"میں سچ کہہ رہی ہوں۔یہ ہمیشہ میرے ساتھ ایسے ہی کرتے ہیں۔مجھے سب کے سامنے جھٹک کر پھر تنہائی میں مجھے ورغلاتے ہیں۔۔مجھے بس اپنا حق واپس چاہیئے تھا۔میں ہر روز انکے آفس صرف اسی لیئے چلی آتی ہوں تاکہ ان سے اپنے دکھے دل کا بدلہ لے سکوں۔۔"

انکھوں میں ڈھیروں آنسو لیئے وہ لڑکی جہاں ارسل کو آخری حد تک زچ کررہی تھی وہیں اسفند کو سخت مایوس بھی۔۔

"بہت گھسا پٹا تھا یہ والا۔۔کچھ اور آزمائیں بی بی۔میرے خیال سے آپ اس سے بھی زیادہ جاندار وجہ گھڑ سکتی تھیں پھر اتنے روایتی طریقے پر انحصار کرنے کی وجہ۔۔؟"

ابرو اٹھا کر حیرت سے پوچھا۔ارسل تو اسے لب بھینچے، کھا جانے والی نظروں سے گھور رہا تھا۔البتہ وہ اسفند کے جواب پر گڑبڑا کر پہلو بدل رہی تھی۔

"میں سچ کہہ رہی ہوں۔۔"

"ثبوت۔۔؟"

"اب آپ ایک محروم اور کمزور لڑکی سے ثبوت مانگیں گے۔۔؟"

وہ ایک بار پھر سے پلکوں سے آنسو صاف کرتی کہہ رہی تھی۔اسکی دلگرفتگی دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔اسفند نے مسکرا کر سر جھٹکا تھا۔پھر چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔اب کہ اسکی آنکھیں سخت تھیں۔۔

"نہ تو آپ محروم ہیں اور ناں ہی کمزور۔۔آپ ایک انتہائی شاطر اور ڈپلومیٹک لڑکی ہیں۔آپکا یہ پہناوا بھی کسی عام سے بازار کا حصہ نہیں لگتا، بالوں کی ہوئی تازہ کٹنگ کو تو نظرانداز بالکل بھی نہیں کیا جاسکتا اور جو یہ برانڈڈ میک اپ سے آپ نے اپنا چہرہ چھپا رکھا ہے۔۔یہ سب آپکے محروم اور کمزور ہونے کے لیۓ ہرگز بھی مناسب نہیں۔۔کم از کم کور اسٹوری پر تو توجہ دیں آپ۔۔"

وہ اگلے ہی پل ہتک سے سرخ ہوتی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔پھر دانت پیس کر اسفند کی جانب دیکھا۔

"میں سچ بول رہی ہوں اور میں ثابت کرکے دکھاؤنگی۔۔"

بالکل۔۔"اسفند نے سر ہلایا تھا۔۔"لیکن جو ثابت ہوچکا پہلے آپ اس پر تو غور فرمائیں۔۔شاید جو "غیر ثابت شدہ ہے پھر وہ بھونڈا نظر آنے لگے۔۔

اس نے موبائل نگاہوں کے سامنے کیا اور پھر یکدم ہی زرتاج کا موبائل پیغام کی آواز سے بج اٹھا۔اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسکے موبائل کی جانب اشارہ کیا تھا۔۔زرتاج نے نا سمجھی سے موبائل نگاہوں کے سامنے کیا تھا۔وہاں ایک انجان نمبر سے چند وڈیوز اسے واٹس ایپ کی گئ تھیں۔اگلے ہی پل اس نے وڈیوز اور تصاویر کو کھول کر دیکھا تو سر سے پیر تک جسم پسینے میں نہا

سا گیا۔اسفند محظوظ ہوا اسکا سفید سے سیاہ پڑتا چہرہ دیکھ رہا تھا۔پھر ٹیبل بجا کر اسے اپنی جانب متوجہ کیا۔وہ چونک کر خوفزدہ نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی تھی۔۔

"کیا آپکو اب بھی کچھ ثابت کرنا ہے بی بی۔۔؟"

لیکن وہ وہاں رکی ہی نہیں۔تیزی سے پیشانی کا پسینہ رگڑتی باہر کی جانب بھاگی۔ارسل اور اسفند دونوں اسے گردن موڑے دیکھ رہے تھے۔۔پھر جب وہ کیفے کا دروازہ دھکیلتی باہر کی جانب بڑھ گئی تو اسفند اسکی جانب پلٹا۔۔وہ یکلخت ہی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔اسکے کان جانے کیوں سرخ ہو رہے تھے۔۔

"اگر کوئی بات پریشان کررہی تھی تو مجھ سے کہنا تھا ناں ارسل۔۔"

اسفند نے بیٹھے بیٹھے ہی کہا تھا۔اس نے گہرا سانس لے کر ضبط سے اسکی جانب دیکھا۔۔

مجھے آپکی مدد کی ضرورت نہیں تھی لالہ۔یہ میری زندگی ہے اور میں اسے خود ہینڈل کرسکتا "ہوں۔۔"

اسکی بات پر مسکراتا ہوا اسفند اٹھ کھڑا ہوا تھا۔پھر اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر ہولے سے دبایا۔ وہ ناسمجھی سے اسکی جانب دیکھنے لگا تھا۔۔

"تم بہت بہادر اور غیرت مند ہو ارسل۔لالہ رُخ نے مجھے کل رات ہی تمہارے بارے میں تفصیل سے بتایا تھا۔۔"ارسل ٹھٹکا تھا۔۔لیکن اسفند نے اسکا ٹھٹکنا محسوس نہ کیا۔۔ویسے ہی بولتا رہا۔۔"وہ مجھے کہہ رہی تھی کہ تم ایک مضبوط اور اپنے مسائل حل کرنے والے جرأت مند مرد

ہو۔۔سچ پوچھو تو رات سے مجھے تم پر بہت فخر ہو رہا ہے۔تم میری بہن کے شوہر ہو۔۔ اسے خوش رکھ رہے ہو۔۔اس جیسی سر پھری کے ساتھ اتنے تحمل سے رہ رہے ہو۔۔میں حقیقتاً شکر گزار ہوں تمہارا۔۔بس وہ مجھے کہہ رہی تھی کہ تم کچھ مسائل میں الجھے ہو اسی لیئے اس مسئلے کو وقت نہیں دے پا رہے۔۔بس پھر اسکی پریشانی مجھ سے دیکھی نہیں گئی۔۔اور میں سب کچھ طے کر کے یہاں چلا آیا۔۔"

وہ نرم گرم سی مسکراہٹ کے ساتھ اب کہ اسے دیکھ رہا تھا۔ارسل کی آنکھیں پھیلیں۔۔طیش کی جگہ تعجب نے لے لی۔۔

"یہ سب اس نے کہا آپ سے۔۔؟ میرے بارے میں۔۔"

اسے یقین نہیں آرہا تھا۔اسفند اسکی معصومیت پر ہنس پڑا۔۔پھر سر اثبات میں ہلاتا اسکا کندھا تھپک کر باہر کی جانب بڑھ گیا۔وہ خالی خالی سا اس پگھلتی دھوپ کے عکس میں کھڑا رہ گیا۔لالہ رُخ نے اسکی کمزوریوں کا اشتہار نہیں لگایا تھا۔اس نے کسی کے سامنے بھی ارسل کو ہلکا نہیں کیا تھا۔۔بلکہ اس نے تو۔۔اس نے تو۔۔خدایا۔۔وہ سر دونوں ہاتھوں میں گراتا وہیں کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔آخر یہ لالہ رُخ اس قدر بے یقین کیسے کر دیا کرتی تھی۔۔اسے لگتا تھا کہ وہ اب اسکی کسی بھی حرکت پر حیران نہیں ہو گا لیکن اگلے ہی پہر وہ اسے پہلے سے بھی زیادہ متعجب کر دیا کرتی تھی۔ اسے پہلے سے بھی زیادہ سحر زدہ کر دیا کرتی تھی۔۔

اسی لمحے اسکے دل پر پہلی ضرب پڑی تھی۔۔ہاں۔۔دوسری محبت کی پہلی ضرب۔۔جاندار اور اٹل سی ضرب!!!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔

"اَلسَلامُ عَلَيْكُم احباب۔۔۔۔

"ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید۔۔۔۔

ناولز کی دنیا" ویب سائیٹ / گروپ / پیج دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کرسکتے ہیں ۔۔۔ اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں ۔۔۔ ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے ۔۔۔

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں ۔۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کرکے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہوسکا آپکی تحریر پوسٹ ہوجائے گی ۔۔۔

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیئے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں۔۔

Email address :- Novelskiduniya77@gmail.com

Facebook page :- Novels ki duniya

(user name @zoyatalib77)

Facebook group :- Novels ki duniya

Instagram Page:- Zoya Talib (UserName: Novelskiduniya77)

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو)

اور باقی کے رابطے کے لیئے ہر پیج کے نیچے

"novels ki duniya "

اور

"website"

لکھا ہے ان دونوں کو وزٹ کرنے کے لیئے لکھے ہوئے پر ہی کلک کریں اور اوپن کرلیں ۔۔۔

شکریہ-----

**

وہ واپس پلٹا اور پھر جب گھر میں داخل ہوا تو فاطمہ اور گل لاؤنج میں بیشتر رنگ برنگے کپڑے پھیلائے دیکھ رہی تھیں۔ساتھ رامین بھی کھڑی تھی اور اسکے ہاتھ میں ایک سبز رنگ کا جوڑا بھی تھا۔۔اسفند پر نگاہ پڑتے ہی وہ یکلخت گڑبڑائی تھی۔۔وہ مسکراتا ہوا پاس چلا آیا۔۔پھر اسکے عین سامنے بیٹھ گیا۔۔گردن ایک جانب کو ڈھلکا کر اسے دیکھا۔۔فاطمہ اور گل کے سامنے بھی اس بے شرم کو شرم نہیں آرہی تھی۔رامین نے غصے سے گہرا سانس لے کر قدم اپنے پورشن کی جانب بڑھائے تھے۔۔لیکن پھر فاطمہ کے روک لینے پر اسے رکنا ہی پڑا۔

"ارے کہاں جارہی ہو تم۔۔؟ کپڑے تو پسند کرلو۔۔پھر بعد میں کہوگی مجھ پر یہ رنگ نہیں جچ رہا وہ دوسرا والا زیادہ اچھا تھا۔۔"

اس نے خود کو کمپوز کیا اور بے تاثر چہرہ لیے ایک بار پھر سے پلٹ آئی۔فاطمہ نے اب کے اسے ہاتھ سے پکڑ کر اپنے ساتھ ہی بٹھا لیا تھا۔۔

"تم ارسل کے پاس گ ئے تھے۔کیا ہوا خیریت تھی ناں۔۔؟"

"جی مامی۔۔خیریت ہی تھی۔بس ویسے ہی ملنے گیا تھا اس سے۔کچھ بزنس کے معاملات تھے۔یہ افغان ماموں کہاں ہیں۔۔؟ کچھ بات کرنی تھی ان سے میں نے۔"

اسی پہر رامین نے ایک جوڑا اٹھا کر ہاتھ میں لے کر جانچا تھا۔پھر گل کو مسکرا کر دکھانے لگی۔۔ اسکی آنکھ میں جیسے بچ گیا تھا یہ والا لباس۔۔بے ساختہ ہی اسفند کی جانب نگاہ اٹھی تو چونکی۔وہ برا سا منہ بنا کر نفی میں سر ہلارہا تھا۔۔جیسے اسے یہ جوڑا ہرگز بھی پسند نہ آیا ہو۔

"ہاں اچھا ہے رامین۔۔یہ رنگ بھی بہت کھلے گا تم پر۔۔یہی لے لو۔۔"

لیکن رامین کا دل اب اس جوڑے سے بالکل اٹھ چکا تھا۔اسے خود بھی نہیں پتا تھا کہ وہ کیوں اس ہذیانی مرغے کی بات مان رہی ہے۔اس نے ضبط سے وہ جوڑا رکھ کر ایک دوسرا اٹھایا اور پھر نہ چاہتے ہوئے بھی اسفند کی جانب دیکھا۔۔وہ معصومیت سے لب دبائے ایک بار پھر سر نفی میں ہلارہا تھا۔ساتھ ساتھ چہرے پر زمانے بھر کی مایوسی بھی طاری کرلی تھی۔رامین نے گہرا سانس لیا اور پھر یہ والا لباس بھی آہستہ سے رکھ دیا۔۔فاطمہ نے اسکے سست پڑتے ہاتھوں کو دیکھا تو بولیں۔۔

کیا ہوا رامین۔۔؟ تم تو اتنی جلدی پسند کرلیتی ہو پھر ابھی تک کوئی جوڑا تمہیں اچھا کیوں نہیں لگا۔۔؟"

"نہیں۔۔نہیں چاچی۔۔میں دیکھ رہی ہوں۔۔"

اس نے عجلت میں جلدی سے ایک جوڑا اٹھایا اور بہت کوشش کی کہ اس گنجے کبوتر کی جانب نہ دیکھے لیکن ناں بھئ۔۔اس نے اب کہ بہت بیچاری نگاہوں سے اسے دیکھا تھا جیسے کہہ رہی ہو پلیز اسفند۔۔اب مت کیجیۓ گا لیکن وہ اسفند ہی کیا جو مان جائے۔۔ایک بار پھر سر نفی میں ہلایا تو اب کہ رامین نے جوڑا سامنے پھینکا اور بے ساختہ ہی اٹھ کھڑی ہوئ۔۔

"__آپ ایسا کیوں نہیں کرلیتے کہ خود ہی کوئ پسند کرکے مجھے بتادیں کم از کم مجھ"

اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا منہ یکدم بند کیا تھا۔پھر جلدی سے نفی میں سر ہلایا۔اسفند نے ابلتی مسکراہٹ بہت مشکل سے روک رکھی تھی۔فاطمہ اور گل البتہ اسے نا سمجھی سے دیکھ رہی تھیں۔

وہ جلدی سے اپنے پورشن کی جانب بھاگی تو پیچھے اسفند کا بلند و بانگ قہقہہ گونجا۔فاطمہ نے بہت کچھ سمجھ کر اسے دیکھا تھا۔

"مت تنگ کیا کرو اسے۔بیچاری پہلے ہی بوکھلارہی تھی اوپر سے تم اسفند۔۔مت سدھرنا۔۔تم اور لالہ رُخ کبھی مت سدھرنا۔۔کتنی مشکلوں سے میں اسے کاموں سے آزاد کروا کر یہاں تک لائ تھی لیکن۔۔توبہ ہے تم سے۔۔"

اس نے کندھے اچکائے تھے۔۔جیسے کہہ رہا ہو۔۔"میں نے کچھ نہیں کیا ہے۔۔"گل بھی سمجھ کر ہنسنے لگی تھی۔پھر وہ یکدم اٹھ کھڑا ہوا۔جھک کر ایک جوڑا اٹھایا۔۔سیاہ رنگ کا بے حد خوبصورت جوڑا۔۔اس پر سنہری رنگ کے ستاروں کا کام جگمگا رہا تھا۔اس نے ان دونوں کی جانب دیکھا۔۔

"اگر میں یہ اسے خود دے دوں تو کہیں روایات کی پاسداری میں کمی تو نہیں آجائے گی ناں مامی۔۔؟"

فاطمہ بے ساختہ ہنسی تھیں۔

"کیا کرنا چاہتے ہو تم۔۔؟ فرقان کو پتا چل گیا ناں تمہاری ان عیاشیوں کا پھر کہیں کے نہیں رہو گے تم"

"مامی آپ اتنا ساتھ نہیں دے سکتیں میرا۔۔؟"

ابرو اچکا کر بچوں کی طرح پوچھا تھا۔اب کہ گل اور فاطمہ ایک ساتھ ہنس پڑی تھیں۔

"میں اتنا کتنا جتنا ساتھ دیتی ہوں ناں وہی کافی ہے۔۔ویسے بھی ارمغان لالہ مجھے اکثر کہتے ہیں کہ تم سب کو بگاڑنے میں سراسر میرا ہاتھ ہے۔۔"

"ارمغان ماموں کو کون بتائے گا۔۔؟"

اس نے برا مان کر کہا تو فاطمہ مسکرائیں۔پھر سر اثبات میں ہلا کر جیسے اسے اجازت دی تھی۔

"جاؤ دے کر آجاؤ کیونکہ مانو گے تو تم ویسے بھی نہیں۔لیکن میری بچی کو زیادہ تنگ نہ کرنا۔وہ پہلے ہی گھبرا گئی ہے تمہاری وجہ سے۔۔"

وہ ہلکا سا ہنسا پھر دوسری جانب بنے پورشن کی جانب بڑھا۔وہاں کا لاؤنج خاموش پڑا تھا۔اس نے یہاں وہاں دیکھ کر اسے تلاشا لیکن وہ شاید اپنے کمرے ہی میں تھی۔اس نے کمرے کے باہر پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا۔۔پھر مسکراہٹ دبا کر دروازہ کھلنے کا انتظار کرنے لگا۔۔اگلے ہی پل اس نے

دروازہ کھولا تھا اور اس سے پہلے کہ وہ دروازہ اسکے منہ پر ہی بند کردیتی اس نے جلدی سے اپنا پاؤں دہلیز پر جمایا۔۔

"اتنا غصہ۔۔!"

"چلیں جائیں آپ اسفند یہاں سے۔زہر لگ رہے ہیں مجھے آپ اس وقت۔۔"

"__مجھے پتا ہے کہ میں تمہیں شہد کبھی لگا بھی نہیں۔۔اچھا لیکن وہ والا جوڑا زیادہ اچھا تھا جو"

وہ یکدم ہی "اسفند" چیخی تو وہ ہنستا ہوا پیچھے ہوا۔پھر اسکی رونے کی تیاری کرتی آنکھوں میں دیکھا تو اسے مزید تنگ کرنے کے ارادے پر لعنت بھیج دی۔جلدی سے پیچھے چھپایا جوڑا اسکے سامنے کیا تو وہ سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔

"ہر رنگ اچھا لگتا ہے تم پر۔۔بس تمہیں تنگ کررہا تھا۔۔اور یہ جو جوڑا ہے۔۔بس تم سب اٹھا رہی تھیں لیکن یہ والا نہیں اٹھا رہی تھیں۔۔"

سنجیدگی سے بولتے بولتے اسکے لب ایک بار پھر شرارت سے پھڑپھڑائے تو رامین نے اس سے جوڑا جھپٹ کر دروازہ "ٹھاہ" اسکے منہ پر ہی بند کردیا تھا۔وہ اب محظوظ ہو کر ہنستا ہوا باہر کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔اور رامین۔۔وہ ماتھے پر ہتھیلی جمائے، سرخ چہرہ لیئے خود کو کوس رہی تھی۔۔کیا کرے وہ اس سفند کا۔۔!

*

رات تھک ہار کر وہ گھر واپس پلٹا تو کچن سے اٹھا پٹخ کی آوازیں آرہی تھیں۔اس نے حیرت سے آگے بڑھ کر کچن کے دروازے تک پہنچ کر اندر دیکھا تو مزید حیران ہوا۔لالہ رُخ اور رمشہ ٹیبل کے گرد لگیں کرسیوں پر براجمان۔۔پزا کے کھلے پیکٹ کے سامنے بیٹھی تھیں۔۔ساتھ ساتھ وہ کسی بات پر ہنستی بھی جارہی تھیں۔کوک کی ایک بڑی بوتل بھی پاس ہی رکھی تھی۔یکلخت ہی گل کی نگاہ اس پر پڑی تو جلدی سے ہاتھ میں پکڑا پزا کا ٹکڑا اسکی جانب بڑھایا۔۔رُخ نے بھی چہرہ موڑ کر اسے دیکھا تھا۔اس نے اسے یکسر نظرانداز کیا اور پھر سر نفی میں ہلاتا زینوں کی جانب بڑھ گیا۔۔

جب فریش ہو کر باہر نکلا تو رُخ بالوں کو ہاتھوں سے بل دیتی جوڑا بنارہی تھی۔اس نے اسے ایک نظر دیکھا اور پھر سنگھار آئینے پر رکھے اپنے موبائل اور رسٹ واچ کی جانب بڑھ آیا۔

وہ پیچھے سے چہرہ نکالے اس کا کھنچا کھنچا سا رویہ محسوس کر کے، جزبز ہوئی تھی۔

پھر تھوک نگل کر پاس چلی آئی۔عین اسکے پیچھے رک کر اسکا عکس سنگھار آئینے میں دیکھا۔

"__ارسل آپ"

"وہ میرا معاملہ تھا لالہ رُخ!"

اس نے بہت دھیمی سی سرگوشی میں اسکی بات کاٹ کر کہا تھا۔اسکے عقب میں کھڑی لڑکی کی آنکھیں حیرت سے پھیلی تھیں۔

"__میں آپکی مدد"

"کیا میں نے کہا تھا کہ مجھے مدد کی ضرورت ہے۔۔؟"

وہ اسکی جانب مڑا۔ سنجیدگی اس قدر گہری تھی کہ لالہ رُخ سے پلکیں جھپکانا مشکل ہوا۔

"کیا کہا ہے آپ سے لالہ نے۔۔؟"

"انہوں نے کچھ نہیں کہا لیکن تم نے مجھے بہت مایوس کیا ہے آج۔"

اس نے کہہ کر اسکے ساتھ سے نکلنا چاہا تو اگلے ہی پل رُخ نے اسکا ہاتھ کہنی سے تھام کر اسے روک لیا۔ وہ رک گیا تھا لیکن خاموش ہی رہا۔۔

"س__ سوری۔۔"

اسے اسکی لرزتی سی سرگوشی سنائی دی تھی۔ ارسل نے بے ساختہ ہی چہرہ اسکی جانب پھیرا تھا۔ وہ ایسی ہی تھی۔۔ کسی پل لگتا تھا کہ وہ بہت مضبوط ہے۔۔ لیکن ٹھیک اسی پل وہ رونے لگ جاتی تھی۔۔ اسے یہ لڑکی سمجھ نہیں آرہی تھی۔۔ لیکن اسے اتنا اندازہ ہو چلا تھا کہ وہ مضبوط رہتے رہتے اکثر تھک جایا کرتی تھی۔۔ اور جب تھکن اسکے دل سے سرایت کرتی رگوں میں اترنے لگتی تھی تب ہی یقیناً وہ اپنا ضبط ہار جاتی تھی۔

"میں نے بس تھوڑی سی پریشانی دور کرنی چاہی تھی آپکی۔ کیا لالہ نے آپ سے کوئی ایسی بات کہی جو انہیں نہیں کہنی چاہیئے تھی۔۔؟"

اس نے بھیگی آنکھیں اٹھائیں۔پلکوں کی باڑ پر ٹھہرے وہ ضبط کے آنسو تھے۔۔انکے ٹوٹ کر گرنے پر وضاحت دینی پڑتی تھی اور وہ شاید اسی وضاحت سے خائف تھی جبھی ان آنسوؤں کو روکے رکھا۔۔

"تم نے کیوں کیا ایسے۔۔؟ کیا تمہیں لگتا ہے کہ میں اپنے مسائل کو حل کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا۔۔؟ کسی نے کچھ نہیں کہا ہے مجھ سے رُخ لیکن میری عزتِ نفس اس سب میں ضرور مجروح ہوئی ہے۔۔مجھے آج اپنا آپ بہت چھوٹا لگا ہے رُخ۔ تمہیں ایسے نہیں کرنا چاہیئے تھا۔۔"

اسکی نرمی سے وہ پگھلنے لگی تھی۔غصہ ہی تو نہیں کرتا تھا وہ۔۔جبھی تو رُخ ہارنے لگی تھی اسکے سامنے۔۔اس نے بمشکل اپنا بوجھل ہوتا دل سنبھال کر چند لفظ کہنے کی سعی کی تھی۔۔

"تو ڈانٹیں ناں مجھے۔۔ڈانٹتے کیوں نہیں ہیں آپ میری غلطیوں پر۔۔؟"

اس نے اب کہ دوسرے ہاتھ سے بھی اسکا بازو زور سے پکڑ لیا تھا۔جیسے__ جیسے آج وہ اسکی ڈانٹ کے علاوہ کسی بھی چیز پر راضی نہیں ہوگی۔ارسل نے اسکے ہاتھوں کی جانب گردن جھکا کر دیکھا اور پھر اپنی جگہ ہی جم سا گیا۔اسکے ہاتھوں پر تازہ زخم تھے۔اوپری جلد پھٹی ہوئی تھی اور زخم پر مرہم نہ ہونے کی صورت میں جلد خشک ہو کر پھٹی پھٹی سی دکھ رہی تھی۔

"تم نے کیوں کیا ایسے۔۔؟"

اس نے نرمی سے اسکے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لی ئے تھے۔پھر بہت احتیاط سے زخموں پر ہاتھ لگائے بغیر بغور انہیں نگاہوں کے قریب کر کے دیکھنے لگا۔

"مجھے دادی نے بتایا تھا آپکے ٹراما کے بارے میں_ انہوں نے کہا کہ آپ کسی سے بھی اپنی پریشانی نہیں کہتے تو_ تو میں نے آپکی پریشانی دور کرن۔۔"

"میں پوچھ رہا ہوں کہ اپنے ہاتھوں کے ساتھ کیوں کیا ہے ایسے تم نے۔۔؟"

اس نے رُخ کی بات بہت نرمی سے کاٹی تھی۔اور ضبط ٹوٹ چکا تھا۔۔دو آنسو رخساروں پر پھسل کر گردن میں لڑھکے تھے۔۔رُخ نے بے ساختہ ہی اسکے ہاتھ سے اپنے ہاتھ نکالے اور پلٹ گئ۔۔ فرطِ جذبات سے اسکے جوابات بے ہنگم سے تھے۔۔بے ربط۔۔بے ترتیب۔وہ اسکے سامنے یوں ٹوٹی بکھری نہیں آنا چاہتی تھی۔۔

"می__ میں پابند نہیں ہوں آپکو کوئ بھی جواب دینے کی۔آپکو جو سمجھنا ہے سمجھیں۔۔"

لیکن ارسل نے ایک جھٹکے سے اسے اپنی جانب موڑا تھا۔وہ اسکے سینے سے آلگی۔۔بھورا ارتکاز اسکے بہت نزدیک تھا۔۔اسکا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا تھا۔۔

"ایسے کیسے تم مجھے جواب دینے کی پابند نہیں ہو ہاں۔۔!"

ارسل افگن نے کبھی یوں سنجیدگی سے حق نہیں جمایا تھا لیکن آج۔۔ایسے حق سے پوچھ کر۔۔وہ لالہ رُخ کو مزید کمزور کر گیا تھا۔وہ جو ہمیشہ اسے دیوار سے لگا کر اپنی بات منوایا کرتی تھی آج وہ

ساکت تھی۔۔اسکے ہاتھوں سے جیسے ساری ہمت سلب کی جاچکی تھی۔۔وہ اسے دھکیلنا چاہتی تھی لیکن وہ اسے دھکیل نہیں پارہی تھی۔۔

"__ارسل"

"میری پابند نہیں ہو تو کس کی پابند ہو پھر۔۔؟"

اس نے اسے مزید قریب کیا تھا۔لالہ رُخ اسکی کاٹ دار سی سنجیدگی پر سہم گئ تھی۔

"__ارسل"

"کیوں بات نہیں مانتی ہو میری تم ہاں؟ سمجھاتا ہوں تو سمجھتی کیوں نہیں ہو۔۔؟ سختی نہیں کرتا تو اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ مجھے سختی کرنی آتی نہیں ہے۔۔لیکن تم اس طرح خود کو تکلیف دوگی تو یہ میں بالکل برداشت نہیں کرونگا سمجھی۔۔!!"

آخر میں اس قدر درشتی سے پوچھا کہ وہ جلدی سے اثبات میں سرہلا گئ۔آنسو تیزی کے ساتھ گرنے لگے تھے ارسل کی قمیص پر۔۔اس نے اگلے ہی پل اسے آزاد کردیا تھا۔۔پھر پلٹ کر باہر کی جانب بڑھنے ہی لگا تھا کہ اسکی لڑکھڑاتی آواز پر ٹھہر سا گیا۔

"میں آپکی اور اپنی ازدواجی زندگی کو بہتر بنانا چاہتی تھی ارسل۔میں آپکے اور اپنے رشتے کو مضبوط کرنا چاہتی تھی لیکن۔۔اب مجھے لگتا ہے کہ شاید مجھے پیچھے ہٹ جانا چاہیئے۔۔آپ کسی اور کو پسند کرتے ہیں۔آپ اسے دل سے نہیں نکال سکتے۔لیکن میں کیا کروں ارسل۔۔مجھے بہت تکلیف ہوتی

ہے جب آپ۔۔جب آپ کسی اور کی محبت میں گھلنے لگتے ہیں۔میں کیا کروں کہ میری اذیت تھوڑی کم ہو جائے۔۔میں کیا کروں ارسل۔۔مجھے یہاں بہت تکلیف ہوتی ہے۔۔"

اس نے اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر کہا تھا۔وہ اگلے ہی پل پلٹا تھا۔۔چند پل اسے دیکھتا رہا۔۔اور پھر آگے بڑھ کر اسے کھینچ کر خود سے لگالیا۔وہ روتی ہوئ اس سے لگی رہی۔۔ارسل اب بہت نرمی سے اسکے ڈھیلے جُوڑے پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔

اسکے آنسوؤں پر اسے تکلیف ہوئ تھی۔وہ رو رہی تھی تو اسے اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ وہ اسے بتانا چاہتا تھا کہ وہ جنگلیوں کی طرح مارتی دھاڑتی ہی اچھی لگا کرتی تھی۔وہ ایسے روتے ہوئے بالکل بھی اچھی نہیں لگتی تھی۔

اسکا سر بہت آہستگی سے سہلاتے ہوئے وہ اب تک اسے اپنے ساتھ لگائے ہوئے تھا۔ اسے رونے کے لیئے پناہ کی ضرورت تھی تو اس نے اسے پناہ دینے سے گریز نہیں برتا تھا۔۔کیونکہ جب کوئ بہت مضبوط سا انسان آپکے سامنے رو پڑتا ہے تو اسکا مطلب ہوتا ہے کہ وہ مضبوطی کا لبادہ سجائے تھکنے لگا ہے۔۔اسے اسکی کمزوری پر عار دلائے بغیر آگے بڑھ کر گلے لگالینا چاہیئے اور اس نے بھی یہی کیا تھا۔۔

کیونکہ وہ لڑکی بہت چپکے سے۔۔بہت آہستہ سے۔۔بنا کسی چاپ کے۔۔اسکے دل میں اترنے لگی تھی۔۔

رات اسی تاریک پہر میں خاموشی سے اپنے کھڑکی سے باہر دیکھتی آمنہ نے اپنی آنکھ سے گرتے اس آنسو کو سختی سے رگڑ ڈالا تھا۔یاد کے زخموں کی اذیت آج بھی ساتھ تھی۔۔اور ہر گزرتے پل یہ زخم تکلیف دیا کرتے تھے۔۔

وہ تینوں محبت کے کھینچے گ ےئ اس بے رحم سے تکون میں قید تھے۔۔اور تکوں۔۔جسکا ایک سرا ہمیشہ تنہا ہی رہا کرتا تھا۔۔

****

کمرے میں پھیلی خاموشی میں مدغم ہوتے اسکے آنسو خشک ہو چکے تھے۔وہ اب کہ بالکل خالی خالی سی ارسل کے سینے سے لگی ہوئ تھی۔پھر آہستہ سے گیلی سانس اندر کو کھینچتی پیچھے ہٹی۔تھکی تھکی سی آنکھیں اٹھا کر ارسل کو دیکھا جو سنجیدگی سے گردن جھکائے لالہ رُخ کو ہی تک رہا تھا۔اس نے خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیری تھی۔۔کندھوں پر جانے کیوں منوں بوجھ آگرا تھا لمحوں ہی میں۔۔

"میں تیار ہوں ارسل۔۔"

اسکی نحیف سی آواز ابھری تھی۔اداسی میں ملفوف نگاہوں میں گلابی سے ڈورے بھی چمک رہے تھے۔ارسل نے اسے بغور دیکھا تھا۔۔

"کس چیز کے لی ےئ؟"

"آپکو آزاد کرنے کے لیئے۔۔"

لیکن اب کہ اسکی آواز مضبوط تھی۔واضح اور فیصلہ کن۔۔وہ اسکے جواب پر چند پل نگاہیں سکیڑے اسے دیکھتا رہا اور پھر گہرا سانس لے کر گویا ہوا۔۔

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے لالہ رُخ۔۔؟"

"فرق پڑتا ہے ارسل۔۔اس سب سے آپکو۔۔مجھے اور آمنہ کو فرق پڑتا ہے۔اور میں کسی بھی جذبے کے زیرِ اثر یہ بات نہیں کہہ رہی ہوں آپ سے۔میں بہت دنوں سے تذبذب کا شکار تھی لیکن اب میرے آنسوؤں نے مجھ پر چڑھی گرد جھاڑ دی ہے۔اب مجھے سب کچھ بہت واضح دکھائی دینے لگا ہے۔"

ارسل اسے خاموشی سے دیکھتا رہا۔کھلی کھڑکی کے پار پگھلتی رات، اب کہ ان کے کمرے میں چہرہ ذرا آگے نکالے، جھانک رہی تھی۔ایک سرسراتا جھونکا ارسل کے بالوں کو اڑاتا ہوا گزرا تو وہ یکلخت سمجھ کر سر ہلانے لگا۔پھر بھوری آنکھیں اٹھا کر لالہ رُخ کو دیکھا۔

"ہماری زندگیوں کا فیصلہ ہمارے والدین نے کیا تھا رُخ۔۔اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ تم مجھے آزاد کرتی ہو یا میں تمہیں۔ہمیں ساتھ رہنا ہے۔۔ہمیں ساتھ رہنا ہی ہو گا۔۔ہماری علحیدگی کی کوئی صورت نہیں ممکن نہیں ہے۔۔"

اسکا تجزیہ بہت بے رحم اور حقیقی تھا۔لالہ رُخ کو جانے کیوں سینے میں چبھن سی ہونے لگی۔اسکا دم گھٹنے لگا تھا۔

"ہمارے نہیں ارسل۔صرف آپ کے بابا نے یہ فیصلہ کیا ہے۔میرے والدین نے یہ فیصلہ مجھ سے پوچھ کر کیا تھا اور میرے ہامی بھرنے کے بعد ہی اس رشتے کو مزید آگے بڑھایا گیا تھا۔ میرے ساتھ کوئی زبردستی نہیں کی تھی کسی نے بھی۔یہ میرا اپنا فیصلہ تھا۔۔اور میں۔۔اس فیصلے کو واپس لینے پر بھی قادر ہوں۔۔"

اسکے بہت بے رحم تجزیے کے جواب میں رُخ نے بھی ہر قسم کی نرمی کو بالائے طاق رکھ کر جواب دیا تھا۔ارسل کی آنکھیں لمحے بھر کو اسکا جواب سن کر حیرت سے پھیلیں۔

"تم کیا کرنا چاہتی ہو رُخ۔۔؟"

"کہا نا آزاد کرنا چاہتی ہوں آپکو خود سے۔"

"لیکن یہ بہت نا مناسب سی بات ہے۔۔"

"جو فیصلے انسانی زندگی کے ساتھ میل نہیں کھائیں ناں ارسل۔۔نا مناسب وہ ہوتے ہیں۔۔انہیں درستگی کی جانب کھینچ کر لاتی کوششیں نہیں۔۔"

وہ بہت سنجیدہ لگ رہی تھی۔اسکی پچھلی کمزوری ہر گزرت لمحے عنقا ہوتی جارہی تھی۔چہرہ جو جذبات سے دہک رہا تھا آہستہ آہستہ سپاٹ ہونے لگا۔۔

"لیکن تم ایسے کیوں کروگی۔؟"

"اسی لیۓ کیونکہ آپ اس شادی سے خوش نہیں ہیں۔"

"کیا کوئ تکلیف دی ہے میں نے تمہیں۔۔؟"

اسے سمجھ نہیں آیا کہ مزید کیا پوچھ کر اسے کسی بھی خطرناک ارادوں سے باز رکھے لیکن شاید اب وہ سارے فیصلے کرچکی تھی۔ جبھی تو اسکے جھکے کندھے سیدھے ہوگۓ تھے۔۔ نگاہیں اٹل تھیں۔

"میں بچی نہیں ہوں ارسل کہ آپکے احساسات کا ادراک نہ کرسکوں۔ مجھے پتہ ہے آپ مجھے پسند نہیں کرتے۔ آپ مجھے کبھی پسند نہیں کرسکتے اسی لیۓ۔۔"

وہ ٹھہری تھی۔۔ پھر دہکتی ناک اور گلابی آنکھوں سے سجا چہرہ ذرا اوپر کو اٹھایا۔ اسکی آنکھوں میں مضبوطی سے دیکھا۔

"میں اب آپکو مزید پریشان نہیں کرونگی۔ میں اب آپکی زندگی میں کسی بھی تکلیف کا باعث نہیں بنونگی۔ میں چلی جاؤنگی جلد ہی اور آپکو کبھی اور گلٹی نہیں کرونگی۔ میں شیر بابا سے بھی بات کرلونگی۔۔ آمنہ سے بھی۔۔ میں آپکے لیۓ یہ آسانی کرنا چاہتی ہوں۔۔ مجھے اس سے مت روکیں پلیز۔"

اس آخری بات پر اسکی آنکھیں ایک بار پھر سے نمی کے باعث جگمگائ تھیں۔ ارسل کو تکلیف ہوئ۔۔ اسکی خوشی کے لیۓ وہ اپنا سب کچھ قربان کر کے بڑی بہادری سے اسکی زندگی سے جانے کا فیصلہ سنا رہی تھی۔ اور ایک وہ تھا۔۔ کہ ٹھیک سے اپنا فیصلہ بھی نہ سنا سکا تھا۔۔ ایک وہ تھا کہ جس نے اپنے وعدوں سے انحراف کیا تھا۔۔ ایک وہ تھا کہ ڈٹ کر اپنے لیۓ مقابلہ بھی نہ کرسکا تھا۔۔

"یہ۔۔یہ ٹھیک نہیں ہے لالہ رُخ۔میں تمہیں ایسے تمہارے حق سے محروم نہیں کرنا چاہتا۔اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں۔۔"

"مجھے محض حق نہیں چاہیئے ارسل۔۔مجھے محبت چاہیئے۔۔جو آپ مجھ سے نہیں کرتے۔۔حقوق تو میں آپ سے لے سکتی ہوں۔۔محبت کیسے لوں؟"

وہ لاجواب سا ہوگیا تھا۔تحلیل ہوتی رات میں ہر جانب گہری اداسی گھلنے لگی تھی۔ اسے خوش ہونا چاہیئے تھا۔۔کہ وہ اسکی زندگی سے جانے کا فیصلہ کررہی تھی۔۔یہی تو چاہا تھا اس نے اب تک لیکن پھر یہ خالی پن۔۔یہ کھوکھلی سی کسک کیوں اٹھ رہی تھی دل میں۔۔؟

"تم ترس کھارہی ہو مجھ پر رُخ؟"

"نہیں ارسل۔۔"

اس نے مسکرا کر نفی میں سر ہلایا تھا۔اسکی معصومیت پر اتنی تکلیف میں بھی لب مسکرانا نہیں بھولے تھے۔

"یہ آپکا حق لوٹا رہی ہوں میں آپکو۔کیا ہوا جو آپ یہ جرأت نہیں کرسکے تو؟ میں تو یہ کرسکتی ہوں نا ارسل!۔۔میں پٹھان گھرانے کی ایک باہمت بیٹی ہوں۔میں اگر اپنا حق لینا جانتی ہوں تو دوسرے کا حق انہیں دینا بھی جانتی ہوں۔آپکو آزادی سے اپنا فیصلہ کرنے کا حق حاصل ہے۔۔

آپکو اپنی زندگی گزارنے کا حق ہے۔۔یہ حق آپکو اللہ نے دیا ہے۔میں اسے آپ سے چھین کر آپکی مزید گنہاگار نہیں بننا چاہتی۔۔"

اور پھر وہ اسکے سامنے رکی ہی نہیں۔خاموشی کے ساتھ اسکے برابر سے نکل گئ۔دروازہ کھل کر بند ہونے کی آواز کمرے کے سرد سکوت کو زخمی کرتی دم توڑ گئ۔۔لیکن ارسل اپنی جگہ خالی چہرہ لیۓ جما رہا۔پھر وہ آہستہ سے اپنے بیڈ پر آبیٹھا تھا۔۔سر دونوں ہاتھوں میں گرالیا۔۔گہرا سانس لے کر اندر جمع ہوتی گھٹن کو کم کرنا چاہا۔۔

آمنہ کا سراپا اگلے ہی پل اسکی نگاہوں کے سامنے لہرایا تھا۔اسکی محبت سے لبریز آنکھیں۔۔اسکا انداز۔۔اسکی چاہت۔۔اسکی عادت۔۔وہ پھر سے وہیں کہیں پیچھے سرد راہداریوں میں اسکے ساتھ چلتے راستوں پر کھوگیا تھا۔۔وہ وہیں پہنچ گیا تھا جہاں سے چلا تھا۔۔اسکے آس پاس اپنی پہلی محبت کی خوشبو بکھرنے لگی تھی۔۔لیکن پھر اسی عکس میں دو سیاہ رنگ آنکھیں تحلیل ہونے لگیں۔۔

وہ اگلے ہی پل گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔تیزی سے سر کے بالوں میں ہاتھ چلا کر بڑھتی بے چینی کم کرنے کی کوشش کی لیکن جواب ندارد۔۔اسکے رگ وپے میں ہر گزرتے لمحے لالہ رُخ کی باتیں چبھن کی سی صورت اترنے لگی تھیں۔

تاریکی میں گھلتی سرد ہوا کے جھکڑ اب تک سارے ماحول کو خنک سا تاثر دیۓ ہوۓ تھے لیکن پھر بہت آہستگی سے۔۔یہ خنکی۔۔سرد سی۔۔رگوں کو چیرتی ٹھنڈ میں بدلنے لگی۔۔سرد جذبات کی مانند خاموش اور بے جان کردینے والی ٹھنڈ۔۔!جو انسان کو کسی بھی نرم گرم سے جذبے کا اسیر

نہیں چھوڑتی۔۔ایسی ٹھنڈ جو وجود پر چڑھتی، انسان کو جما دیا کرتی ہے۔۔بلاشبہ آج رات ایسی ہی ٹھنڈ پڑنے والی تھی۔۔یخ۔۔سرد۔۔رحم سے خالی۔۔!

*

وہ خاموشی سے آ کر رمشہ کے کمرے میں لیٹ گئ تھی۔رمشہ نے بھی اس سے کچھ پوچھنا مناسب نہ سمجھا۔لالہ رُخ ہمیشہ اعلیٰ قسم کے جوش و ولولے کے ساتھ اسکے کمرے میں داخل ہوا کرتی تھی لیکن آج کی لالہ رُخ بہت چپ تھی۔۔خاموش اور اداس۔۔وہ اسکے ساتھ ہی بیڈ پر دراز تھی۔۔آنکھوں پر بازو رکھے۔۔کمبل منہ تک تانے۔۔رمشہ نے اسے دیکھ کر ہلکے سے ہاتھ ہلایا اور چھوٹا سا "شب بخیر" کہہ کر سونے لیٹ گئ۔

لالہ رُخ نے کروٹ دوسری جانب لے لی تھی۔نگاہوں کے سامنے بار بار ارسل کا بے بس، پریشان سا چہرہ ابھرتا تو وہ اور بے کل ہو جاتی۔۔اگلے ہی پل اسے گزری باتیں یاد آنے لگی تھیں۔۔

اس نے شیر افگن کی باتیں سن لی تھیں۔وہ اس دن ارسل کے آفس گئ تھی لیکن پھر وہ شیر کی جانب سے کسے گۓ بہت تکلیف دہ جملوں پر وہیں ٹھہر بھی گئ تھی۔انکی جانب سے کی ۓ گۓ بے رحم تبصروں کے بعد شاید۔۔اب۔۔وہ تھوڑا بہت ارسل کو سمجھنے لگی تھی۔۔پھر اس

نے اسکی مدد کرنے کا سوچا لیکن آخر میں وہ اسکی عزت نفس کو ٹھیس پہنچانے کا باعث ہی بنی۔۔ کچھ لوگ ہوتے ہیں کہ جو تکلیف سے کسی کو بچانا چاہیں تب بھی تکلیف ہی سے دوچار کر دیا کرتے ہیں۔۔وہ بھی ایسی ہی تھی۔۔اسفند لالہ کا پرتُو۔۔انکا عکس۔۔

اس نے ہمیشہ اپنے حق کے لیے لڑائیاں کی تھیں۔جو اسکا ہے وہ اسکا ہے۔۔وہ کسی اور کا نہیں ہوسکتا۔۔درمیان میں جو بھی آئے گا وہ اسے روندتی ہوئی گزر جائے گی۔۔وہ کسی کو خاطر میں نہیں لائے گی۔۔اس نے یہی سیکھا تھا۔۔اس نے اسی طریقے سے زندگی گزاری تھی۔۔ارسل کو بھی وہ ایسے ہی حاصل کرنا چاہتی تھی۔۔وہ زبردستی اسے اپنے ساتھ رکھنے پر مصر تھی۔۔وہ اس سے اپنے حق کی محبتیں، سکون اور آخری عمر کے ساتھ کا مطالبہ کررہی تھی یہ جانے بغیر کہ انسان تو انسان ہوا کرتے ہیں۔۔وہ چیزیں نہیں ہوتے کہ جن پر تسلط جما کر انہیں اپنے نام کروالیا جائے۔۔وہ کوئی زمین کا ٹکڑا یا پھر کسی جائیداد کا حصہ نہیں ہوتے کہ جن کے لیے سالہا سال عدالتوں میں دھکے کھا کر۔۔انہیں اپنی ملکیت میں سمیٹ لیا جائے۔۔

انسان، انسان ہوتے ہیں!

اور وہ ہمیشہ انسان ہی رہتے ہیں۔۔

دل کے معاملات میں زور زبردستی کبھی بھی اچھے نتائج کو لیے انسان پر وارد نہیں ہوتی۔۔بس یہ بات شاید زور آور سی لالہ رُخ کو بہت دیر سے سمجھ آئی تھی۔اسے اس بات کا ادراک بہت دیر سے ہوا تھا۔۔کہ انسانوں کے ساتھ معاملات طے کرتے ہوئے مصنوعی خدوخال نہیں بلکہ روح کے

معاملات کا دھیان رکھا جاتا ہے۔۔بس یہیں غلطی ہوگئ تھی اس سے اور اب وہ اسی غلطی کو سدھارنا چاہتی تھی۔۔پھر بھلے ہی اس غلطی کو سدھارتے اسکی اپنی روح زخمی ہوجاتی۔۔وہ ارسل کے لیئے کچھ نہ کچھ کرنا چاہتی تھی۔۔بس تھوڑا سا ہی سہی۔۔ہاں۔وہ الگ ہوجائے گی۔۔وہ یہ کرلے گی۔۔وہ سب کو منا بھی لے گی۔۔وہ یہ کرسکتی تھی۔۔اسے یہی کرنا چاہیئے۔۔

اب کہ مضبوط سی لالہ رُخ کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ ٹوٹ کر تکیئے میں جذب ہونے لگے تھے۔اس نے حتی الامکان اپنی بکھرتی سانسوں کو سمیٹے رکھا۔۔دل دکھ رہا تھا، آنکھیں رو رہی تھیں لیکن وہ اب خود کو اس گھن چکر بنی زندگی سے الگ کرلینا چاہتی تھی۔۔وہ شاید یہ خود کے لیئے بھی کررہی تھی۔اسکی بھی انا اور عزت نفس اس سب میں مجروح ہوئی تھی۔۔اسکا شوہر اسکے علاوہ کسی اور لڑکی کو چاہتا تھا۔۔وہ اس کے ساتھ شرافت سے پیش آتا تھا تو اسکا مطلب یہ نہیں تھا کہ وہ اسکے ساتھ چپکی رہتی۔۔

اسکی اپنی زندگی بھی تھی۔۔وہ خود کو ساری زندگی کسی کی بھیک سی محبت میں دھول نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔ہاں وہ یہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔

اس نے زکام زدہ سی سانس اندر کو کھینچ کر آنکھیں صاف کیں اور پھر پلکیں موند گئیں۔۔نیند روٹھ چکی تھی اور پلکوں کے پار اب تک بھورا سا ارتکاز جگمگا رہا تھا۔۔اسکے آنسو ایک بار پھر سے بہنے لگے تھے۔۔

*

اگلے کئ دن انکے درمیان سے بہت خاموشی سے گزر گ ئے تھے۔ان دونوں نے ایک دوسرے کا سامنہ تو کیا۔۔ایک دوسرے کو دیکھنا بھی ترک کر دیا تھا۔۔ارسل جب آفس جاتا تو وہ جاگتے ہوئے بھی کمبل منہ تک تانے سوتی رہتی۔۔اور جب وہ رات کو واپس پلٹتا تب تک وہ سو جایا کرتی تھی۔وہ دونوں ہی ایک دوسرے کو وقت دے رہے تھے۔۔سمجھنے کے لی ئے خاموشی ضروری تھی اسی لی ئے ان دونوں کے درمیان بھی گانٹھا گیا خاموش معاہدہ واضح لکیر کی مانند ابھرا ہوا تھا۔

اگلے دن وہ بہت بوجھل سا اپنے کمرے سے آفس کے لی ئے تیار ہو کر نکل رہا تھا۔ بے خوابی کے باعث آنکھوں کی ماورائی سی جوت بجھی ہوئ تھی اور زندگی اسکے وجود سے روٹھی ہوئ لگتی تھی۔

اس نے گہرا سانس لے کر قدم زینوں کی جانب پھیرے اور پھر قدم قدم زینے اترنے لگا۔۔ لاؤنج میں آج بہت دنوں بعد خاصی رونق لگی ہوئ تھی۔۔لالہ رُخ سیاہ بالوں کو ہاف باندھے رمشہ کے ساتھ چائے پیتی کسی بات پر ہنس رہی تھی۔۔ساتھ براجمان رمشہ بھی اسے اپنے کالج کا کوئ قصہ سنا رہی تھی اور وہ ہنستی ہنستی دوہری ہوئ جارہی تھی۔۔اسکی ہنسی ارسل کو بہت کھوکھلی محسوس ہوئ۔۔

اس نے اپنے پچھلے ایام کی کمزوری گھر والوں کے سامنے ظاہر نہیں کی تھی اور کہیں اسکے اندر مچی توڑ پھوڑ ان پر عیاں نہ ہوجائے اسی لی ئے وہ اتنے بلند و بانگ قہقہے لگا کر ہنس رہی تھی۔روح جب خاموش ہوجائے تو پھر کھوکھلے قہقہے خالی پن سے عبارت ہونے لگتے ہیں۔

وہ گردن میں ابھرتی گلٹی کو نگل کر زینے اترا اور پھر نیچے چلا آیا۔دادی جو تسبیح کے دانے گراتیں لالہ رُخ کی کھکھلاتی ہنسی پر، مسکرا کر اسے دیکھ رہی تھیں۔۔اسکی جانب متوجہ ہوئیں۔۔

"اسلام علیکم۔۔آفس جارہے ہو بیٹا۔۔؟"

انہوں نے رُخ کے عین پیچھے کھڑے ارسل کو مخاطب کیا تو وہ اور رمشہ چونکیں۔۔ایک ساتھ ہی چہرہ پھیر کر اسے دیکھا۔وہ بہت بجھا بجھا سا لگ رہا تھا۔۔خاموش۔۔خالی۔۔

لالہ رُخ نے چہرہ واپس پھیر لیا۔اسکے اندر بھی سیاہ رات کی گہری اداسی اترنے لگی تھی۔۔

"وعلیکم سلام۔۔جی دادی۔۔آفس جارہا ہوں۔۔"

"ناشتہ یہیں کروگے یا پھر آفس جاکر کروگے۔۔؟"

دادی نے اسے باہر کی جانب بڑھتے دیکھا تو پوچھ ہی لیا۔انہیں لالہ رُخ اور ارسل کے درمیان کا تناؤ بخوبی محسوس ہوا تھا۔سمیرا بھی اب کے لاؤنج ہی میں چلی آئی تھیں۔

"جی دادی آفس ہی میں کرلونگا۔۔ابھی دل نہیں۔۔"

"اچھا سنو۔۔"

اور اب کے ایک بار پھر اسکے قدم ٹھہر سے گ ئے تھے۔اس نے پلٹ کر سمیرا کو دیکھا تھا۔رُخ نے خود کو پلٹ کر اسے دیکھنے سے باز رکھا۔۔وہ اسے وقت دینا چاہتی تھی۔۔ابھی یوں اسکے سامنے آکر وہ اسے کسی بھی قسم کے گلٹ کا شکار نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔

"اگلے ہفتے شادی ہے اسفندیار کی۔لالہ رُخ کو شاپنگ پر لے جاؤ۔۔"

"ارے نہیں آنٹی۔۔میں پچھلے ہفتے ہی تو رمشہ کے ساتھ کر آئی تھی شاپنگ۔اور ویسے بھی میری شادی کے بھی تو کپڑے، جیولری وغیرہ ایسے ہی رکھیں ہیں سب۔وہی پہن لونگی۔۔"

اس سے پہلے کہ وہ جواب دیتا لالہ رُخ نے اس تک آتے سوال کا جواب بھی خود ہی دے دیا تھا۔جانے یہ لڑکی اور کتنے احسان کرنا چاہتی تھی اس پر۔۔!اس نے سر ہلا کر اللہ حافظ کہا اور پھر باہر کی جانب بڑھ آیا۔ہر گزرتے لمحے جانے کیوں اسکا بوجھل دل مزید بوجھل ہوتا جارہا تھا۔۔

لالہ رُخ نے گہرا سانس لے دکھتے دل کو نظر انداز کیا اور پھر زبردستی مسکرا کر رمشہ کی جانب دیکھا۔

"کیا تم مجھے سکھاؤ گی کہ پینٹنگ کیسے کرتے ہیں۔۔؟"

*

دوپہر تک گھر کا کام نپٹا کر جب وہ دونوں فارغ ہوئیں تو رمشہ اسے نیچے بنے تہہ خانے میں لے آئی۔وہاں ہر جانب رنگ ہی رنگ بکھرے تھے۔رمشہ نے آگے بڑھ کر لائٹ جلائی تو پل بھر کو تاریک سا تہہ خانہ روشنیوں میں نہا سا گیا۔ہر جانب کینوس پر کچھ نہ کچھ رنگوں سے سجایا گیا تھا۔۔بہت سی پینٹنگز بھی جابجا دیواروں پر آویزاں تھیں اور رنگوں سے بہت ہی با معنی سجاوٹ کی گئی تھی۔

"مجھے نہیں پتا تھا کہ تم اتنی اچھی پینٹر ہو۔۔"

اس نے ایک پینٹنگ کی جانب بغور دیکھتے ہوئے متاثر ہو کر کہا تو رمشہ ہنس پڑی۔۔پھر رنگوں کے کٹ سمیٹ کر ایک جانب رکھتی کہنے لگی۔۔

"بھابھی یہ پھپھو کی پینٹنگز ہیں۔۔انہیں بہت شوق تھا پینٹنگ کرنے کا۔۔یہ جتنی بھی مہارت سے بنائ گئ پینٹنگز ہیں نا۔۔یہ پھپھو کی ہیں۔۔میں تو بس ٹھیک ہی بناتی ہوں۔۔انکے جانے کے بعد بھی میں اس بیسمنٹ کی صفائ معمول کے مطابق کرواتی ہوں۔۔کیا ہوا جو وہ چلی گئیں۔۔انکی پینٹنگز تو آج بھی زندہ ہیں نا۔۔"

وہ آخر میں اداسی سے بولی تو لالہ رُخ نے گہرا سانس لیا۔۔دیواروں پر سجی گئ پینٹنگز میں سے ایک پر وہ ٹھہر گئ تھی۔نیلے رنگ کی جھیل پر لہراتے سنہری بادلوں سے سجی پینٹنگ۔۔درخت، خوشحالی، سبزہ۔۔ہر جانب اس میں خوشی ہی خوشی پھوٹی پڑ رہی تھی لیکن پھر اسی پینٹنگ کے ایک حصے میں سیاہ پانی کی بارش برس رہی تھی۔۔یوں گویا۔سنہری روشنی سے سیاہ رات کا سفر واضح کیا گیا ہو۔۔وہ اس گہری سی مہارت پر حیران سی کھڑی رہ گئ تھی۔۔رمشہ بھی اسکا ارتکاز محسوس کر کے اب کہ اسکے ساتھ آکھڑی ہوئ تھی۔۔پھر ہولے سے بولی۔۔

" یہ اس رات کی پینٹنگ ہے جب پھپھو کو۔۔قتل کیا گیا تھا۔۔"

اس نے آنکھیں اگلے ہی لمحے بند کرلی تھیں۔تکلیف رگوں میں اترنے لگی۔۔بوجھل دل دکھنے لگا۔۔

"شاید انہیں اندازہ ہوگیا تھا کہ وہ بھی روشن سی زندگی سے سیاہ کال کوٹھڑی میں جا کر سونے والی ہیں۔دادی ہمیشہ کہتی ہیں کہ انسان کو اسکی موت کا اندازہ ہو ہی جاتا ہے۔۔اور بھابھی مجھے لگتا ہے کہ شاید وہ بالکل ٹھیک کہتی ہیں۔۔ہمارا انجام قریب آرہا ہوتا ہے۔۔ہمیں ادراک تو ہو ہی جاتا ہوگا نا۔۔"

اس نے آخر میں پلٹ کر اسے دیکھا تو وہ پھیکا سا مسکرائی۔۔پھر کھلی ہتھیلی اسکی جانب بڑھائی۔۔

"لاؤ مجھے بھی برش دو۔۔آج میں بھی تمہیں بنا کر دکھاؤں کوئی نمونہ۔۔"

رمشہ اگلے ہی پل ہنس دی تھی۔

اب وہ دونوں اپنے اپنے کورے کینوس کے سامنے کھڑیں پینٹنگ کررہی تھیں۔ رمشہ کے ہاتھ رنگوں کے ساتھ بہت مہارت سے چل رہے تھے لیکن رُخ سے تو توبہ تھی۔۔اسکی زبان ذرا سی باہر تھی، آنکھیں انہماک سے کینوس پر جمی تھیں اور ناک پر سیاہ رنگ بھی لگ چکا تھا۔۔اس نے اگلے ہی پل ادھر ادھر ہاتھ مار کر بے نیازی سے برش ایسے چلایا جیسے واہ واہ کیا بنادیا ہے میں نے۔۔پھر رمشہ کو دیکھا جو سنجیدگی سے اپنی پینٹنگ کی جانب متوجہ تھی۔

"رمشہ میں نے بنالی ہے۔۔"

اس نے پینٹنگ کے عین سامنے کھڑے ہو کر کہا تھا۔ایسے کہ وہ مکمل طور پر اسکے پیچھے چھپ گئی تھی۔رمشہ نے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا اور اگلے ہی پل ہنس پڑی۔اسکی ناک پر لگا سیاہ رنگ بتارہا تھا کہ اس نے کیسی زبردست زور آزمائی کی ہوگی پینٹنگ کے ساتھ۔۔

" اچھا دکھائیں تو۔۔"

"نہیں۔۔پہلے تم وعدہ کرو کہ ہنسو گی نہیں۔۔"

رمشہ نے جلدی سے سر اثبات میں ہلایا اور جیسے ہی لالہ رُخ پینٹنگ کے سامنے سے ہٹی تو رمشہ کی آنکھیں تحیر سے پھیلیں۔۔ایک پل کی خاموشی اور اسکا بھرپور قہقہہ گونجا تھا تہہ خانے میں۔۔رُخ نے برا مان کر اسے دیکھا۔۔

"تم نے کہا تھا تم نہیں ہنسو گی۔۔"

"میں نہیں ہنس رہی۔۔"

وہ جھک کر ہنستی ہوئی ڈھٹائی سے نفی بھی کررہی تھی۔لالہ رُخ ایک بار پھر سے پینٹنگ سے سامنے آکھڑی ہوئی تھی۔

"بس ایک بات بتادیں۔۔یہ بنایا کیا ہے آپ نے۔۔"

وہ اپنی نم آنکھیں صاف کرتی سیدھی ہوئی تو اس نے خفا خفا نگاہوں سے اسے دیکھا۔وہ جلدی سے اپنا برش رکھ کر اسکے قریب آئی تھی۔۔

"اچھا بتائیں تو کیا ہے یہ۔۔؟"

"یہ ایک قلم ہے جو کہ کسی انسان کے ہاتھ میں ہے۔۔اور وہ کاغذ پر کچھ لکھ رہا ہے۔۔پھر دوسری طرف ایک بلی بھی کھڑی ہے اپنے پنجے اٹھائے۔۔اس انسان پر جھپٹنے کے لیۓ تیار۔۔لیکن جو میں نے ایک طرف کلاشن کوف بنائی ہے تو اسکا مطلب ہے کہ وہ آدمی اس بلی کے کسی بھی حملے پر اسے ہلاک کردینے کا ارادہ رکھتا ہے۔۔"

رمشہ آنکھیں پھاڑے اسکی وضاحت سن رہی تھی اور پھر جیسے ہی رُخ ایک بار پھر سے پینٹنگ کے سامنے سے ہٹی تو وہ ایک بار پھر ہنس دی۔۔آگے بڑھ کر بغور اس قلم تھامے ہاتھ کو دیکھا۔۔وہ ہاتھ تو نہیں البتہ ایسا لگ رہا تھا گویا سانپ پتّہ کھا رہا ہو۔۔اور دوسری جانب اس نے بلی بنائ تھی۔۔اللہ کی پناہ تھی اسکی بلی سے۔۔وہ بلی کے علاوہ باقی سب کچھ لگ رہی تھی۔۔ایک اور تکونے پر اس نے کلاشن بنائ تھی جو ان دونوں کارناموں سے قدرے بہتر تھی۔۔شاید اسی لیۓ کہ اسکی طبیعت بھی ایسی ہی تھی۔۔جنگجوؤں کی مانند۔۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔

"اَلسَلامُ عَلَیکُم احباب۔۔۔۔

"ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید ۔۔۔۔

ناولز کی دنیا" ویب سائیٹ / گروپ / پیج دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کرسکتے ہیں ۔۔۔ اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں ۔۔۔ ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے ۔۔۔

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں ۔۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائیپ کرکے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہوسکا آپکی تحریر پوسٹ ہوجائے گی ۔۔۔

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیئے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں۔۔

Email address :- Novelskiduniya77@gmail.com

Facebook page :- Novels ki duniya

(user name @zoyatalib77)

Facebook group :- Novels ki duniya

Instagram Page:- Zoya Talib (UserName: Novelskiduniya77)

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو)

اور باقی کے رابطے کے لیئے ہر پیج کے نیچے

"novels ki duniya "

اور

"website"

لکھا ہے ان دونوں کو وزٹ کرنے کے لیئے لکھے ہوئے پر ہی کلک کریں اور اوپن کرلیں ---

شکریہ-----

وہ ایک بار پھر سے ہنستی ہوئی پیچھے ہوئی تو لالہ رُخ نے آگے بڑھ کر سبز رنگ اپنی انگلی پر لگایا اور پھر اسکے رخسار پر رنگ لگاتی پیچھے ہوئی۔۔شرارت سے اسکی سیاہ آنکھیں چمک رہی تھیں۔۔ رمشہ نے بھی جواباً اسکے رخسار پر رنگ سے بھریں تینوں انگلیاں پھیریں تو وہ ہنستی ہوئی باہر کی جانب بھاگی۔۔رمشہ اسکے پیچھے تھی۔۔رنگوں سے بھری تھالی ہاتھ میں لی ئے۔۔

"نہیں۔۔نہیں۔۔اچھا رکو۔۔پلیز۔۔"

وہ ہنستی ہوئی اسے بمشکل خود سے دور کرتی آگے کی جانب بھاگی ہی تھی کہ لاؤنج میں سامنے سے آتے ارسل سے بری طرح ٹکرا کر پیچھے کو گری۔۔رمشہ بھی اسکے عین پیچھے ہی تھی۔۔اسکے

ٹکراتے ہی وہ بھی توازن قائم نہ رکھنے پر گری تھی۔۔ارسل نے بوکھلا کر اسے ہاتھ دیا۔۔وہ ابھی ابھی آفس سے کوئی فائل لینے گھر پر آیا تھا کہ اس آفتاد سے ٹکرا گیا۔۔

لالہ رُخ نے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔۔وہ ٹھہر سا گیا۔۔اسکی ناک، رخسار ، انگلیوں پر جابجا رنگ لگا ہوا تھا۔لالہ رُخ نے خوفزدہ ہو کر ارسل کے کپڑوں کو دیکھا تھا۔۔وہاں رنگ لگ گیا تھا۔۔

"کیا ہوا۔۔؟ اٹھو۔۔"

اس نے ہاتھ بڑھا رکھا تھا۔۔رُخ نے اگلے ہی پل اسکا ہاتھ تھاما اور اٹھ کھڑی ہوئی۔رمشہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"بھائی آپکے کپڑے خراب ہوگئے ہیں۔۔"

رمشہ کے بتانے پر اس نے گردن جھکا کر اپنے سوٹ کو دیکھا اور پھر کراہ کر لالہ رُخ کی جانب دیکھا تھا۔

"یہ کیا کیا دیکھو تم نے! اور ایسی بھی کیا مصیبت آگئی تھی جو بھاگ رہی تھیں تم۔۔؟ حلات دیکھو کیا کرر کھی ہے اپنی تم نے۔۔منہ دھو جا کر۔۔"

وہ اپنے دل میں ابھرتی بے چینی کو اسے ڈانٹ کر خاموش کروارہا تھا۔پھر اوپر کی جانب بڑھا تو وہ بھی رمشہ کی جانب خاموش نگاہوں سے دیکھتی اوپر کی جانب بڑھ گئی تھی۔ارسل اب ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتا، سفید شرٹ کے کف کھول رہا تھا۔پھر آستینیں اوپر کی جانب چڑھا کر بغور اسے دیکھا۔وہ اب ڈریسنگ روم کے اندر جارہی تھی۔۔پھر تھوڑی دیر بعد منہ دھو کر باہر چلی آئی۔۔

اب ارسل نے اٹھ کر کپڑتے تبدیل کیئے اور باہر چلا آیا۔۔بالوں میں برش چلاتے ہوئے اسے دیکھا۔۔

"کیا جو تم نے مجھ سے کہا تھا وہ اب بھی ویلڈ ہے۔۔؟"

وہ چونکی۔۔اسکی جانب دیکھا۔۔پھر آہستہ سے اثبات میں سر ہلایا۔۔

"ٹھیک ہے پھر لالہ رُخ۔۔میں کل تک تمہیں اپنے فیصلے سے آگاہ کردونگا۔۔بس آج کا دن تمہارے انتظار کا آخری دن ہے۔۔"

اس نے سنجیدگی سے کہا اور پھر اگلے ہی پل۔۔فائل ہاتھ میں لیئے باہر کی جانب بڑھ گیا۔لالہ رُخ خالی خالی سی کھڑی رہ گئ تھی۔اسے پتا تھا کہ ارسل کا فیصلہ کبھی بھی اسکے حق میں نہیں ہونے والا تھا۔وہ کبھی اسکے لیئے درست تھی ہی نہیں۔۔وہ اسکے جوڑ کی تھی ہی نہیں۔دو آنسو لڑھک کر اسکے رخسار پر پھسلے تو اس نے ہاتھ کی پشت سے انہیں رگڑ دیا۔۔اسی لمحے اسکا فون بجا تھا۔۔

اس نے سائیڈ ٹیبل پر رکھا فون اٹھا کر کان سے لگایا۔۔پھر مسکرائ۔۔

"کیسے ہیں لالہ؟"

"میں ٹھیک ہوں لالے۔۔تم کہاں گم ہو۔۔؟کب آرہی ہو گھر پر۔۔؟اب تو سب مہمان بھی آنا شروع ہوگیئے ہیں۔"

اس کے چہرے پر اداس سی مسکراہٹ آ ٹھہری تھی۔اگر اب آئی نا لالہ تو شاید واپس نہ جاؤں اپنے گھر۔۔اس نے دل میں سوچا تھا پھر چہکی۔۔

آجاؤنگی بھئ۔۔اب ایسی بھی کیا جلدی ہے آپکو میرے آنے کی۔۔؟ ویسے تو بڑا لڑتے رہتے ہیں "مجھ سے۔۔"

اسفند شاید دوسری جانب ہنسا تھا۔

"میں وہ لڑائی ہی تو مس کررہا ہوں پاگل۔۔ آجاؤ جلدی۔کوئی لڑنے والا ہی نہیں۔۔رامین سے تو بحث کرنا ہی بیکار ہے۔۔اسے تو ایک سے دوسری بات کرتے ہوئے صدی لگ جاتی ہے۔۔رہے فرقان لالہ تو انکے اپنے اتنے مسئلے ہیں کہ وہ مجھ سے ایک دو کام کی بات ہی کرلیں بہت ہے انکی صحت کے لیۓ۔۔اب آخر میں تم ہی بچتی ہو ناں۔۔تو میں تمہی سے کہونگا۔۔"

وہ اسکی عجیب و غریب منطق سن کر ہنس پڑی تھی۔لیکن یہ عجیب سی ہنسی تھی کہ جس میں اسکے رخسار تیزی سے بھیگتے جارہے تھے۔

"لالہ۔۔کیا آپ مجھے لینے آجائینگے آج۔۔؟"

"ہاں ہاں کیوں نہیں۔۔کب آؤں بتاؤ۔۔"

"آ۔۔آج شام تک لالہ۔۔میں انتظار کرونگی۔۔"

اب کہ دوسری جانب موجود اسفند چونکا تھا۔

"لالہ رُخ۔۔سب ٹھیک ہے ناں۔۔؟ ارسل تو ٹھیک ہے نا تمہارے ساتھ ؟"

اسکے استفسار پر وہ جلدی سے بولی تھی۔۔

"جی لالہ۔۔بس میری تھوڑی طبیعت ٹھیک نہیں ہے آجکل شاید اسی لیۓ آواز ایسی لگ رہی ہے۔آپ شام تک آجایئے گا میں ویٹ کرونگی۔۔"

ایک سانس میں کہہ کر اس نے فون کان سے ہٹا کر گہرا سانس لیا تھا۔اس سے پہلے کہ اسفند اس سے کوئی اور بات پوچھ کر اسے لاجواب کردیتا۔۔بہتر یہی تھا کہ وہ جلدی سے بات ختم کردیتی۔۔ اور جو اسے بہتر لگا تھا اس نے وہی کیا تھا۔۔دوسری جانب اب ارسل اپنی گاڑی کا دروازہ بند کرتا گلاس ڈور سے سجے ریسٹورنٹ کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔اسی ریسٹورینٹ کی جانب۔۔جس میں وہ ہمیشہ آمنہ سے ملا کرتا تھا۔۔آج وہ اس سے ایک بار پھر سے ملنے جارہا تھا۔۔انجام سے بے غرض ہو کر۔۔

****

وہ جو ٹھہر جائیں۔۔

قائم رہتے ہیں صدیوں۔۔

کہ وقت بھی اکثر۔۔

کبھی پیچھے کی جانب پلٹتا ہے۔۔

چاہے پھر وہ روشن صبح کی مانند ٹھنڈا ہو۔۔

یا۔۔

رات کے تنہا سیاہ پہر سا کڑوا۔۔

وہ پلٹ آتا ہے۔۔

انہیں دکھی ساعتوں کے ساتھ۔۔

کہ جنہیں بھلانے میں بھی۔۔

صدیوں کا سا۔۔

سمے لگتا ہے۔۔

*

ارسل نے اپنے مدھم اٹھتے قدموں کے ساتھ درمیانی راستہ عبور کیا تھا۔پھر وہ اس چمکتے گلاس ڈور سے سجے ریستوران کا دروازہ دھکیلتا اندر داخل ہوا۔۔سب بہت دھیرج سے اپنے مدار میں سفر کررہا تھا۔۔دروازے کے اوپر لگی گھنٹی لمحے بھر کو پائل کی کھنکھار کی مانند کھنکی تھی۔کرسی پر براجمان، اپنی پشت دروازے کی جانب کی ئے، آمنہ نے ایک پل کو پلٹ کر دیکھا۔

ارسل افگن کا وجیہہ چہرہ سنجیدگی کی گہری چھاپ کے زیرِ اثر لگتا تھا۔اس نے کبھی اسے اس قدر سنجیدہ اور ٹھہرا ہوا نہیں دیکھا تھا۔

وہ قدم قدم چلتا آگے بڑھ آیا۔پھر کوٹ کا ایک بٹن کھولتا اسکے عین سامنے آ بیٹھا۔گلاس ڈور کے پار پگھلتی اداس سی شام کا عکس جگمگا رہا تھا۔اسکی بھوری آنکھوں میں بھی ایسی ہی ایک شام ٹھہر گئ تھی۔خاموش، اداس اور پر سکون۔۔!

لالہ رُخ نے سامان سمیٹ کر کمرے سے باہر نکلتے ہوئے ایک۔۔بس ایک لمحے کو پلٹ کر اس کمرے کی جانب دیکھا تھا۔گزرے ایام بھیگتی آنکھوں کے پار دھواں دھواں ہونے لگے تھے۔یادوں کا کڑوا دھواں نگاہوں میں جلن سی برپا کرنے لگا تھا۔۔

اس نے اپنی نگاہ الماری کی جانب پھیری جہاں وہ کبھی کھڑی ارسل کو دھمکا رہی تھی۔اس کی اگلی نگاہ بالکنی کے کھلے دروازے کی جانب تھی۔۔جہاں وہ رو رہی تھی تو وہ اسکے پیچھے آیا تھا۔۔اس اسے اگلی نگاہ۔۔بیڈ پر پھسلی تھی۔۔جہاں وہ اسکے آنسو اپنی نرمی سے سمیٹ رہا تھا۔۔یاد کا ایک ایک ورق کھلتا جارہا تھا۔۔نگاہوں کے سامنے تحلیل ہوتا جارہا تھا۔۔

اب وہ اسے تکیئے سے مار رہی تھی۔۔وہ بھی جواباً اپنا بچاؤ کرتا اسے خود سے دور کررہا تھا۔۔

لالہ رُخ بھیگی آنکھیں لیئے مسکرا دی تھی۔

اگلا منظر بہت تکلیف دہ تھا۔۔جب وہ اسے اپنی جانب پوری قوت سے تھام کر گھما رہا تھا۔وہ اسکے قریب تھا۔۔اسے اسکی سنجیدگی کے پہر میں ڈھلیں بھوری آنکھیں یاد آئیں تو سانس لینا دشوار سا ہوگیا۔

وہ اس سے محبت کرتی تھی۔وہ اسے چاہنے لگی تھی۔وہ اس سے دور رہنے کا سوچ کر ہی ٹوٹنے لگی تھی۔پہاڑ سی مضبوط چٹان کی مانند لالہ رُخ۔۔اس پہر۔۔دروازے کے وسط میں کھڑی۔۔ پگھل رہی تھی۔۔اسکی ذات سے رستے آنسو آنکھوں کے راستے باہر کو قطرہ قطرہ بہنے لگے تھے۔۔

اس نے اپنا چہرہ آہستین سے رگڑا اور جلدی سے باہر نکلی۔گزرے لمحات اب تک بول رہے تھے۔۔اگر وہ انہیں مزید دیکھتی تو شاید یہاں سے جا نہیں پاتی۔وہ خود غرض ہوجاتی۔ وہ صرف اپنا سوچنے لگتی۔۔اور فی الحال وہ صرف ارسل کا سوچنا چاہتی تھی۔اسکی خوشی آمنہ تھی۔۔وہ اسے اسکی خوشی لوٹانا چاہتی تھی۔

اس نے اپنی ہچکیوں پر بہت مشکل سے قابو رکھتے ہوئے زینے عبور کی ئے تھے۔ بار بار منظر دھندلانے لگتا تھا۔۔گلابی سا ارتکاز مزید گلابی ہونے لگتا تھا۔۔

آگے بڑھ کر رمشہ، دادی اور سمیرا سے ملتے اسکا دل بھر آیا تھا لیکن وہ نہیں روئ۔۔ وہ کیسے رو سکتی تھی۔۔؟ وہ لالہ رُخ تھی ناں۔۔وہ کسی کے سامنے کیسے رو دیتی بھلا۔۔مضبوطی بھی کبھی کبھی انسان کو کس قدر کمزور کردیتی ہے۔۔اسکا اندر بھی ٹوٹ کر بکھرنے لگا تھا۔۔

اسے خود پر حیرت بھی ہوئ تھی۔اپنے حق کے لی ئے لڑتے لڑتے وہ اس جنگ سے خاموشی کے ساتھ علحیدگی اختیار کررہی تھی۔اس نے کبھی کسی محاذ سے پیٹھ نہیں پھیری تھی لیکن آج۔۔اس گھر سے قدم باہر کی جانب بڑھاتے ہوئے اسے سمجھ آگیا تھا کہ۔۔محبت انسان سے بڑے بڑے

محاذ پر، بڑی بڑی قربانیاں مانگ لیا کرتی ہے۔اسکے سامنے سر جھکاتے ہی بنتی ہے۔۔اسکے سامنے اپنا وجود روند کر ہی فتح نصیب ہوتی ہے۔۔

کیا عجب ہے کہ سب کچھ ہار کر جیت مقدر میں لکھ دی جاتی ہے!

اسفند کے برابر میں بیٹھے اس نے چہرہ پوری طرح سے کھڑکی کی جانب پھیر رکھا تھا۔اسفند نے بھی اسکا خاموش تاثر دیکھا تو کوئی بات کرنا مناسب نہ سمجھا۔وہ اسے سمجھتا تھا۔وہ اس جیسی تھی۔۔ تکلیف میں زبان سے اف تک نہیں نکالا کرتی تھی۔ٹوٹتے وجود کے ساتھ دوسروں کو تو رونے کے لیئے کندھا دے سکتی تھی لیکن خود کے آنسوؤں کے لیئے۔۔وہ کبھی کسی کے کندھے کا انتظار نہیں کیا کرتی تھی۔۔کیا ظالم لڑکی تھی۔۔!

اس نے خشک آنکھیں، پیچھے کی جانب بھاگتے ہوئے راستوں پر جما رکھی تھیں اور اب سب کچھ رات کی سیاہی میں ڈھلتا جارہا تھا۔۔سب کچھ۔۔!

*

ارسل، آمنہ کے عین سامنے خاموشی سے براجمان تھا۔پھر اس نے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔۔ خوبصورت آنکھوں کی چمک آج بھی اسکی آنکھوں کو خیرہ کررہی تھی۔۔لیکن وہ انکی جانب متوجہ نہیں تھا۔۔وہ تو کہیں پیچھے دیکھ رہا تھا۔۔بھیگی سیاہ آنکھیں۔۔ضبط سے گلابی پڑتی سیاہ آنکھیں۔۔ مسکراتی ہوئی شرارت سے جگمگاتی سیاہ آنکھیں۔۔

"اس نے مجھے کہا کہ وہ میرے فیصلوں میں مجھے آزاد کرتی ہے۔اس نے مجھے کہا کہ وہ مجھ سے جینے کا حق چھین کر میری گنہگار نہیں بننا چاہتی۔۔اس نے کہا کہ وہ مجھے خوش دیکھنا چاہتی ہے۔۔"

اس نے سانس لینے کے لیے وقفہ لیا تھا۔آمنہ اسے ہی تک رہی تھی۔اور وہ جانتی تھی کہ آج ارسل پچھلے ارسل سے خاصہ مختلف تھا۔زخمی اور ٹوٹا ہوا۔۔

"اس نے مجھے کہا کہ جو آپ نہیں کرسکے وہ میں آپکے لیے کرنا چاہتی ہوں اور جانتی ہو آمنہ۔۔ مجھے لگا میں اسے اب کبھی نہیں چھوڑ سکونگا۔۔"

آمنہ کے گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔اسکے حلق میں بہت سے آنسو جمع ہوئے لیکن وہ آنکھوں سے نہ ٹپکے۔وہ خود پر بہت سے بندھ باندھ کر آئی تھی۔وہ ایسے خود کو بہنے نہیں دے سکتی تھی۔

ارسل یونہی گلابی آنکھیں لیے ، دکھتے گلے کے ساتھ بولتا جارہا تھا۔

"بچپن میں جب میں چھوٹا تھا تب مجھے اندھیرے سے بہت خوف آتا تھا۔اب بھی آتا ہے۔اس وقت بھی پھپھو میرا گال تھپک کر کہتی تھیں کہ جو سیاہ راستہ تم عبور نہیں کرسکتے، اس راستے پر تمہارا ہاتھ تھام کر میں چلونگی۔میں تمہاری سیاہی میں روشنی بنونگی لیکن وہ میری کسی بھی سیاہی کا حصہ بننے سے پہلے ہی چلی گئیں۔۔"

آمنہ کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔ارسل نے اسے پہلے کبھی اپنے بارے میں یوں آگاہ نہیں کیا تھا۔اسے یہ تک نہیں پتا تھا کہ اسکی کوئی پھپھو بھی تھیں جو مرچکی ہیں۔اس نے کبھی اپنی

کمزوریوں کو اسکے سامنے یوں کھول کر نہیں رکھا تھا۔لیکن آج۔۔وہ بہت سکون سے اسے یہ سب بتارہا تھا۔۔

"میں کبھی تمہارے سامنے اپنی کمزوریاں بیان نہیں کرسکا آمنہ۔میں شرمندہ تھا۔۔خود پر۔۔اپنی بزدلی پر۔۔اپنی ڈرپوک طبیعت پر۔میں عام مردوں کی طرح نہیں ہوں۔مجھے ڈر لگتا ہے۔میں جلدی ڈر جاتا ہوں۔میں باآسانی رو بھی جاتا ہوں۔مجھ سے غصے میں ٹھیک سے بات تک نہیں کی جاتی۔لیکن میں تمہیں یہ سب نہیں بتا سکا۔میں تمہیں اپنے ٹوٹے حصے نہیں دکھا سکا کیونکہ میں خوفزدہ تھا کہ تم۔۔تم مجھے چھوڑ دوگی۔۔اور شاید تم ایسا ہی کرتیں۔۔"

اس نے گلاس ڈور پر جمی آنکھوں کو آمنہ کی جانب پھیرا۔وہ سانس روکے اسے ہی سن رہی تھی۔ ارسل ہلکا سا مسکرایا۔۔

"میں تمہیں قصوروار نہیں ٹھہرا رہا آمنہ۔میں تمہیں حقیقت بتارہا ہوں۔تم جلد یا بدیر مجھ سے بیزار ہوکر مجھے چھوڑ دیتیں کیونکہ مرد کی ایسی کمزوری کسی بھی معاشرے میں قابلِ قبول نہیں ہے۔۔میں خود جانتا ہوں اپنے آپکو۔۔میں نے ایک لمبے عرصے تک تہہ خانوں میں چھپ کر روتے ہوئے راتیں گزاری ہیں۔۔صرف اسی لیئے تاکہ میری یہ کمزوری کسی پر عیاں نہ ہوجائے۔۔لیکن لالہ رُخ نے۔۔"

وہ ٹھہرا تھا۔۔نگاہوں کے سامنے ایک منظر سا لہرایا۔کھلے بالوں اور دوپٹے سے بے نیاز پریشان سی لڑکی اسے دوڑ کر گلے لگا رہی تھی۔اسکی خوبیوں اور خامیوں سمیت سمیٹ رہی تھی۔۔

"اس نے مجھے عار نہیں دلائ آمنہ۔اس نے مجھے قبول کرلیا۔اس نے میری کمزوریوں کا احترام کیا۔اس نے میرے عیب لوگوں کے سامنے بے عیب کردی ئے۔اس نے مجھے کندھا دیا۔۔میرے لی ئے لوگوں سے جھگڑے مول لی ئے۔۔جو مجھے کرنا چاہی ئے تھا وہ کرتی رہی۔وہ بہت مضبوط ہے۔۔میں کبھی کبھی حیران رہ جاتا ہوں کہ کوئ اتنا مضبوط کیسے ہوسکتا ہے۔۔لیکن دیکھو ناں آمنہ۔۔میں اسکی اتنی خوبیوں کے بعد بھی تمہارے سامنے بیٹھا ہوں۔۔تمہیں یہ باور کروانے کے میرے دل سے تم آج بھی نہیں نکل سکی ہو۔"

آمنہ کی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر رخسار پر لڑھکا تھا۔ارسل مسکرایا۔۔

"میں نے اس سے کہا کہ مجھے کچھ وقت دے تاکہ میں اسے جواب دے سکوں۔لیکن میرے پاس تو اسے دینے کے لی ئے کوئ جواب ہی نہیں ہے آمنہ! جو انسان آپکے لی ئے محض قربانیاں دیتا آیا ہو اس انسان کی ایک التجا کو آپ انکار کردو تو زیادتی نہ ہوئ۔۔"

اس نے بھی اپنی آنکھیں رگڑی تھیں۔لالہ رُخ نے قسم کھا رکھی تھی اسے ہر دفعہ رلانے کی۔۔

"اب میں سوچتا ہوں کہ بہت اچھا ہوا جو ہم کسی رشتے میں نہ بندھے۔تم مجھ سے بہت بہتر ڈیزرو کرتی ہو۔میرے جیسے کمزور اور بزدل شخص کا ساتھ تمہارے لی ئے زیادتی ثابت ہوتا۔۔میں آج ہمارے اس تعلق کی آخری ڈور بھی کاٹنے آیا ہوں۔۔میں آج اس ان دیکھی سی ڈور کو ختم کرنے آیا ہوں۔۔اس رشتے سے آزاد ہونے آیا ہوں جو کبھی رشتہ بنا ہی نہیں تھا۔۔ہاں ٹھیک ہے میں

اس سے محبت نہیں کرتا۔۔لیکن یہ بھی سچ ہے کہ میں اسکے بغیر نہیں رہ سکتا۔۔کیونکہ وہ مجھے اپنا عادی کر گئ ہے۔۔اور جانتی ہو آمنہ۔۔"

اس نے مسکراتی نگاہیں اس پر نرمی سے جمائ تھیں۔۔

"عادتیں محبت سے زیادہ جان لیوا ثابت ہوتی ہیں۔۔"

چند پل ہر جانب گہری خاموشی تحلیل ہو کر فضا کو مزید سرد کر گئ تھی۔وہ یک ٹک ایک دوسرے کی نگاہوں میں دیکھتے رہے۔۔اگلا کوئ بھی لفظ ادا کیۓ بغیر۔۔گزرے ایام کی بہت گداز چاپ محسوس کرتے۔۔پھر آمنہ ہلکا سا مسکرائ۔۔نم آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔

آپ بہت اچھے ہیں ارسل۔آپکو اندازہ نہیں کہ آپ اس نرم دنیا کے لیۓ کتنے زیادہ معصوم " ہیں۔"

وہ اسکی بات پر چونکا تھا۔۔لالہ رُخ نے بھی کبھی اسے یہی کہا تھا۔

"میں آپکی صاف گوئ کی قدر کرتی ہوں ارسل۔میں آپکی محبت اور عزت کی ہمیشہ قدردان رہونگی اور ہاں۔۔لالہ رُخ سے کہنا کہ آمنہ اسکی بہت شکرگزار ہے۔آپکا خیال رکھنے کے لیۓ میں ایک دفعہ اس سے مل کر اسکا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں۔۔آپ اور وہ ساتھ بہت اچھے لگتے ہیں۔۔میں صدا دعاگو رہونگی ارسل کہ آپ دونوں ایک ساتھ سلامت رہو۔۔ایک دوسرے کا لباس رہو۔۔ میں دعا کرونگی۔۔کیونکہ جو دوسروں کے حق میں دعائیں کرتے ہیں، وہی دعائیں انکے حق میں پہلے قبول ہوتی ہیں۔"

وہ آہستہ سے اٹھ کھڑی ہوئ تھی۔۔ارسل کا دل دکھنے لگا۔اسکی آنکھوں میں جمع ہوتے آنسوؤں کو وہ بخوبی محسوس کرسکتا تھا۔وہ پلٹی لیکن ٹھہر گئ۔۔ایک پل کو چہرہ اسکی جانب پھیرا۔۔اداس آنکھیں اگلے ہی پل مسکرائ تھیں۔۔یہ اختتام تھا انکا۔۔یہ انت تھا انکی کہانی کا۔۔

"آپکو پتا نہیں ہے کہ آپ لالہ رُخ سے کتنی محبت کرتے ہیں۔اس حقیقت کو جھٹلانا چھوڑ دیں اور مان لیں کہ آپ اسے چاہتے ہیں۔۔شاید پھر آپکے لیۓ سب کچھ اور بھی آسان ہوجاۓ۔۔اللہ حافظ۔۔چلتی ہوں۔۔"

اور پھر وہ اسکی جانب ایک آخری نگاہ ڈالے بغیر باہر کی جانب بڑھ گئ تھی۔جانتی تھی کہ وہ مزید رکی تو خود پر قابو نہیں رکھ پاۓ گی۔ارسل بھی اسے جاتا ہوا دیکھتا رہا۔۔اور پھر آہستہ سے اپنی جگہ سے اٹھ کر باہر کی جانب بڑھ گیا۔۔گلاس ڈور سے سجا ریستوران اب کہ مدھم زرد قمقموں سے جگمگارہا تھا۔۔انکی محبت کا امین۔۔گلاس ڈور ریسٹورینٹ۔۔!

*

وہ گھر چلی آئ تب بھی خاموش ہی رہی۔سب اس سے اسکے سسرالیوں کے بارے میں استفسار کررہے تھے اور وہ محض ہاں ہوں میں سر ہلاتی سب کو جوابات دے رہی تھی۔لیکن جب گھر والے اسکے بہت خاموش سے رویے کو محسوس کرنے لگے تو طرح طرح کے سوالات پھر شروع ہوگۓ۔۔

وہ ایسی نہیں تھی۔۔

گھر میں داخل ہوتی تو بقول فرقان کے یوں لگتا تھا گویا "زلزلہ آگیا ہو"۔۔وہ ایسی ہی تو تھی۔ زندگی سے بھرپور تبارہ کاریاں کرتی ہوئی، قہقہے لگا کر سرمئی ماحول کو رنگوں سے سجا کر گزرتی ہوئی۔۔اب ایسی کسی لڑکی کا کھنچا کھنچا سا رویہ دیکھ کر تو سوالات بنتے ہی تھے۔۔اسفند نے ہی اسے ہاتھ سے پکڑا اور اپنے پیچھے کیا۔۔وہ خود کو اتنا بے بس اور کمزور محسوس کررہی تھی کہ آرام سے اسکے پیچھے ہوگئ۔۔

"حد کرتے ہیں آپ لوگ بھی۔وہ ابھی تھکی ہوئی آئی ہے اپنے گھر سے اور آپ لوگوں نے بوچھاڑ کردی ہے سوالات کی! ابھی کچھ آرام کرے گی تو خود ہی ٹھیک ہوجائے گی۔۔میں لے جارہا ہوں اسے کوئی میرے پیچھے نہ آئے اور شور تو بالکل بھی نہیں ہونا چاہیئے۔۔"

اس نے اگلے ہی پل اسکا ہاتھ تھاما اور پھر اسے لیئے اپنے ساتھ زینے چڑھتا اوپر کی جانب بڑھ گیا۔کمرے میں آتے ہی اس نے لالہ رُخ کا ستا ہوا تھکا سا چہرہ بغور دیکھا تھا۔وہ بھی خاموشی سے گردن جھکائے کھڑی رہی۔

"بتاؤگی یا نہیں۔۔؟"

اسفند نے ہولے سے پوچھا تھا۔لالہ رُخ نے ضبط کے باعث دکھتے گلے سے بمشکل تھوک نگلا تھا۔ پھر چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا جو فکر مندی سے سر جھکائے اسکے چہرے کو جانچ رہا تھا۔وہ نم آنکھوں سے مسکرادی تھی۔۔یوں لگا ماہ و سال پیچھے کی جانب بہنے لگے ہوں۔۔دس سالہ زخمی لالہ رُخ اسکے سامنے گردن جھکا کر بالکل یونہی کھڑی ہوئی تھی۔اور وہ تب بھی تو اسے سب کے سوالات سے یونہی اپنی ڈھال تلے بچالایا تھا۔اسفند کہاں بدلا تھا۔۔! اسفند تو وہی تھا۔۔

"ٹھیک ہوں میں۔۔"

اس نے کہا تو محض اتنا ہی۔۔

وہ اسے چند پل دیکھتا رہا۔۔

"تمہیں خود کے ساتھ بات کرنے کی ضرورت ہے لالے۔"

اسفند کی نرم آواز ایک بار پھر سے اسکے آس پاس گونجی تھی۔اس نے یکدم بازو آنکھوں پر رکھا اور پھر رو پڑی۔۔اسفند چپ چاپ اسے دیکھتا رہا تھا۔۔

"لالہ۔۔ مجھ۔۔مجھے بہت تکلیف ہورہی ہے۔۔"

اسے لگا اب اگر اس نے مزید خود پر ضبط کیا تو وہ سانس تک نہیں لے پائے گی۔اسفند نے نرمی سے اسکا بازو آنکھوں سے ہٹایا تھا۔

"کیوں ہورہی ہے تکلیف؟ بتاؤ مجھے۔۔"

وہ بہت سنجیدہ تھا۔کس نے ہمت کی تھی اس کی لالے کو تکلیف پہنچانے کی۔

"میں نے خود کو تکلیف پہنچائی ہے لالہ۔میں نے اپنے ساتھ زیادتی کردی ہے۔میں نے کسی اور پر رحم کرتے ہوئے خود کو بے رحمی سے روند ڈالا ہے لالہ۔۔میں کیا کروں۔۔یہ قربانیاں اتنی بھاری کیوں ہوتی ہیں؟ مجھے لگ رہا ہے میں بہت بڑے بوجھ تلے ہوں۔۔مجھے لگ رہا ہے میں ٹھیک سے اب اپنے قدموں پر کھڑی نہیں ہو پاؤنگی۔۔میں نے خود کو بہت زخمی کرلیا ہے لالہ۔۔"

گیارہ سالہ لالہ رُخ اب تک اسفند سے کہہ رہی تھی کہ وہ تکلیف میں ہے۔اسفند نے وہی کیا جو کئ سال پہلے کیا تھا۔۔

اس نے اسے کندھوں سے تھاما اور پھر ہلکے سے جھٹکے سے اپنی جانب متوجہ کیا۔

"قربانیاں بہت وزنی ہوتی ہیں رُخ۔ہمارے پٹھانوں میں کہتے ہیں کہ یا تو قربانی دے کر سہنے کی ہمت رکھو یا پھر قربانی دو ہی نہ۔۔میرا دوست جب قتل ہوا تھا ناں تو اس نے بھی اپنے گھر والوں کے تحفظ اور خوشیوں کے لیۓ قربانی دی تھی۔اس قربانی کا وزن زندگی بھر اسکے گھر والوں پر رہے گا۔۔اگر تم میں ہمت نہیں تھی تو تمہیں یہ قربانی نہیں دینی چاہیۓ تھی اور اگر۔۔"

وہ لمحے بھر کو دھیمی سرد آواز میں بولتے بولتے ٹھہرا رہا تھا۔لالہ رُخ کے آنسو اپنی جگہ ہی ساکت ہوگۓ تھے۔وہ خوفزدہ ہوئ اسفند کے اگلے بے رحم الفاظ کا انتظار کررہی تھی۔

اگر تم نے یہ قربانی دینے کا فیصلہ کر ہی لیا ہے تو اسکا بوجھ بھی برداشت کرو۔مجھے پتا ہے تم یہ " کرلوگی۔۔"

اس نے اگلے ہی لمحے اسکے کندھوں سے ہاتھ ہٹائے تھے۔۔

"رولو ابھی جتنا بھی رونا ہے تمہیں۔۔جتنے بھی آنسو جمع ہیں بہالو انہیں ایک ساتھ ہی۔۔لیکن پھر اسکے بعد میں تمہیں اپنے فیصلوں پر پچھتا کر زندگی گزارتے ہوئے نہ دیکھوں۔۔"

وہ اگلے ہی پل پلٹا تھا اور دروازہ کھولتا باہر کی جانب بڑھ گیا تھا۔وہ خالی خالی سی کھڑی رہ گئ تھی۔ وہ ارسل نہیں تھا کہ آگے بڑھ کر اسکے آنسو صاف کرتا یا اس سے پوچھتا کہ وہ کیوں رورہی

ہے۔اس نے کئ سالوں تک اسکی تربیت کی تھی۔جبھی تو وہ جانتا تھا کہ جو کچھ بھی ہو گا رُخ اسے سہہ لے گی۔۔

تاریکی میں ڈوبے کمرے میں کھڑی۔۔خود بھی اسی تاریکی کا حصہ لگتی لالہ رُخ میں اگلے ہی پل بہت ہمت بھر گئ تھی۔رگوں میں خون یکدم تیزی سے گردش کرنے لگا تھا۔اس نے پلٹ کر ڈریسنگ روم کا دروازہ کھولا اور پھر واش بیسن پر جھک کر پانی کے چند چھینٹے خود کے چہرے پر مارے۔۔گہرے گہرے سانس لے کر خود کو نارمل کیا۔۔وہ ٹھیک نہیں تھی۔۔لیکن اسے پتا تھا کہ وہ جلد ہی ٹھیک ہو جائے گی۔۔

روشنی تلے بھیگتی، ایک لڑکی اپنا سنہری سا عکس سامنے لگے آئینے میں خاموشی سے تک رہی تھی۔

رات کے اسی پہر ، شہر کے دوسری جانب۔۔ارسل بہت آہستگی سے تہہ خانے کے زینوں کو عبور کرتا قدم قدم اتر رہا تھا۔۔

اس نے آگے بڑھ کر لائٹ بورڈ پر ہاتھ مارا تو تاریک تہہ خانہ روشنیوں سے جگمگا اٹھا۔اس نے ایک نگاہ پھپھو کی آخری پینٹنگ پر ڈالی تھی۔۔پھر اسکے ساتھ چھوٹے سے اسٹول پر رکھی لالہ رُخ کی پینٹنگ کو دیکھا تو دھیرے سے مسکرادیا۔۔

اسکی پینٹنگ بھرپور طریقے سے اسکی لاابالی اور جذباتی طبیعت کی عکاسی کررہی تھی۔وہ آہستہ سے پنجوں کے بل، عین اس پینٹنگ کے سامنے بیٹھا تھا۔اگلے ہی لمحے اس کے سامنے لالہ رُخ کا عکس

لہرایا۔۔آج دوپہر ہی تو وہ اس سے باہر لاؤنج میں ٹکرائی تھی۔۔اور جو وہ اسے دیکھ کر ٹھہر گیا تھا۔۔اسکے رخساروں پر جابجا رنگ لگا ہوا تھا۔۔پاگل لڑکی۔۔اندازہ ہی نہیں تھا اسے کہ وہ خود کس قدر رنگین سی تھی۔۔اسکی خالی سی زندگی کو رنگوں سے آشنا کروا گئ تھی۔۔

وہ اٹھا اور پھر اوپر کی جانب بڑھ گیا۔تہہ خانہ آج پھپھو کی خوشبو کے علاوہ لالہ رُخ کی خوشبو سے بھی مہک رہا تھا۔وہ زینے چڑھتا اپنے کمرے میں چلا آیا تو لمحے بھر کو وہیں دروازے میں رک بھی گیا۔۔

یہ کمرہ اسے کبھی اتنا خالی نہیں لگا تھا۔۔

آج اس کمرے کی ساری چمک ماند تھی۔۔

کھڑکی سے جھانکتی چاندنی۔۔بھی اداس تھی۔۔چلتی ہوا کے جھکڑ بھی کوئ سرگوشی نہیں کررہے تھے۔۔اس نے بیڈ پر نگاہ ڈالی۔۔شادی کی پہلی رات کسی واضح یاد کی طرح لہرائ تھی۔۔کیسے وہ اس سے لڑ رہی تھی۔۔جانے کب وہ اس سے لڑتے لڑتے۔۔اسکے لیۓ لڑنے لگ گئ تھی۔۔

وہ آہستہ سے چلتا ہوا آگے آیا اور پھر اپنے صوفے پر ہی دراز ہوگیا۔پھر بازو آنکھوں پر رکھ لیا۔۔اسے لالہ رُخ رات کے اس پہر بہت یاد آئ تھی۔۔میمنہ ہماری جھانسی کی رانی کو پسند کرنے

لگا تھا۔۔اگر جو اسے پتا چل جاتا کہ وہ صرف اسے پسند نہیں کرتا تھا۔۔بلکہ۔۔۔بلکہ وہ تو۔۔لیکن پھر اگر اس پر اتنی جلدی ادراک ہونے لگتے تو وہ ہمارا میمنہ کیسے رہتا بھلا۔۔؟ وقت نے اس کے لیۓ اپنا فیصلہ محفوظ کرلیا تھا۔۔لیکن جلد یا بدیر اسے اس فیصلے سے آگاہی دے ہی دی جانی تھی۔۔!

شیشے میں عکس دیکھتی لڑکی اور یاد کے لہراتے اوراق میں کھوتا لڑکا۔۔دونوں ہی اپنی جگہ درست تھے۔۔دونوں ہی۔۔اپنی جگہ۔۔ثابت تھے۔۔کیا ہوا جو ایک مضبوط اور دوسرا کمزور تھا تو۔۔؟ کیا تمھیں نہیں لگتا کہ انکا ساتھ جوڑا ہی اسی لیۓ گیا تھا کہ وہ کمزوری اور مضبوطی کے ہر تقاضے پر پورا اترا کرتے تھے۔۔؟۔۔سوچو۔۔شاید تمھیں جواب مل جاۓ۔

*

اگلی صبح خان ہاؤس پر پوری آب و تاب کے ساتھ چمکتی دمکتی اتر رہی تھی۔مہانوں کی آمد آمد تھی۔گھر میں قہقہوں اور اشتہا انگیز کھانوں کی خوشبو ہر سُو بکھری رہنے لگی تھی۔کچھ لوگ گھر کو زرد قمقموں سے سجا رہے تھے، کئ کزنز ایک ساتھ لاؤنج میں براجمان ایک دوسرے پر جملے کستے ہنس رہے تھے، زینوں پر کھڑیں فاطمہ، لالہ رُخ سے سب کے کپڑے استری کروانے کو کہہ رہی تھیں۔۔زینوں کے دوسری جانب سے رامش، گل کے پیچھے بھاگ رہا تھا۔۔اس نے یقیناً اسکے وہ گلابی رنگ کا بھالو چرالیا تھا اور اب رامش وہ بھالو کسی حال میں اس سے واپس لینا چاہتا تھا۔۔

رامین کو اب کمرے سے نکلنے کی اجازت نہیں تھی۔۔اور شکر تھا خدا کا کہ اسفند اپنے خطرناک ارادوں سے باز تھا۔۔نہیں تو کسی کی مجال تھی کہ اس سر پھرے کو روک سکے۔۔فرقان نے اسے سخت سی تنبیہہ بھی کی تھی جس پر وہ پہروں دل کھول کر ہنسا تھا۔۔ایک تو یہ فرقان لالہ بھی نا۔۔ بس فرقان لالہ ہی تھے۔۔انہیں اپنی روایات کی پاسداری کا بہت خیال رہتا تھا۔وہ رکھ رکھاؤ والے سخت قسم کے پٹھان واقع ہوئے تھے۔۔لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں تھا کہ ان روایات کی جڑیں تک ہلادینے والا بھائی قدرت نے انکی قسمت میں لکھ دیا تھا۔۔جو کام نہیں کرنے والا ہوتا تھا وہی اسفند کو کرنا تھا۔۔!انکا بس چلتا تو اسے شادی ہوجانے تک گھر سے باہر ہی نکال دیتے لیکن ہک ہاہ۔۔!ماموں اور فاطمہ مامی کی موجودگی میں ایسا کچھ بھی ممکن نہیں تھا۔۔

سرد سی خوبصورت شام گھر آئی تو سب ہی اپنی اپنی تیاریوں میں مصروف ہوگ ئے۔آج مہندی تھی۔۔کل بارات اور پھر پرسوں ولیمہ۔۔گھر کی دیواروں پر لٹکائی گئیں زرد روشنیاں روشن کردی گئیں۔۔ہر شے پر سونے کا عکس چڑھا معلوم ہوتا تھا۔۔

لان میں مہندی کا انتظام کیا گیا تھا۔لالہ رُخ، گل، فاطمہ اور رامین نے زرد رنگ ہی کے جوڑے زیب تن کر رکھے تھے۔فاطمہ شنیل کا کڑھائی والا جوڑا پہنے، بالوں کو نفیس جوڑے میں قید کیئے، کانوں میں ڈائمنڈ کے ٹاپس ڈالے خاصی باوقار اور خوبصورت لگ رہی تھیں۔رامین کے زرد فراک کے ساتھ گلابی چوڑی دار پجامہ تھا۔۔لالہ رُخ اور گل کا فراک بھی اسی طرز کا تھا لیکن انکے

پجاموں اور دوپٹوں کے رنگ فرق تھے۔۔بالوں کو چوٹی میں گوندھے، میک اپ اور جیولری پہنے وہ دونوں بہت پیاری لگ رہی تھیں۔۔

مردوں نے خاص طور پر سفید کرتا زیب تن کر رکھا تھا۔اسکے سسرالی بھی وقت پر چلے آئے تو وہ بھی ان کی جانب چلی آئی۔۔دادی اسے ساتھ لگا کر پیار کررہی تھیں، سمیرا اسکی بلائیں لیتی اسے نظرِ بد سے حفاظت کی دعا دے رہی تھیں اور رمشہ اسے بہت پرجوش سی گلے لگا رہی تھی۔ اس نے دروازے کی جانب نگاہ ڈالی لیکن جواب ندارد۔۔ارسل افگن تو شادی میں آیا ہی نہیں تھا۔۔اسے جانے کیوں مایوسی ہوئی۔۔ تین دن ہوگۓ تھے میمنے کو دیکھے اور اب وہ اسے بہت یاد آرہا تھا۔۔

"ارسل نہیں آئے رمشہ۔۔؟"

"جی بھابھی۔۔وہ بھائی کہہ رہے تھے کہ آفس کا کچھ اہم کام تھا تو وہ مہندی میں نہیں آسکتے۔۔ انکی جگہ بابا آسکتے تھے تو پھر ہم بابا کے ساتھ ہی آگۓ۔۔وہ شاید کل آئیں۔۔بارات میں۔۔"

اس نے بمشکل مسکرا کر سمجھتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا اور رمشہ کو لیۓ اسٹیج کی جانب بڑھ گئ۔ پیچھے کرسیوں پر دادی اور سمیرا کے ساتھ فاطمہ بیٹھیں باتیں کررہی تھیں۔ساتھ ساتھ وہ خاندان کی عورتوں سے بھی لالہ رُخ کی ساس اور دادی ساس کو متعارف کروارہی تھیں۔۔

اسفند اور رامین کو اسٹیج پر لا کر ساتھ بٹھایا گیا تو ہر جانب گویا روشنیاں اتر آئیں۔اسفند بھرپور طریقے سے مسکرا رہا تھا اور ساتھ بیٹھی رامین، لالہ رُخ کے کسے گ ئے کسی جملے پر ہنس رہی تھی۔ اسفند کو صرف ایک ہی ٹکر دے سکتی تھی اور وہ تھی رُخ۔۔اور ابھی وہ اسے ٹکر دے بھی رہی تھی۔۔کزنز آس پاس گھیرا بنائے کھڑے ہنس رہے تھے۔۔فرقان لالہ بھی رسم کرنے اسٹیج پر چڑھے تو اسکی باتوں پر قہقہہ لگا کر ہنسے بغیر نہ رہ سکے۔۔

وہ ہنساتی رہی۔۔ہنستی رہی۔۔دل مزید بوجھ تلے دبتا رہا۔۔

رات کو اپنے کمرے میں سنگھار آئینے کے سامنے براجمان وہ خالی خالی نگاہوں سے خود کا عکس تک رہی تھی۔۔کیوں نہیں آیا تھا ارسل؟ کیا وہ اسکا سامنہ کرنے سے کترا رہا تھا۔۔کیا وہ اسے جواب دینے سے پہلو تہی کر رہا تھا۔۔کیا وہ اس سے اتنا بیزار تھا کہ اسکی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا تھا!

بہت سے سوال اسکا دل زخمی کرتے جا رہے تھے۔کیا کیا سوچا تھا اس نے کہ اسفند لالہ کی شادی میں کتنا خوش ہوگی وہ۔۔لیکن اب۔۔

اس نے گہرا سانس لے کر سر نفی میں ہلایا تھا۔جو انسان سوچے ویسا تو کبھی ہوا ہی نہیں کرتا تھا۔۔ہمیشہ اسکے برعکس ہی قدرت کچھ طے کی ئے رکھتی تھی۔اس نے سنگھار آئینے کے سامنے اٹھ کر اپنے ماتھے پر لگا ٹیکا اتار کر سامنے رکھ دیا تھا۔۔اب وہ آہستہ آہستہ اپنی جیولری اتار کر رکھتی جا رہی تھی۔۔

*

اگلے دن بارات تھی تو ماحول میں اور بھی رش بڑھ گیا تھا مہمانوں کا۔۔شور، ہنگامہ۔۔گھر میں دوڑتے ہوئے بچے۔۔ہنستے ہوئے، چل پھر کر کھاتے ہوئے لوگ۔۔وہ بلاشبہ شادی کا گھر ہی لگ رہا تھا۔۔اب بارات چونکہ انہی کے گھر سے جانی تھی تو انہیں ہال کے لیۓ جلدی نکلنا تھا۔۔سر شام ہی ایک ہنگامہ مچ گیا تھا۔۔رامین تو گل کے ساتھ مغرب میں ہی پارلر جاچکی تھی۔ اس نے فاطمہ کے ساتھ رہ کر مہمانوں کو سنبھالنا تھا۔سو وہ نہیں گئ۔۔

*

"امی میرا کرتا کہاں گیا۔۔؟"

رامش اوپر ریلنگ سے جھانک کر چیخا تھا۔۔

"وہیں کمرے میں استری کر کے لٹکایا ہے میں نے۔۔دھیان سے دیکھو۔۔"

نیچے سے فاطمہ کی مصروف سی آواز سنائ دی تھی۔۔

"لالے میرا ویسٹ کوٹ کدھر رکھا ہے تم۔۔؟"

مہمانوں کے رش میں اسفند کی دبی دبی آواز اسے سنائ دی تھی۔وہ جلدی سے آگے بڑھی اور اسے اسکا ویٹ کوٹ ڈھونڈ کر دیا۔اب جنید کے جوتے نہیں مل رہے تھے۔

"ہزار دفعہ کہا ہے کہ وقت پر چیزیں سنبھال کر رکھا کرو لیکن مجال ہے جو تم سنبھال لو کچھ۔۔اب اتنے رش میں کیا ملے گا تمہیں۔"

فاطمہ نے جھنجھلا کر جنید کو گھر کا تھا۔وہ سب مہمانوں کے سامنے بنتی درگت پر روہانسا ہو گیا تھا۔ لالہ رُخ نے گہرا سانس لیا اور پھر اسکے جوتے ڈھونڈنے میں جت گئ۔۔آہستہ آہستہ سب اپنی تیاریاں مکمل کر کے ہال کے لی ئے نکلنے لگے۔فاطمہ اور افغان کو بھی بھیج دیا تھا اس نے۔۔ارمغان تایا اور فرقان لالہ بس اپنی گاڑی میں نکلنے ہی والے تھے۔۔اسفند بھی اپنی گاڑی کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔

" تم کب تیار ہو گی لالہ رُخ؟ دیر ہو جائے گی"

اس نے اپنے کپڑے تو پہن لی ئے تھے لیکن ابھی چہرہ ویسے ہی سادہ تھا اور بال کھلے ہو کر کمر پر گرے ہوئے تھے۔

"آپ جائیں لالہ۔۔میں ڈرائیور کے ساتھ آجاؤ نگی۔۔آپکو دیر ہو رہی ہے۔۔میں بس تھوڑی دیر میں آتی ہوں تیار ہو کر۔"

اسفند نے اسکی بات سن کر سر ہلایا تھا۔پھر اپنی سجی ہوئ گاڑی نکال لے گیا۔ آج تو بارات بھی ایک ہی گھر سے تھی اور رخصتی بھی۔۔اسی لی ئے انہیں کوئ پریشانی نہیں تھی کیونکہ لڑکے اور لڑکی والے تو وہ خود ہی تھے۔۔

رُخ بھی جلدی سے زینے چڑھتی اپنے کمرے میں چلی آئ۔اس نے آج گہرے مہرون رنگ کا فراک زیب تن کر رکھا تھا۔فراک کا گلا اسکی گردن تک بند تھا۔۔گردن تک بند گلے پر سنہرے

موتیوں سے سجی کڑھائی جگمگا رہی تھی۔چوڑی دار سنہری ہی پجامہ پہنے وہ جلدی جلدی میک اپ کررہی تھی۔۔پھر سب سے آخر میں مسکارے کو بہت احتیاط سے سیاہ پلکوں پر سجانے لگی۔۔اسکا سنہرا کامدار دوپٹہ بیڈ پر سلیقے سے رکھا ہوا تھا اور اب وہ بالوں کو آگے کیۓ ان میں تیزی سے برش چلا رہی تھی۔۔

اس نے ایک بھاری جھمکا اٹھا کر کان میں ڈالا لیکن جیسے ہی ہاتھ بڑھا کر دوسرا جھمکا اچکنا چاہا تو سنگھار آئینے سے انگلیاں ٹکرا گئیں۔۔وہ ادھر ادھر دیکھنے لگی۔۔ابھی تو یہیں تھا۔۔اس نے بالوں کو ایک طرف ڈالا ہوا تھا اور اپنا جھمکا زمین پر ڈھونڈتی وہ کمرے سے باہر چلی آئی تھی۔۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔

"اَلسَلامُ عَلَيْكُم احباب۔۔۔۔

"ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید۔۔۔۔

ناولز کی دنیا" ویب سائیٹ / گروپ / پیج دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کرسکتے ہیں۔۔۔ اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں۔۔۔ ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے۔۔۔

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائیپ کرکے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہوسکا آپکی تحریر پوسٹ ہوجائے گی۔۔۔

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیئے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں--

Email address :- Novelskiduniya77@gmail.com

Facebook page :- Novels ki duniya

(user name @zoyatalib77)

Facebook group :- Novels ki duniya

Instagram Page:- Zoya Talib (UserName: Novelskiduniya77)

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو)

اور باقی کے رابطے کے لیئے ہر پیج کے نیچے

"novels ki duniya "

اور

"website"

لکھا ہے ان دونوں کو وزٹ کرنے کے لیئے لکھے ہوئے پر ہی کلک کریں اور اوپن کرلیں ---

شکریہ-----

گھر مہمانوں سے خالی ہوچکا تھا اور اب ہر جانب خاموشی پھیل گئ تھی۔۔وہ واپس کمرے کی جانب پلٹی۔۔خالی کان کی لو اب تک ہاتھ سے تھام رکھی تھی۔۔یکایک وہ کمرے کا دروازہ بند کرتی جیسے

ہی مڑنے لگی کسی نے اپنا جوتا دروازے میں اٹکایا تو وہ یکدم پیچھے ہٹی۔۔لو کو چھوتا ہاتھ دروازے کی جانب بڑھا لیکن کوئی پہلے ہی اسے کھول کر اندر داخل ہو رہا تھا۔۔

"کیا یہ ڈھونڈ رہی ہیں آپ۔۔؟"

سفید کرتا شلوار میں ملبوس، سیاہ ویسٹ کوٹ پہنے، بالوں کو پیچھے کی جانب جمائے، بھوری آنکھوں سے مسکراتا ہوا وہ اسی سے مخاطب تھا۔۔اسکی آنکھیں حیرت سے پھیلی تھیں۔۔اسے ارسل کو یہاں اس وقت دیکھنے کی امید نہیں تھی۔۔

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔۔؟"

اس نے اگلے ہی پل جلدی سے اپنا رُخ موڑا تھا۔پھر بیڈ پر رکھا دوپٹہ اٹھا کر کندھے پر ڈالنے لگی۔ چہرہ سنجیدہ بنالیا۔۔وہ مسکراتا ہوا آگے بڑھ آیا تھا۔۔پھر انگلیوں میں تھاما جھمکا اسکی نگاہوں کے سامنے کیا۔۔

"یہ لوٹانے آیا ہوں۔۔"

"ادھر دیں مجھے۔۔"

اس نے جھمکا لینے کے لیۓ ہاتھ بڑھایا تو ارسل نے اپنا ہاتھ سر کے اوپر بلند کرلیا۔وہ ایڑیاں اونچی کیۓ جھمکا لینے کی سعی میں اسکے قریب چلی آئی تھی۔

"یہ مذاق کا وقت نہیں ہے ارسل۔میرا جھمکا مجھے واپس دیں۔۔"

اس نے دانت کچکچائے تھے۔وہ محظوظ ہوا۔۔پھر اسکی آنکھوں میں جھانکا۔۔

"اور اگر میں واپس نہ کروں تو۔۔؟"

"تو مجھ سے برا کوئ نہیں ہو گا پھر۔۔"

"تمہیں اب بھی لگتا ہے کہ تم سے برا کوئ ہو گا۔۔؟"

اس نے بہت حیرت سے پوچھا تھا۔لالہ رُخ جو اسکے سینے پر ہاتھ رکھے، اونچی ہوئ جھمکا لے رہی تھی یکدم ٹھہری۔۔قہر آلود نگاہوں سے اسے گھورا۔۔

"آپ ہیں ناں۔کسی اور کی کیا ضرورت بھلا۔۔؟"

"میں برا ہوں۔۔؟"

اسکے ایسے پوچھنے پر وہ ایک پل کو پگھلی تھی۔بھوری معصوم آنکھیں اس پر جمائے وہ استفسار کررہا تھا۔اسے اگلے ہی پل اندازہ ہوا کہ وہ اسکے قریب کھڑی ہے۔یکدم اسکی ایڑیاں توازن قائم نہ رکھ سکیں اور اس سے پہلے کہ وہ زمین بوس ہوجاتی۔۔ارسل نے اسکے غیر متوازن ہوتے وجود کو جلدی سے تھاما تھا۔۔

"دیکھو۔۔گرنے سے بچالیتا ہوں تمہیں۔۔اب بھی برا ہوں کیا۔۔؟"

مسکراہٹ دبا کر تپاتے ہوئے پوچھا تو اس نے اسے اگلے لمحے خود سے دور ہٹایا تھا۔وہ ہنستا ہوا پیچھے ہٹا۔۔اس نے غصے میں پہنا جھمکا بھی اتارنے کے لیے ہاتھ اونچے کیے تو وہ جلدی سے قریب چلا آیا۔تابعداری سے ہتھیلی اسکے سامنے پھیلائی۔۔اسکی کشادہ ہتھیلی پر لالہ رُخ کا جھمکا پڑا تھا۔اس نے آہستہ سے ہاتھ نیچے کیے اور پھر سنگھار آئینے میں نظر آتے اسکے عکس کو خفگی سے دیکھا۔۔ جیسے ہی ہاتھ بڑھا کر جھمکا لینا چاہا تو وہ مٹھی بند کر گیا۔۔

"جواب دینے آیا ہوں تمہیں۔کیا کچھ وقت مل سکتا ہے مجھے۔۔؟"

اسکے کان کے قریب بہت ہلکی سی سرگوشی ابھری تھی۔رُخ کا دل کہیں اندر ڈوب کر ابھرا۔۔یہ دل تو بہت پہلے سے خوفزدہ تھا۔۔اندر جڑ پکڑتے خوف نے جیسے ہی اسکی سیاہ آنکھوں کو چھوا تو ارسل نے شرارت کا ہر ارادہ ترک کر دیا۔۔

"م۔۔مجھے آپکا ہر جواب قبول ہوگا۔"

اس نے گردن جھکا کر خود کو کہتے سنا تھا۔وہ مسکرایا۔۔پھر مٹھی میں بند جھمکا انگلیوں میں تھاما۔۔ اسکی گردن پر گھر آئے بال پرے ہٹائے۔۔کان کی لو ہلکے سے تھامی اور جھمکا اس میں ڈال کر مسکراہٹ دباتا پیچھے ہٹ گیا۔لالہ رُخ سانس روکے دیکھ رہی تھی اسکے عکس کو سنگھار آئینے میں۔۔

وہ کوئی چھوٹا بچہ تھا جسکی شریر سی خواہش پر وہ اسے کسی بڑے کی طرح خفا ہو کر دیکھ رہی تھی۔۔

"یہ کیا طریقہ ہے! کیوں تنگ کر رہے ہیں آپ مجھے؟ آزاد تو کر دیا ہے میں نے آپکو، آپکے ہر فیصلے میں ! پھر اب کیا مصیبت آگئ ہے کہ آپ میرا پیچھا نہیں چھوڑ رہے! دیکھیں مسٹر ارسل افگن۔۔میں آمنہ نہیں ہوں جو چپ چاپ آپکو کسی کا بھی ہوتا ہوا دیکھ لونگی۔میں نے جو فیصلہ کیا ہے خود پر بہت ضبط کر کے کیا ہے لیکن آپکا یہ بچکانہ رویہ میری سمجھ سے اب باہر ہوتا جارہا ہے۔۔ابھی کہ ابھی میرے سامنے سے چلے جائیں نہیں تو میں اپنا ارادہ بدل لونگی اور چھین لونگی آپکو ہر انسان سے۔۔جائیں ابھی کہ ابھی آپ اور ایک بات اور، مجھے انڈر ایسٹیمیٹ مت کیجیۓ گا کیونکہ آپ ابھی مجھے جانتے نہیں ہیں میں س۔۔"

"میں آپکے ساتھ رہنا چاہتا ہوں رُخ۔۔"

اور وہ جو طیش میں ابلتی تیزی سے بولتی جارہی تھی یکدم ساکت ہوئ۔آنکھیں پوری کھول کر ارسل کو دیکھا۔۔مسکارے سے سجی آنکھیں اگلے ہی پل بھیگنے لگی تھیں۔۔

"کیا کہا آپ نے؟"

اس نے بے یقینی سے بس یہی پوچھا تھا۔وہ تھک کر مسکراتا ہوا اسکی جانب بڑھ آیا۔۔اور اس دفعہ وہ پیچھے نہیں ہٹی تھی۔۔وہ اس لمحے کو کسی سحر کی مانند اگلے ہی پل بکھر کر غائب ہوتا نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔۔

"میں چاہتا ہوں آپ مجھ پر قابض رہیں۔میں چاہتا ہوں جھانسی کی رانی اپنے میمنے کو کسی بھی دوسرے کے حوالے نہ کرے۔کیونکہ دوسرے اسے ویسا نہیں سمجھتے جیسا یہ لڑکی سمجھتی ہے۔"

وہ چند پل بنا پلکیں جھپکائے اسے دیکھتی رہی تھی اور جیسے ہی اسکی سیاہ آنکھوں میں آنسوؤں کی نمی تیرنے لگی تو ارسل گھبرا گیا۔۔جلدی سے ہاتھ اٹھا کر اسے رونے سے روکا۔۔

"کیوں اتنی اچھی تیاری کا بیڑہ غرق کرنے پر تلی ہوئی ہو۔۔؟ پہلے ہی مجھے سوچ سوچ کر ہول اٹھ رہے ہیں کہ اس ڈھائی کلو کے میک اپ کو لگانے میں تمہیں کتنا عرصہ لگا ہوگا۔۔اب اسے بھی خراب کرکے بھوت بن کر شادی میں جانے کا ارادہ ہے تمہارا؟ دیکھو مجھے تو کوئی مسئلہ نہیں تمہارے پھیلے ہوئے مضحکہ خیز مسکارے سے لیکن لوگ کیا کہیں گے؟ میں تو تمہارے اجڑے، گھونسلے جیسے بالوں اور حلقوں میں ملفوف آنکھوں کے ساتھ بھی جاسکتا ہوں۔"

وہ جو رونے کی بھرپور تیاری کررہی تھی یکدم ہی ہنس دی۔پھر چہرہ اٹھا کر بمشکل آنسو گرنے سے روکے۔گہرے گہرے سانس لے کر اندر اٹھتے بونچھال کو قابو کرنا چاہا لیکن اسے رونا آئے جارہا تھا۔

"زہر لگتے ہیں آپ مجھے ارسل۔۔زہر۔۔!"

"بالکل۔۔اسی زہر کے لیئے کیسے کیسے معرکے سر کیئے ہیں تم نے۔۔نہیں؟"

اسکی اس چوٹ پر لالہ رُخ نے اسکے کندھے پر بھرپور دھپ رسید کی تھی۔نازک میمنہ بلبلایا تھا۔

"آپ اپنی ان دہشت گردیوں سے باز آجائیں۔۔شوہر کا درجہ دیں مجھے۔۔"

وہ اب ہنستی جارہی تھی۔۔گردن پیچھے پھینک کر۔پھر انگلی کے پوروں سے پلکوں پر ٹھہرے آنسوؤں کو بمشکل صاف کرتی ارسل کی جانب دیکھنے لگی۔وہ بھی آسودگی سے مسکراتا ہوا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

"میں ڈر گئی تھی۔۔"

"جانتا ہوں۔۔"

اس نے اسکے چہرے پر گھر آئی لٹ کر کان کے پیچھے اڑسی تو وہ نم آنکھوں سے مسکرادی۔

"مجھے لگا میں کھودونگی آپکو۔۔"

"مجھے بھی یہی لگا تھا۔۔"

وہ دونوں اب دھیمی سی سرگوشی میں اعتراف کرتے جارہے تھے۔انا کی ساری دیواریں پگھل کر درمیان سے گرتی جارہی تھیں۔گھٹن کم ہونے لگی تھی۔۔سانس کھل کر آرہا تھا۔۔

"میں آپکو کھونا نہیں چاہتی تھی۔۔"

اور بہت ضبط کے باوجود بھی ایک آنسو ٹوٹ ہی گیا تھا اسکی آنکھ سے۔آواز بھرّاگئ تھی۔۔ارسل نے انگوٹھے سے اسکا آنسو صاف کیا۔پھر دونوں ہاتھوں سے اسکا چہرہ تھاما۔۔اپنا ماتھا اسکے ماتھے کے ساتھ ٹکادیا۔۔دونوں آنکھیں موندے بالکل چپ ہوئے کھڑے تھے اب کہ۔۔انکی خاموشی ہر لفظ پر بھاری ہونے لگی تھی۔۔

"مجھے لگا تھا آپ مجھے چھوڑ دیں گے۔۔"

اس نے آنکھیں کھول کر ارسل کو دیکھا تھا۔۔وہ بھی نم آنکھیں لئے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔ماتھے اب تک ایک ساتھ ٹکے ہوئے تھے۔۔

"تم نے مجھے باندھ دیا تھا رُخ۔۔ تمہیں کیسے چھوڑ سکتا تھا میں۔۔۔؟"

"آپ وعدہ کریں آئندہ مجھے چھوڑ کر جانے کی بات کبھی نہیں کریں گے۔۔"

اس نے اس پگھلتے لمحے میں اس سے وعدہ مانگ لیا تھا۔۔بھلا وہ انکار کیسے کرسکتا تھا۔۔مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا۔۔

"میں تمہیں کہانی سناؤنگا۔۔شیر اور اس عجیب الخلقت انسان کی۔۔"

اب وہ دونوں ہی نم آنکھوں کے ساتھ ہنس رہے تھے۔ماتھے سے ماتھا ٹکائے۔۔آسودگی سے سمٹے ہوئے۔۔

"اور میں آپکے لیئے ہر اس ہاتھ سے لڑونگی جو ظلم کے لیئے آپکی جانب بڑھے گا۔میں آپکی حفاظت کرونگی ارسل۔۔"

سنہری قمقموں سے سجے گھر میں جیسے ہر جانب پریاں اتر آئیٔ تھی۔وہ پریاں اپنے ساتھ آنے والی ساعتوں کی خوشبو بھی چرا لائیٔ تھیں۔۔وہ دونوں بھی گزرتے وقت سے بے نیاز ایک دوسرے سے ساتھ نبھانے کے وعدے کررہے تھے۔۔

"لالہ رُخ۔۔اگر ہم نے اور دیر کی ناں تو اسفند لالہ گھر ہی آجائیں گے اور تمہیں تو کچھ نہیں لیکن وہ مجھے ضرور جان سے ماردیں گے۔۔"

وہ ہنستی ہوئیٔ اس سے الگ ہوئیٔ تھی۔پھر اس نے پلٹ کر اپنا چہرہ سنگھار آئینے میں دیکھا تو دنگ رہ گئیٔ۔اسکا چہرہ گلنار ہوا جارہا تھا۔۔یا اللہ۔۔وہ کب سے ایسی لگ رہی تھی۔۔

"جی آپ کب سے سیب جیسے گالوں والی پٹھانی لگ رہی ہیں۔۔اب چلیں جلدی۔۔ویسے میں سوچ رہا تھا کہ ہمیں اپنی شادی دوبارہ کرنی چاہیئے نہیں؟ پچھلی میں تو اتنی لڑائیاں ہوئیٔ ہیں کہ الامان!!!"

"اور آپکو لگتا ہے کہ اس دوبارہ والی شادی کے بعد لڑائیاں نہیں ہوا کرینگی۔۔؟"

لالہ رُخ نے محظوظ ہو کر پوچھا تھا۔ارسل نے خوفزدہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔

"کیا میں اپنا فیصلہ واپس لے سکتا ہوں۔۔؟"

لیکن وہ اسکے سوال پر اسے ہاتھ سے پکڑے باہر کی جانب لارہی تھی۔ساتھ ہنس بھی رہی تھی۔۔ خاموش پڑے گھر میں اسکے زندگی سے بھرپور قہقہے گونجنے لگے تھے۔۔

"اب آپ کسی بھی فیصلے کو واپس لینے کا حق کھوچکے ہیں ارسل جی۔۔"

وہ اسے چڑا رہی تھی۔ارسل نے خفا بھوری آنکھوں سے اسے دیکھا تھا۔۔

"میرے پاس میری یونیورسٹی میں پڑھتی لڑکیوں کے نمبرز اب تک موجود ہیں۔۔"

وہ اب دور ہوتے جارہے تھے۔انکی باتیں سرگوشی کی صورت سنائی دینے گی تھیں۔ لالہ رُخ اسے اب انگلی اٹھا کر چلتے ہوئے دھمکارہی تھی اور وہ مسکراہٹ دبائے اسکی دھمکی سن رہا تھا۔۔اسے اب یہ دھمکیاں ساری زندگی ہی سنتے رہنی تھی۔۔

مہرون رنگ کے فراک میں ملبوس، سیاہ بالوں والی لڑکی اور اونچا سا پیارا لڑکا۔۔ایک دوسرے کے ساتھ دور سے دیکھنے پر بھی بہت مکمل۔۔بہت اچھے لگتے تھے۔انکی کہانی کا آغاز ہوا چاہتا تھا۔انکی سنہری، پیاری اور کیوٹ سی کہانی کا آغاز۔۔جس کا ایک کردار چنگیز خان کے لشکر کا آخری سپاہی تھا۔۔تو دوسرا۔۔اپنے قلعے میں رہتا ایک معصوم سا ڈرپوک شہزادہ۔۔قدرت نے کیا خوبصورت بُنائی سے کام لیا تھا انکی جوڑی میں۔۔

وقت کی دھول ہوتی صدیوں میں جو گزر گیا تھا اور گزرنا باقی تھا۔۔سب کچھ ایک کھلی کتاب میں درج تھا۔۔بس اس کتاب کے ہر صفحے کے پلٹتے ہی زندگی پلٹ جایا کرتی تھی۔۔جیسے ارسل اور لالہ رُخ کی پلٹ گئ تھی۔ایک دوسرے کے ساتھ سے۔۔!!

ختم شد۔۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔

"اَلسَلامُ عَلَیکُم احباب۔۔۔۔

"ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید۔۔۔۔

ناولز کی دنیا" ویب سائیٹ / گروپ / پیج دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کرسکتے ہیں ۔۔۔ اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں ۔۔۔ ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے ۔۔۔

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں ۔۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائیپ کرکے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہوسکا آپکی تحریر پوسٹ ہوجائے گی ۔۔۔

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیئے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں۔۔

Email address :- Novelskiduniya77@gmail.com

Facebook page :- Novels ki duniya

(user name @zoyatalib77)